قطب مشتری

(۱۰۱۸ھ)

اسد اللہ وجہی

مرتبہ

ڈاکٹر حمیرا جلیلی

ترقی اردو بیورو، نئی دہلی

قطب مشتری

(۱۰۱۸ھ)

اسداللہ وجہی

مرتبہ

ڈاکٹر حمیرا جلیلی

ترقی اردو بیورو، نئی دہلی

QUTUB-MUSHTARI
ASAD-ULLAH WAJHI
Compitor DR. HUMERA JALILI

C ترقی اُردو بیورو نئی دہلی

سنۂ اشاعت :- اپریل تا جون ۱۹۹۲ء شک ۱۹۱۴

پہلا ایڈیشن :- ۲۰۰۰

سلسلہ مطبوعات نمبر :- ۶۸۵
کتابت :- محمد غالب
مصحح (پروف ریڈر) ڈاکٹر حمیرا جلیلی
قیمت ۴۸/=

ناشر :- ڈائرکٹر ترقی اردو بیورو ویسٹ بلاک I آر۔ کے۔ پورم۔ نئی دہلی ۱۱۰۰۶۶
ٹیلی فون :- ۶۰۳۹۳۸ - ۶۶۳۳۸۱ - ۶۰۹۶۴۶
طابع :- سپریم آفسیٹ پریس۔ K 5، مالویہ نگر نئی دہلی

پیش لفظ

ہندوستان میں اردو زبان و ادب کی ترقی و ترویج کے لیے ترقی اردو بیورو (بیورو) قایم کیا گیا۔ اردو کے لیے کام کرنے والا یہ ملک کا سب سے بڑا ادارہ ہے جو دو دہائیوں سے مسلسل مختلف جہات میں اپنے خاص خاص منصوبوں کے ذریعہ سرگرم عمل ہے۔ اس ادارہ سے مختلف جدید اور مشرقی علوم پر مشتمل کتابیں خاصی تعداد میں سماجی ترقی، معاشی حصول، عصری تعلیمی اور معاشرہ کی دوسری ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے شائع کی گئی ہیں جن میں اردو کے کئی ادبی شاہکار، بنیادی متن، قلمی اور مطبوعہ کتابوں کی وضاحتی فہرستیں، تکنیکی اور سائنسی علوم کی کتابیں جغرافیہ، تاریخ، سماجیات، سیاسیات، تجارت، زراعت، لسانیات، قانون طب اور علوم کے کئی دوسرے شعبوں سے متعلق کتابیں شامل ہیں۔ بیورو کے اشاعتی پروگرام کے تحت شائع ہونے والی کتابوں کی افادیت اور اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ مختصر عرصے میں بعض کتابوں کے دوسرے تیسرے ایڈیشن شائع کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ ترقی اردو بیورو نے اپنے منصوبوں میں کتابوں کی اشاعت کو خاص اہمیت دی ہے۔ کیوں کہ کتابیں علم کا سرچشمہ رہی ہیں اور بغیر علم کے انسانی تہذیب کے ارتقاء کی تاریخ مکمل نہیں تصور کی جاتی۔ جدید معاشرے میں کتابوں کی اہمیت مسلّم ہے۔ بیورو کے اشاعتی منصوبہ میں اردو انسائیکلوپیڈیا، ذولسانی اور اردو۔ اردو لغات بھی شامل ہیں

اور وہ ان کی ضرورتوں کو کامیابی کے ساتھ پورا کر رہی ہیں۔ قارئین کی سہولتوں کا مزید خیال کرتے ہوئے کتابوں کی قیمت بہت کم رکھی جاتی ہے تاکہ کتاب زیادہ سے زیادہ ہاتھوں تک پہنچے اور وہ اس بیش بہا علمی خزانہ سے زیادہ سے زیادہ مستفید اور مستفیض ہو سکیں۔

یہ کتاب بھی بیورو کے اشاعتی پروگرام کی ایک کڑی ہے۔ امید ہے کہ آپ کے علمی ادبی ذوق کے تسکین کا باعث بنے گی اور آپ کی ضرورت کو پورا کرے گی۔

ڈاکٹر فہمیدہ بیگم
ڈائرکٹر ترقی اردو بیورو

فہرست

پیش لفظ	ڈاکٹر فہمیدہ بیگم	
حرفِ اوّل		7
مقدمہ		9
متن		107
فرہنگ		221
کتابیات		233

اپنی استاد

پروفیسر ثمینہ شوکت

کے نام

حرفِ اوّل

قطب مشتری ہمارے اردو کی ابتدائی طبع زاد مثنویوں میں سے ایک ہے، کئی لحاظ سے بڑی اہمیت کی حامل قرار دی جاسکتی ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہی ہے کہ یہ صرف بارہ دن میں مکمل کی گئی جیسا کہ خود وجہی نے لکھا ہے:

تمام اس کیا دیس بارا منے
سنہ یک ہزار ہور اٹھارا منے

قطب مشتری شروع سے آخر تک پڑھ ڈالیے کہیں کوئی بوجھل یا ثقیل لفظ نہیں ملتے نادر و اچھوتی تشبیہات و استعارے، جان دار منظر نگاری، انسانی نفسیات اور تمدنی و اخلاقی اقدار کا ایک ایسا گلدستہ ہے جس کی دل کشی اور مہک وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی رہے گی

قطب مشتری کی ایک بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس مثنوی کے ابتدائی حصہ میں ہی وجہی نے ایک باب "در شرح شعر گوید" کے عنوان سے قلم بند کر دیا ہے اور یقیناً یہ اردو شعریات اور فنِ تنقید پر ہماری پہلی دستاویزی چیز ہے۔

اس مثنوی کو سب سے پہلے ۱۹۳۸ء میں مولوی عبدالحق نے شائع کیا مقدمہ صفحہ نمبر اٹھارہ[۱۸] پر وہ لکھتے ہیں کہ متن انھوں نے دو نسخوں سے مرتب کیا ہے۔ ایک خود ان کا نسخہ (جو اب کراچی میوزیم کا مخزونہ ہے) اور دوسرا برٹش میوزیم لندن کا نسخہ جس کا عکس انھوں نے منگوالیا تھا۔

مولوی صاحب نے اپنے مرتبہ متن میں صرف (۹۲) مقامات پر اختلاف کو درج کیا ہے۔ زیرِ نظر متن میں نے چار نسخوں کی مدد سے ترتیب دیا ہے جن میں لندن کے نسخے کو "ل" دکّی کے

نسخے کو "د" کراچی کو "ک" اور مطبوعہ نسخہ کو "م" نشان دیا گیا ہے اور اس طرح ان چاروں نسخوں کے باہمی مقابلے سے مجھے اختلافات کی جو تعداد نظر آئی وہ (۵۰۶) ہے۔

مولوی عبدالحق نے اپنے مرتبہ متن کے ساتھ ایک ضمیمہ بھی شامل کر دیا ہے۔ مثنوی کا یہ وہ زائد حصہ ہے جو صرف کراچی کے نسخے میں ملتا ہے اس ضمیمہ میں شامل ابیات کو بغور پڑھنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچی ہوں کہ یہ ایک الحاقی چیز ہے جو کسی طرح اس مثنوی میں شامل ہو گئی ہے ویسے بھی قدیم نسخوں میں الحاقی عبارت کا شامل ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس زائد عبارت کی لفظیات وہ نہیں جو وجہی کے اسلوب و بیان کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ ثقیل و بے جوڑ الفاظ کی پیوند کاری یہاں جا بجا نظر آتی ہے۔ قطب مشتری میں وجہی نے ہمیشہ قلی قطب شاہ کو "شاہ" یا "شہنشاہ" کہہ مخاطب کیا ہے جب کہ ضمیمہ میں شامل قصہ کے ہیرو کو ہمیشہ "شہزادہ" کہا گیا ہے۔ قطب مشتری میں محمد قلی شاہ کو باوقار، بہادر و دلیر باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے جب کہ ضمیمہ میں شامل قصہ کا ہیرو بے بسی و لاچاری کی تصویر دکھایا گیا ہے۔ انہی سارے امور کو پیش رکھتے ہوئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ضمیمہ میں شامل ابیات کو اپنے مرتبہ متن میں شامل نہ کیا جائے۔

محترم مونس احمد جلیلی، ڈاکٹر جاوید وشسشٹ، ڈاکٹر رحمت علی خاں سالار جنگ میوزیم، محترمہ شاکرہ بیگم، سابق اسسٹنٹ لائبریرین عثمانیہ یونیورسٹی محترم خواجہ حمید اللہ صاحب، افضل بیابانی صاحب، ابوالکلام ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا میں شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انھوں نے دہلی، کراچی اور لندن کے نسخوں کی کاپی کے حصول میں میری مدد کی۔

میں محمد غالب کی ممنون ہوں کہ انھوں نے کتابت کے سلسلے میں ہر ممکنہ تعاون دیا۔ والد محترم عزیز احمد جلیلی کا صد ہزار شکریہ، اگر ان کی رہنمائی اور ہمت افزائی شاملِ حال نہ ہوتی تو اس کتاب کی صورت گری بھی ممکن نہ ہوتی۔ میں ڈاکٹر مجاور حسین رضوی کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ اس سلسلے میں انھوں نے میری بڑی ہمت افزائی فرمائی۔

حمیرا جلیلی

جلیل منزل
فصاحت جنگ جلیل روڈ سلطان پورہ
حیدرآباد

مقدمہ

قطب مشتری کے اوّلین نقاد ڈاکٹر عبدالحق نے اپنی مرتبہ قطب مشتری کے مقدمے میں لکھا ہے:

"اگرچہ وجہی نے بہت کچھ دعویٰ کیا ہے اور تعلّی کی ہے لیکن یہ مثنوی کوئی اعلیٰ درجہ کی نہیں ہے"[1]

ڈاکٹر عبدالحق اور ایک جگہ لکھتے ہیں "گو یہ مثنوی اعلیٰ پایہ کی نہ ہو تاہم اس میں بعض باتیں بڑی خوبی کی ہیں"[2]

حالاں کہ اس مثنوی میں بعض نہیں بلکہ اکثر باتیں بڑی خوبی کی ہیں ظاہری بھی اور معنوی بھی

پہلی خوبی تو یہی ہے کہ اس مثنوی میں فنِ شاعری کے تعلق سے ایک باب بہ عنوان "در شرحِ شعر گوید" قلم بند کیا گیا ہے۔ یہ باب اپنے عہد کے خاص مزاجِ شاعری اور تنقیدی شعور کا آئینہ دار ہے۔

وجہی نے اس سلسلے میں سب سے پہلے سلاست اور روانی پر زور دیا ہے۔ اسی کے ساتھ بے مزہ بے کیف بسیار گوئی پر ظاہری اور معنوی حسن سے معمور ایک شعر کو ترجیح دی ہے:

جو بے ربط بولے توں بیتاں پچیس ‏ ‏ ‏ بھلا ہے جو یک بیت بولے سلیس

نکو کر توں لئی بولنے کا ہوس ‏ ‏ ‏ اگر خوب بولے تو یک بیت بس[3]

عربی شاعر اور نقاد ابن معتز کہتا ہے، "ثقیل کلام مردم آزاری کا باعث ہے"۔

وجہی بھی سلاست کے ساتھ نازک خیالی کو ضروری خیال کرتا ہے ثقیل الفاظ، سنگلاخ زمینیں اور طرز ادا کے بے آب و گیاہ ریگستان وجہی کے طبعِ نازک کے لیے قابلِ قبول نہیں:

ہنر ہے تو کچھ نازکی برت یاں

کہ موٹاں نہیں باندتے رنگ کیاں[4]

لیکن وجہی نے صرف الفاظ کے انتخاب اور ان کی حسنِ ترتیب پر ہی زور نہیں دیا ہے بلکہ معنیٰ آفرینی اور بلندیِ تخیل کی بھی تاکید کی ہے اور یہیں پر وجہی کے خیالات سنسکرت شاعر ممٹ سے قریب ہو جاتے ہیں جو کہتا ہے:

"النکار ویسے ہی ہیں جیسے جسم پر زیورات اور ان کا تعلق خاص طور پر شبد (ارتھ) سے ہے"۔

۱،۲،۳،۴ قطب مشتری از ملا وجہی مرتبہ مولوی عبدالحق ۔ صفحہ ۲، ۴، ۱۴، ۱۴

ملا وجہی کے اشعار سے اس خیال کی بھرپور وضاحت ہو جاتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

رکھیا ایک معنیٰ اگر زور ہے   دلے بھی مزا بات کا ہور ہے
اگر خوب محبوب جیوں سور ہے   سنوارے تو نورًا علیٰ نور ہے
اگر لاک عیباں اچھے نار میں   ہنر ہور سے خوب سنگار میں
ہنر مشکل اس شعر میں یو بچ ہے   کہ تھوڑے اچھیں حرف معنی بولے
جو معنی ہے معشوق بھو دھات کا   پنایا ہوں کسوت اسے بات کا[1]

تنقید نگار کے لیے ضروری ہے کہ نہ صرف وہ اپنے کلام میں غیر جانب داری کو روا رکھے بلکہ فن کی اعلیٰ قدروں سے وہ خوب ہی واقف ہو۔ تب ہی وہ زبان و ادب کی میزان پر کانچ اور پانچ اور اقدارِ فن کے پیمانہ میں دودھ اور چھانچ کو پرکھ سکتا ہے اور یہی معیاری تنقید کا بنیادی اصول ہے

جو کوئی جوہری ہے سو پچھان کر   منگے گا رتن کوں قدر جان کر
پرکھ دیکھ توں کانچ ہور پانچ کوں   برابر نہ کر دودھ ہور چھانچ کوں
بھا ایک نیں کانچ ہور پانچ کوں   لذت دیکھ دودھ ہور چھانچ کوں
جہاں پانچ اچھے گا وہاں کانچ کیا   جہاں دودھ اچھے گا وہاں چھانچ کیا
ن ہلاوات ہر ایک کے سات ہے   جکوئی عارف ہے اس بول یو بات ہے
تو پھل چاک دیکھ ہور لذت کوں فام   نہ کر مول سب کا سنگٹ تین دام
جو کرتا یکسا ہنر دیک کر   ہنر ونداں سے نیں کہتے ہے ہنر[2]

وجہی گھسے پٹے مضامین کو قابلِ اعتنا نہیں سمجھتا وہ نادر خیالی اور جدت طرازی کا مویّد ہے دوسروں کے بتائے پامال راستوں پر چلنا اسے گوارا نہیں۔ اس کے تئیں تو وہی فن کار لائق ستائش ہے جس نے اپنی جدت طبع سے الفاظ و معنی کے نئے نئے گل کھلائے ہوں۔

وجہی کے خیال میں بہترین شاعر وہی ہے جو خوبصورت الفاظ کے جامے میں ایسی تیکھی بات پیش کرے جو سیدھی سامع یا قاری کے دل میں جا بیٹھے۔ طرزِ ادا ایسا دل نشین اور بات ایسی جامع اور بلند ہو کہ پڑھنے والا چونک اٹھے؛

نادر تے لیانا ہے مشکل کت   کہ آسان ہے دیک کے بلنا

لہ؎ قطب مشتری از ملا وجہی مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۱۵، ۱۵،

جکوی یوں کرے اس میں کچھ فام نیں   ہنر دیکھ سکنا بڑا کام نیں
ہنر وند اس کو کہیا جائے گا   جکوی اپنے دل تے نوا لیائے گا[20]

یو نرمول ہے بات اسے مول نیں   ہر یک بول ہے وحی یو بول نیں
سخن گو وہی جس کی گفتار تھے   اُچھل کر پڑے آدمی ٹھار تے[21]

وجہی شاعری کی الہامی کیفیت کا بھی قائل ہے ۔ وجہی شاعر کے لیے ضروری سمجھتا ہے کہ وہ فرسودہ خیالی کو ترک کرکے میدانِ سخن میں ایسے نئے نئے راستے تلاش کرے کہ ایک زمانہ اس کا مقلد ہو جائے ۔

یو نرمول ہے بات اسے مول نیں
ہر یک بول ہے وحی یو بول نیں[22]

اپی ہو کے لیا نا سو ہے جھوٹ سب
خدا غیب تے دیوے تو کیا عجب[23]

توں ایسی طرز دل تے بنیا نوی
کہ دوسرے کریں سب تیری پیروی

دنیائے علم و فن کے لیے بھی وجہی نے اخلاقی قدروں کو کافی اہمیت دی ہے ۔ چناں چہ اس نے اس بات کی پر زور تاکید کی ہے کہ اولیت کا سہرا اسی کے سر جانا چاہیے جس نے اپنی ذہانت و ذکاوت سے ادب کی کسی بھی صنف کو نئی راہوں سے متعارف کروایا ہے اور اس سلسلے میں اسے فرضِ اولین گردانا جائے کہ ہر اس شخص

۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳ ؎ قطب مشتری از ملا وجہی مرتبہ عبدالحق ص ۱۶، ۱۷، ۱۰

کو استادی کا اعزاز دیا جائے جس سے ایک لفظ بھی سیکھنے میں مدد ملی ہو۔

فرق ہے اول ہور اخیر میں
تفاوت اسے نیر ہور شیر میں ؎

اگر کس تے تل خاص کچ جانتا
اسے دل میں استاد کر مانتا ؎

خود وجہی نے اپنی اس مثنوی میں حسب بالا تمام امور کو سختی سے ملحوظ رکھا ہے۔ پہلی بات تو یہی ہے کہ اس مثنوی کا موضوع خود اس کے اپنے ذہن کی اختراع ہے۔ حالاں کہ اس دور میں فارسی اور عربی قصّوں کو مثنوی کے لبادے میں پیش کرنے کا رواج عام تھا۔

عام طور پر اس مثنوی کے قصّے کے تعلق سے دو باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس میں در پردہ محمد قلی قطب شاہ اور بھاگ متی کا افسانہ پیش کیا گیا ہے۔ لیکن مثنوی کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ دوسرا قیاس یہ ہے کہ یہ مثنوی بھاگ متی اور قلی قطب شاہ کی روداد حسن و عشق کو ذہنوں سے محو کرنے کے لیے قلم بند کی گئی ہے۔ یہ بات کسی حد تک درست ہو سکتی ہے کیوں کہ بھاگ متی کا سماجی رتبہ کے لحاظ سے جو مقام بتایا جاتا ہے اسے ملحوظ رکھتے ہوئے قلی قطب شاہ جیسے عظیم المرتبت بادشاہ سے اس کی وابستگی یقیناً بادشاہِ وقت کی عظمت و وقار کے منافی تھی۔ غالباً اسی لیے اس مثنوی میں ہیرو کو دکھن دیش کا شہزادہ اور ہیروئن کو بنگالہ نگر کی شہزادی بتایا گیا ہے۔

؎ قطب مشتری از ملا وجہی مرتبہ عبدالحق صـ ۱۰۱۶

قصے کی ابتدا، ارتقا، نقطۂ عروج اور خاتمہ یہ سب وجہی کی اپنی ذہنی کاوش کا نتیجہ ہیں۔ چناں چہ وجہی نے خود لکھا ہے:

ہنر وند اس کوں کھیا جائے گا
جو کوئی دل تے اپنے نوا لیائے گا[۱۳]

پورا کر دکھایا۔

اس مثنوی کا ایک ایک شعر کولرج کے نقطۂ فکر کے مطابق ہے۔ یعنی:

Best words in their best order.

پوری مثنوی پڑھ ڈالیے کہیں کسی شعر میں کوئی ثقیل لفظ نظر نہیں آئے گا۔ موضوع کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہر شعر الفاظ کے مناسب انتخاب اور ان کی بہترین نشست کے لحاظ سے کامل تر ہے۔ مثلاً قطب مشتری میں جہاں حمدیہ اشعار ہیں وہاں خدائے برتر کی شانِ کبریائی کو ملحوظ رکھتے ہوئے نہایت پرشکوہ انداز میں اسمائے باری تعالیٰ کو پیش کیا گیا ہے:

توں اوّل توں آخر توں قادر اہے — توں مالک توں باطن توں ظاہر اہے
توں محصی توں مبدی توں واحد سچا — توں تواب توں رب توں ماجد سچا
توں باقی توں منعم توں ہادی توں نور — توں وارث تو منعم توں بر تو صبور
توں ستار ہور توں سو جبار ہے — توں وہاب ہور توں سو قہار رہے
توں رزاق ہے ہور تو ہیں عظیم — توں فتاح ہے ہور تو ہیں عظیم[۱۴]

حسین اور خوب رو عورتوں کا جہاں ذکر ہے وہاں بہت ہی سبک لطیف اور مترنم الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ ایسے مقامات پر فارسی اور عربی کے ساتھ ہندی ذخیرۂ الفاظ سے بھی بے دریغ استفادہ کیا گیا ہے۔ جس سے اندازِ بیان میں لچک، روانی اور موسیقیت پیدا ہو گئی ہے:

جتیاں خوب رو خوش شکل تھیاں سندریاں — سو کرناٹک ہور گور گجرات کیاں
جو چین ہور ماچین کے تھے بتاں — سو خوش طبع خوش فہم خوش صورتاں
ہر ایک خوب محبوب بت فارسی — بدن جیو جلتی اچھے آرسی

---

[۱۴] قطب مشتری از ملا وجہی مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۱۶-۱۰، ۳۲۰

جو سھلیاں دو جھبکائیں مکھ نور کوں ۔۔۔ دیوانا کریں چاند ہور سور کوں
اگر دیکھنا جوت اُن نور کا ۔۔۔ فرشتا نہ کرتا صفت سور کا
جو آویں چمن میں سکیاں ساج سوں ۔۔۔ پھلاں غنچے ہو جائیں پھر لاج سوں
پرایاں سندریاں ہور انچل پراں ۔۔۔ چندر مکھ سے چند نا سوتن گوہراں

ہجر و فراق کی کیفیت قطب مشتری میں جابجا پیش کی گئی ہے اور جہاں کہیں بھی رنج و غم جدائی و بے کسی کا بیان ہے ایک ایک لفظ سوز و گداز، آہ و فغاں میں ڈوبا ہوا ہے۔ رنج و ملال کی یہ تصویریں اتنی مکمل اور پُر اثر ہیں کہ قاری خود اپنے اطراف یاس و اضمحلال کی ایک فضا محسوس کرنے لگتا ہے :

ابراہیم شہ کوں کہیں مطرب آئے ۔۔۔ کہ قصا یوشہ کا ہچ بیا یا نہ جائے
کہے شہ کوں شہزادے کا حال سب ۔۔۔ کہ یوں حال اس کا ہے پامال سب
نکلتی ہر یک آہ یوں شاہ تے ۔۔۔ کہ نو کہن کباب ہویں اس آہ تے
چمن سیج پر آپ سیس پاڑکر ۔۔۔ سٹیا کپڑے جوں پھول سب پھاڑکر
شہنشہ سنیا بات یو سربسر ۔۔۔ چلیا فکر وند ہو حرم کے ادھر
کہیا مائی کو باپ دو آئے کر ۔۔۔ کہ فرزند کوں دیک ٹک جائے کر
کہ فرزند کا کچ خبر نیں تجے ۔۔۔ خبر لے خبر یو اگر نیں تجے
نہ دن تکانت قرار اس نہ نس خواب ہے ۔۔۔ کہ آرام نیں ہور بے تاب ہے
اپس میں اپے آہ بھرتا اچھے ۔۔۔ دیوانا ہو کر شاند کرتا اچھے
سنی بات اس دھات جب ماجنی ۔۔۔ جو ساری تھی سو فکر سوں ہوی کھنی[1]

اکثر مقامات پر وجہی نے الفاظ کے ذریعہ اتنی جیتی جاگتی تصویریں پیش کی ہیں کہ رنگ و روغن کی تصویریں بھی شاید اتنا گہرا اثر نہ پیدا کر سکیں۔ گویا کہ شاعر کے قلم نے مصوّر کی آنکھ کا کام انجام دیا ہے۔ مثلاً ایک مقام پر وجہی نے محفل مے و مینا کی جہاں تصویر کشی کی ہے وہاں مے نوشوں کی بدمستی و بدحواسی، حالت نشہ میں ان کی الٹی سیدھی حرکتیں اور لایعنی بات چیت کا نقشہ اس خوبی سے کھینچا ہے کہ قاری بادہ پرستوں کی ایک ایک حرکت خود اپنی آنکھ

---

[1] قطب مشتری از وجہی مرتبہ مولوی عبدالحق۔ صفحہ ۳۰، ۳۵

سے دیکھتا ہوا محسوس کرتا ہے :

شراب ہور صراحی نقل ہور جام — ہوئے مست مجلس کے لوگاں تمام
جو ہوی رات آدھی پیچھے دو پہر — خبردار یاراں ہوئے بے خبر
بسر گئے ندیماں طرز بات کا — گنوائے خبر مطرباں ذات کا
جو عاقل اچھے وو سو سب ہیچ ہوئے — دو پیالے چڑا کوچ کا کچھ ہوئے
نہ ملتے نہ خوبی جھگڑتے کہیں — یکس کے اپر ایک پڑتے کہیں
لگے مست ہو سٹنے مستی سنگات — یکس کے سو پاداں اُپر ایک ہات
سو یوں کچ دو یاراں ہوئے بے خبر — کہ پانی پیتے تھے شراب سے لگر
یکس کوں بلا ایک اڑتا نوں سوں — گلے لگتے تھے مست ہو چھانوں سوں[1]
بجا دو جو کیں تو انھیں گائے کر — متے مطرباں خوش خوشی پائے کر
صراحی پیالے سوں ہمدست ہو — کراں لرتے تھے دو دو نو مست ہو
یتا مست ساقی ہوا سد گنوائے — کہ پیالا منگے تو صراحی کو لائے[2]

مثنوی کے اجزائے ترکیبی میں منظر نگاری کو بھی ایک اہم مقام حاصل ہے۔ منظر نگاری شاعر کے مشاہدے اس کی جمالیاتی حس اور فطرت سے اس کی وابستگی اور ہم آہنگی کو ظاہر کرتی ہے ۔ وجہی نے نہ جانے کیوں سب رس میں کئی مواقع حاصل ہوتے ہوئے بھی منظر نگاری کے تعلق سے کچھ خصوصی دل چسپی کا اظہار نہیں کیا۔ اس کی وجہ شاید یہ بھی ہو کہ اپنی تصنیفِ اول میں اس نے منظر نگاری کا پورا پورا حق ادا کر دیا تھا۔ چناں چہ قطب مشتری میں وجہی نے کئی مقامات مناظرِ قدرت کے تحت باغوں کی شادابی، پرندوں کی چہچہاہٹ، پھولوں کی طراوت، فواروں کی جھلمل کو اتنی خوبی سے پیش کیا ہے کہ کہیں مبالغے کا شائبہ تک نہیں ہوتا :

یکایک دسیا ایک نزدیک باغ — ہوا اس کی باساں تے تر سب دماغ
کہ پاتاں کے پردیاں کو سب بھاڑ کر — پھلاں جھانکتے تھے سراں کاڑ کر
بنفشہ مشک پای تھی بال میں — سرو رقص کرتے تھے آ حال میں
سرو داں سو مرغاں کے نالے تھے واں — صراں کلیاں پھول پیالے تھے واں

---

[1] قطب مشتری از ملا وجہی مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۲۵،

سو رنگ سانولے خوب باتاں بھرے — ندیم ہو کے بلبل جو چاپے کرے
سو طاؤس پنکھی طوطی کبک ہنس — بکڑ بیٹ لڑنے لگے ہنس ہنس
دو خوش ہو بلبل کے چالیاں اُپر — اچھلتے اتھے مست ہو ڈالیاں اُپر
رہے بیچ چمن پھول احمری — کہ ہنستی ہے خوش حال ہو دھرتری
بھنور جھونڈ ہو بن میں گھمتے اتھے — سو پھولاں کرے سو کد چمتے اتھے
چمن تر نہ شبنم کے ہے آب سوں — کہ موں دھوے ہیں پھول گلاب سوں
برگ بار آئے ہیں اس دھات سب — کہ چھپ گئے پھلاں کے تلیں پات سب
یکس تے چمن ایک مقبول ہیں — کہ بھونرے پتنگ ہور دیوے پھول ہیں[1]

اس کے مقابلے میں اگر "سیف الملوک و بدیع الجمال" میں وجہی کے قریبی حریف غواصی کی منظرکشی کو دیکھا جائے تو وہ بڑی حد تک پھیکی اور بے رنگ نظر آتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ غواصی بھی ایک بڑا شاعر تھا جس نے بعد میں دربار شاہی میں وجہی کی نشست حاصل کرلی لیکن پھر بھی جہاں تک ادبی معرکوں کا سوال ہے وہ کئی خصوص میں وجہی سے پیچھے ہی تھا ذیل میں غواصی کی منظرنگاری ملاحظہ ہو جس میں تصنع اور آورد کا پہلو زیادہ ہے:

زمیں واں کی دستی ہے جوتی تمام — کہ کنکر نہ تھے واں تھے موتی تمام
سکل کوٹ جو گرد بھنگار سکا — برستا ہے واں نور کرتار کا
مرصع کے چوندہیر تھے بلانچ اسے — رکھے ہیں ازل تھے گرسانچ اسے
بندے ہیں چھا اس پہ اسماس کا — منڈپ اوس پر تانے ہیں آکاس کا
سونے کی ہے چوندہیر اونچی دوار — جڑت کے کنگورے اُو پر ٹھار ٹھار
لگیا ہے بڑا باغ اس آس پاس — صندل عود اگر کے بیرک بے قیاس
ہر اک ٹھار امرت کی تاثیر کے — بہتے ہیں نچھل کالوے نیر کے

دسے ہیں ہر یک ٹھار دیرے بلند
تنا باں مرصع کے میخاں کوں بند[2]

---

[1] قطب مشتری از ملا وجہی مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۵۹، ۶۰
[2] سیف الملوک و بدیع الجمال از غواصی مرتبہ میر سعادت علی رضوی صفحہ ۱۴۱

ویسے تو وجہیؔ محاکات اور منظر نگاری میں بے حد کامیاب ہے۔ لیکن یہ مقابلہ اس کے وہ سراپا نگاری میں بری طرح ناکام ہے۔ کیوں کہ اس نے جہاں کہیں بھی کسی کردار کے سراپا کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے اس میں مبالغے اور تصنع کی بھرمار کردی ہے۔ آنکھ کو بادام، نرگس اور مچھلی سے بال کو سنبل، قد کو سرو شمشاد سے چہرے کو سورج یا چاند سے تشبیہہ دینا اردو شاعری کا خاص مذاق ہے۔ جس سے کوئی واضح فطری منفرد سراپا قاری کے سامنے نہیں آپاتا۔ وجہیؔ اور غواصیؔ ہر دو شعرا نے جسم کے مختلف اعضا کو اسی روایتی انداز میں پیش کر کے بری الذمہ ہونے کی کوشش کی ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ وجہیؔ نے جابجا نادر و نایاب تشبیہات کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ ان دھندلے خاکوں میں رنگ بھرنے کی سعی کی ہے۔

چناں چہ محمد قلی قطب شاہ کا سراپا اس طرح پیش کیا گیا ہے:

بدن سیم قد سرو جیوں راست ہے — کہ صورت میں یوسف تے کیں زیات ہے
چھپیا سور یوں اس کے مکھ نور انگے — کہ جیوں چاند چھپتا اَہے سور انگے
زلف لام، الف قد دہن میم ہے — یو خوبی سو اس پچ تقسیم ہے[41]

اب مشتری کا سراپا ملاحظہ ہو:

دسیں یوں ادھر بیچ دسن جھلکنے — کہ گوہر ہے سُنّے کے حقّے منے
سو دھن کے دو نیچ پر گھر چھائے ہیں — کہ پیراں پہ تارے اپر آئے ہیں
سو دھن ناک مل یوں ہے بڑے کے سنگ — کہ بکڑیا ہے موں میں بچو کوں پھونگ
دسیں مانگ موتیاں کی بیچ سیر میں — کہ دستے ہیں تارے مگر نیر میں
ستارے مہندی کے ہاتاں منے — کہ گل لال ہے جھڑکے پا تاں منے[42]
بکھرے ہیں کنتل پشانی اُپر — کہ بادل پڑے ٹوٹ پانی اُپر
دسیں لال لالک سول دھن کی انکھیاں — کہ سینپیاں اہیں جانو شنگرف کیاں
الک مل دھن گال مقبول سوں — کہ یا ناگ لُبد یا ہے پھول سوں
دھڑی لبّاں سو دسیں یوں دسن بات میں — کہ بجلیاں پڑیا جا کے ظلمات میں
سمد تے سبھیں روپ رنگ جل ہے جیوں — کنول مکھ کی گردن سو ڈنڈل ہے جیوں

---

[41] قطب مشتری از ملا وجہی مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۲۰، ۹۶

انکھیاں پرھنواں چھند سوں بچاۓ ہیں　　کہ ترکاں سراں پر طرے لاۓ ہیں
انگوٹھی میں ماوے کمر نار کی　　نہیں کیں ہوے جگ میں اس سار کی
کہ جس کا جو رہ ما دلی تانوں ھے　　سودھن سر کی چوٹی کی وو چھانوں ھے
رہی چوٹی یوں بیٹ پر چھپ سوں آ　　بنی پا پچھے جیوں الف تلث کا[1]

ذیل میں سیف الملوک و بدیع الجمال سے چند مثالیں پیش ہیں :

عجب نور کیسرا اتھا مکھ پہ تاپ　　کہ قربان اس مکھ پہ لک آفتاب
سمن پت بھری ہے اویک نازتن　　سپیلی کنول سوں ہے نازک بدن
دو رخسار روشن امولک ہلال　　سو ہے ناؤں جس کا بدیع الجمال
کرنے تو بہوت مشتری نار ہے　　شکر ہور نمک جوں انبار ہے
ستارے دیکھ اس کا نکھل نور سب　　لیے بات شرمندہ ہو چور سب
بجے سروداں کے ڈنہار تھے　　فدا اس کے قد پر دو سارے اتھے
دیکھ اس کے بیچاں بھرے کنڈلاں　　سب آئے تھے کل بر زمیں سنبلاں
یوں اس گل اندام کی خاص باس　　بھنور ہو کر بھرتاں اچھے آس پاس[2]

عبدالرحمٰن بجنوری نے تشبیہہ و استعارے کے تعلق سے ایک مقام پر بڑی جامع بات لکھی ہے۔ وہ کہتے ہیں :

"تشبیہہ و استعارے کا پہلا کام معنیٰ آفرینی ہے دوسرا کام حسن آفرینی اور تیسرا کام اختصار و بلاغت۔"

قطب مشتری میں وجہی نے اس سلسلے میں اپنے مطالعے، تخیل و مشاہدے کا سارا نچوڑ سمو دیا ہے۔ وجہی کے جمالیاتی احساس کا شعور اس مثنوی میں شامل صنائع و بدائع سے ہوتا ہے کیوں کہ قطب مشتری میں شامل تشبیہات و استعارات میں معنیٰ آفرینی، حسن آفرینی اور بلاغت کے علاوہ ندرت، تازگی و شگفتگی کی بھی آمیزش موجود ہے۔ مثنوی کے ہر چوتھے پانچویں شعر میں کوئی نہ کوئی اچھوتی تشبیہہ یا استعارہ نظر آتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وجہی ان کے سہارے کے بغیر

---

[1] قطب مشتری از ملا وجہی مرتبہ مولوی عبدالحق ۹۶، ۹۷
[2] سیف الملوک و بدیع الجمال از غواصی مرتبہ میر سعادت علی رضوی صفحہ ۱۲۶، ۱۲۷

ایک قدم بھی آگے بڑھانا پسند نہیں کرتا۔ اس میں شک نہیں کہ قطب مشتری میں شامل تشبیہات داستعارات قاری کے ذہن پر خوش گوار اور دیرپا اثر قائم رکھنے میں پوری طرح کامیاب ہیں۔ وجہی نے مؤلف پامال مضامین کو جس کمال سے نئے نئے انداز میں پیش کیا ہے۔ یہ اس کی قادر الکلامی کا بیّن ثبوت ہے :

۱۔ سورج یوں ہے رنگ آسمانی منے
کہ کھلیا کمل پھول پانی منے [1]

۲۔ سو مکھ وے میں شہ دانی کے یوں اچھے
کچا موتی سیپی منے جیوں اچھے [2]

۳۔ دسے تل اسس مکھ میدان میں
کہ حبشی بچے ہے گلستان میں [3]

سب رس میں بھی وجہی نے رخسار اور تل کے لیے یہی تشبیہہ استعمال کی ہے۔

۴۔ زرتار تار کے رخ پر گال پر سہلائے
یا چاند کے کنارے خوش رنگ چاندنی ہے [4]

س جگہ وجہی کے مشاہدے و تخیل کی اڑان مشہور ہندی شاعر بہاری سے جا ٹکراتی ہے جس نے چہرے کے گرد آنچل کے زرّیں کنارے کو بالکل اسی انداز میں پیش کیا ہے :

जरी कोर गोरे बदन नवी खरी छव देखु
लसति प्यानो विजुरी सारद सामि परि नेपु

۵۔ کلنک چاند میں ہے سو دستا ہے یوں
کہ سنے کی پیالی میں ہے مشک جیوں [5]

غواصی نے بھی سیف الملوک و بدیع الجمال میں اس میدان میں بہت کچھ زور قلم دکھانے کی سعی کی ہے لیکن پھر بھی وجہی تک نہیں پہنچ سکا۔ ذیل میں چند مثالیں پیش ہیں :

غواصی نے ایک مقام پر نکر مندی، حیرانی و پریشانی کی کیفیت کو اس طرح پیش کیا ہے :

---

[1] قطب مشتری از ملا وجہی مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۲۱

[2-5] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 صفحہ ۶۴، ۹۸، ۲۲

سو حیران ہو بیٹھی دو اس گھڑی
ادھر کھول جیوں پھول کی پنکھڑی[1]

اسی کیفیت کو وجہی نے اس طرح پیش کیا ہے:

اپس میں اپے فکر کچھ گوند کر
رہیا غنچے کے نمنے مکھ موند کر[2]

اب یہاں خود اندازہ ہو سکتا ہے کہ حسب بالا جذبات کی عکاسی کھلے ہوئے پھول کی پنکھڑی بہتر طور پر کر سکتی ہے یا منہ بند غنچہ۔

گال پر گری ہوی زلفوں کے لیے غواصی کے ذہن نے اس طرح سوچا ہے:

سو پر پیچ زلفاں کوں یک گال پر
کنڈی گھال بیٹھا بھجنگ مال پر[3]

ظاہر ہے کہ زلف کو سانپ سے تشبیہہ دینا کوئی انوکھی بات نہیں۔ یہ ایک عام تشبیہ ہے جو کم و بیش ہر شاعر کے یہاں ملتی ہے لیکن اسی بات کے لیے دیکھیے وجہی کے ذہن نے کہاں تک رسائی حاصل کی ہے:

لٹاں آرہیاں یوں سو دھن گال پر
کہ سنبل کی جیوں چھانوں گلا پر[4]

ضرب الامثال، کہاوتیں، اور تلمیحات وغیرہ کا استعمال نہ صرف فن کار کے انفرادی مطالعہ اور قادر الکلامی کو ظاہر کرتا ہے بلکہ اس سے بڑی حد تک مجموعی طور پر ایک مخصوص ادب کے ارتقائی منازل کے تعین کرنے میں بھی مدد ملتی ہے۔ جہاں تک تلمیحات کا سوال ہے وجہی نے ہر دو تصانیف (سب رس قطب مشتری) میں صرف اسلامی تاریخ اور مذہبی واقعات پر ہی اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ ان کے پہلو بہ پہلو خالص ہندوستانی تاریخی واقعات

---

[1] سیف الملوک و بدیع الجمال از غواصی مرتبہ میر سعادت علی رضوی صفحہ۔ ۹۳
[2] قطب مشتری از ملا وجہی مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ۔ ۲۹
[3] سیف الملوک و بدیع الجمال از غواصی مرتبہ میر سعادت علی رضوی صفحہ۔ ۱۶۶
[4] قطب مشتری از ملا وجہی مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۶۵

ہندو دیو مالائی حکایات بھی موجود ہیں جو وجہی کے وسیع مطالعے کے ساتھ اس کی وسعت نظری اور وسیع القلبی پر دال کرتے ہیں۔ لیکن یہ بات صرف وجہی ہی کی حد تک نہیں بلکہ وجہی کے ہم عصر گولکنڈہ اور بیجا پور کے اکثر شعرا بالخصوص قلی قطب شاہ اور ابراہیم عادل شاہ ثانی وغیرہ نے تلمیحات کے لیے سرزمین عرب و عجم کے ساتھ ارضِ ہند کو بھی پیش نظر رکھتے ہوئے اس نئی نویلی زبان کے حدود واربع اور مقبولیت و قبولیت کو بڑھانے کی سعی کی ہے۔ ذیل میں پہلے چند تلمیحات پیش ہیں:

۱۔ اُسے ایک زہرہ سی کی بھان ہے
سو داؤدؑ تے وو خوش الحان ہے[۱] (اسلام)

۲۔ سہاتی ہے دھن شاہ خوش فام سوں
کہ گمتی ہے سیتا مگر رام سوں[۲] (ہندستان)

۳۔ سلیماں تے فاضل ہے اس بخت بل
پری دیو جن سب ہیں اس حکم تل[۳] (اسلام)

۴۔ لطیفا جو کرتا تو اس بند سوں
کہ جیوں بن میں راون اپ چھند سوں[۴] (ہندوستان)

۵۔ کہ لیلیٰ و مجنوں جو کہوائے ہیں
سو اس عشق تے ناؤں یوں پائے ہیں[۵] (عرب)

۶۔ سکندر پڑیا تھا جو ظلمات میں
رہیا تھا بلا کے سنہر بات میں[۶] (یونان)

۷۔ شہ نے جیوں کیے شاہ عالی جناب
نہ دارا کیا وو نہ افراسیاب[۷] (ایران)

محاورے۔ روزمرہ کہاوتیں:

۱۔ خوشیاں کے طبل بجانا:

۱،۲،۳،۴،۵ قطب مشتری از ملا وجہی مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۳۷، ۱۰۸، ۱۹، ۱۷، ۱۴۔
۶،۷ " " " صفحہ ۴۰، ۱۰۳۔

نگر میں جو آیا قطب شاہ نول
لگے بجنے چو ندھیر خوشیاں کے طبل ؎[1]

۲۔ مٹی سے سونا ہونا:

پڑیا ہات جاں اس بخت ور کا
سنا ہوئے مائی سو اس ٹھار کا ؎[2]

۳۔ سر کے بل چلنا:

کریں سر سوں چل واں تلک جاؤں گی
اپی لا میں یہاں شاہ کوں لیاؤں گی ؎[3]

۴۔ راز کے پردے کھولنا:

چھپی بات کے پردے کوں کھولنے
اپس میں اپے یوں لگے بولنے ؎[4]

۵۔ انگے بائیں پیچھے کوا:

انگے بائیں ہے ہور پچھیں کوا
اندیشہ نکو کر ہوا سو ہوا ؎[5]

۶۔ رام بولنا:

ہوا رام میں دل میرا رام نیں
یو دل کیا کرے گا منجے کام نیں ؎[6]

۷۔ ایک پنت دو کاج:

دیکھیں کام اس ہور تج بات آج
کہ مثلاً اسے ایک پنت ہور دو کاج ؎[7]

۸۔ نقش چننا:

جو ماں کی بی نیں بات شہ تک سنیا
ہزاراں نقش نا صحاں پے چنیا ؎[8]

؎ ۱، ۲، ۳، ۴ قطب مشتری از ملا وجہی مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۱۰۴، ۲۱، ۹۲، ۲۸
؎ ۵، ۶، ۷، ۸ " " " " صفحہ ۴۴، ۴۸، ۱۰۷، ۲۱۴، ۲۷

قطب مشتری میں صرف خوب صورت الفاظ کے کاغذی گلدستے ہی نہیں ہیں بلکہ سب رس کی طرح قطب مشتری میں بھی وجہی نے حسین ترین الفاظ کے جامے میں فکر انگیز خیالات کی روح بھر دی ہے۔ چناں چہ وجہی کے ایک اچھے مبصر، مفکر اور مبلغ ہونے کا ثبوت اس کی پہلی تصنیف یعنی قطب مشتری سے ہی مل جاتا ہے۔ وجہی نے اپنے مشاہدے، ذاتی تجربے اور وسیع مطالعہ کی روشنی میں مکتبِ زندگی سے جو درس حاصل کیا ہے اسے اپنی ہر دو تصانیف میں کسی نہ کسی طرح دوران قصہ یا پھر کرداروں کی زبانی قاری تک پہنچا دیا ہے اور چوں کہ یہ باتیں حقیقت سے قریب ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت خلوص سے بھی بتائی جاتی ہیں اس لیے سیدھے ہمارے دل میں آ بیٹھتی ہیں۔

(۱) جکوی یار یاراں سنے نیک ہے — زباں ہور دل دونو اس ایک ہے[1]
(۲) جو بیکھی دیکھے چاند کا رن جفا — ستارے جھمکتے تے اس کیا نفا[2]
(۳) پکے بار رنگ خوب پاناں میں نیں — بڈھیاں میں پکے ہے سو خلاں میں نیں[3]
(۴) پڑی خلق لکھ بات یو بھانک کر — رکھیا جائے اسماں کیوں ڈھانک کر[4]
(۵) بھوت منج کو لگتا ہے یو عجب — کہ آدم پہ غالب ہے دل کیا سبب[5]
(۶) ہنر خوب ہر بار ہوتا نہیں — رتن پاک ہر ٹھار ہوتا نہیں[6]

(۷)
کہ بیکھی کے تیئں زور پرکا اہے
ہنرونند کوں تقوا ہنر کا اہے[7]

"سب رس" کی طرح "قطب مشتری" میں بھی وجہی نے موقع محل کے لحاظ سے اپنے خاص ناصحانہ رنگ کو بار بار پیش کیا ہے۔ سب رس کا کینوس وسیع ہے اس لیے وہاں وجہی کے پند و مواعظت کا دفتر بھی طویل ہے لیکن قطب مشتری ایک مختصر مثنوی ہونے کی بنا پر یہاں وجہی کو وضاحت کے بجائے اختصار اور جامعیت سے کام لینا پڑا ہے۔ ویسے بھی نثر اور نظم کی دیگر خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے فرانسیسی مفکر و ادیب والٹیر نے کہا ہے:

"IT SAYS MORE AND IN FEWER WORD THAN PROSE"

---

[1]، [2]، [3]، [4]، [5]، [6] قطب مشتری از ملا وجہی مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۳۰، ۳۴، ۴۰، ۴۴، ۴۹، ۶۵

[7] قطب مشتری از ملا وجہی مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۷۵

قطب مشتری کے وہ حصے جو پند و نصیحت پر دال کرتے ہیں سب رس کے موعظت سے
بھرے بیانات کے مقابلے میں زیادہ پر اثر بھی ہیں اور دلکش بھی ۔ سلاست و فصاحت تو وجہی کے
طرز بیان کے خاص عناصر ہیں ہی لیکن اس کے ساتھ یہ بصیرت افروز باتیں حقیقت میں وجہی کو
بقائے دوام کے دربار میں قبولیت عام کی نشست کا حق دار بنا گئی ہیں ۔ چناں چہ یہاں رابرٹ
فراسٹ کے اس قول کی بھی تصدیق ہو جاتی ہے کہ :

"شاعری مسرت سے شروع ہوتی ہے اور بصیرت پر ختم ہوتی ہے"

سب رس اور قطب مشتری کا اشتراک

قطب مشتری	سب رس
(۱) ہنر خوب اس پر جو کت سے بلند یو دو خوبی ہوویں سنار ہور گند [۱]	قبول صورتی ہور اس میں یو چھند بھوت خوب سنا ہور گند [۲]
(۲) جو کم ذات اس تے وفا نیں ہوتا اصیلاں تے ہرگز خطا نیں ہوتا [۳]	اصل تے خطا نیں کم ذات تے وفا نیں [۴]
(۳) ہوپاتی ہے رسوائی یاری سنے کہ عاشق کوں عزت ہے خواری سنے [۵]	بدنامی تے عشق میں کیا نا خامی ہے یو بدنامی نیں عاشق کی نیک نامی ہے [۶]
(۴) مثل جگ میں مشہور جو جم اہے [۷] کہ ہر یک خوشی کے پچھیں غم اہے [۷]	ہر جفا کوں فراغت ہے ہر رنج کو راحت ہے [۸]
(۵) جکوی بوالہوس ہور طمع دار ہے جہاں جائے گا وہ وہاں خوار ہے [۹]	جس کے سر پر طمع کا بھار، اس کا سر دائم تلار نہ بے مغز خالی سر ہو نیچہ پڑے [۱۰]

۱،۳،۵،۷،۹ قطب مشتری از ملا وجہی مرتبہ مولوی عبدالحق ۔ صفحہ ۹۰، ۱۵۱، ۲۴۰، ۹۰، ۵۵،
۲،۴،۶،۸،۱۰ سب رس از ملا وجہی مرتبہ عبدالحق صفحہ ۲۴۵، ۲۲۸، ۱۳۱، ۱۴۰

پڑتا بھر بھر، طمع تے بڑائی جاتی۔ طمع دار
کوں بڑی بات کا ں آ تی [1]

(۶) مثل جگ میں مشہور جو جم اسے — ہر جفا کوں فراغت ہے ہر رنج کوں
کہ ہر یک خوشی کے پچھیں غم اسے [2] — راحت ہے۔ [3]

(۷) پکڑ ویک قول کانچ ہور پانچ کوں — پانچ ہور کانچ دونوں میرے ہیں، وہلے
برابر نہ کر دود ہور چھانچ کوں [4] — دانش منداں یہاں فرق کرے ہیں [5]

وجہی کا یہ ناصحانہ تکلم کہیں تو کردار کی شخصیت کی وضاحت کرتا ہے اور کہیں قصہ کو آگے بڑھانے میں مدد دیتا ہے۔ اکثر واقعات کے تسلسل میں تال میل قائم کرنے کے لیے بھی ان سے مدد لی گئی ہے۔

جیسا کہ سب رس میں شامل اس قسم کے خاص ناصحانہ بیانات کے بارے میں یہ حکم لگایا جا سکتا ہے کہ یہ خود وجہی کے اپنے ذاتی مشاہدے اور تجربے پر مبنی ہونے کے علاوہ ایک خاص دور کی معاشرتی اور تہذیبی زندگی کی بھی عکاسی کرتے ہیں۔ یہی بات یہاں بھی دہرائی جا سکتی ہے۔ چناں چہ اس طرح وجہی نے مکتب زندگی سے جو کچھ بھی حاصل کیا ہے۔ اسے اپنے فن پاروں کے ذریعے مطالعہ عام کے لیے پیش کر دیا ہے۔ کیوں کہ یہی ایک ادیب ایک فن کار کا نصب العین ہے۔ اسی سلسلے میں عبادت بریلوی لکھتے ہیں:

> "ادیب کی اپنے سماجی ماحول سے چشم پوشی ناممکن نہیں وہ اس ماحول کے مختلف حالات کو مختلف زاویوں سے دیکھتا ہے اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کر سکتا چوں کہ اسے اپنے ساتھ رہنے والوں سے ہمدردی ہے اس لیے صرف وہ ان کے مختلف جذبات، احساسات کی ترجمانی کر دے یا جس حالت میں وہ ہیں اس کا نقشہ ان کی آنکھوں کے سامنے کھینچ دے، بلکہ اس کی یہ کوشش رہتی ہے کہ ان حالات کو سامنے رکھ کر

---

[1] سب رس از ملا وجہی مرتبہ عبدالحق۔ صفحہ ۱۳۸ ... ۱۴۰ [2] قطب مشتری مرتبہ وجہی ۱۵ [3] سب رس مرتبہ وجہی ۱۳۸، ۱۴۰

وہ چند ایسے نکتے سلجھ کے افراد کو سمجھائے جن سے خود اُن کے اندر زندگی کے متعلق ایک شعور پیدا ہو۔[1]

ایک مقام پر وجہی کہتا ہے:

جوانی دیوانی اخل و ند نہیں   جوانی یو بے بند اسے بند نہیں
توں اپنی جوانی میں شہ غرق ہے   کچھ ہور بختے میں لئی فرق ہے
بڈھیاں سونچ لنے تو بچار یا بچار   بڈھیاں پچ حکمت تے نکلیا بہار
بڈھیاں کوں جو ادیپ تے پوچھتا   تو ہرگز اسے دُکھ نہ ہوتا یتا
جواناں کی سن ہے سو شر شور ہے   بڈھیاں کی سو تدبیر پچ جور ہے
پکے باج رنگ خوب پاناں میں نیں   بڈھیاں میں پچ ہے خاماں ہیں نیں
دنیا دور صاحب جو سکتے اہیں   بڈھیاں کوں نزدیک اپنے رکھتے اہیں
گھمبیر ہیں بڈے نت کھنبیراں کنے   جواناں دعا منگتے پیراں کنے
بڈے خوب معقول ہر ایک باب   بڈھیاں کی دعا ہوتی ہے مستجاب
نہیں جھوٹ یو سچ ہے سچ جان توں   بڈھیاں کی یو پند خوب ہے جان توں
کہ ہے گھات بھو دھات ہر گھاٹ میں   کہ ٹھنڈ دھوپ ہور باد ہے باٹ میں[2]

دکھی کوی تو اس دور میں آج کس   نہ کہہ دکھ اپنا دکھیا باج کس
دکھیا تیرے دکھ کا سنگاتی اسے   تیرے دکھ کی بات اس کوں بھاتی اسے
سکیا کے کنے جا کے دکھ بولے جو   اپس پر ہنسا لینے منگتا ہے دو
جو طاقت تجے نیں ہے دکھ سونے   تو دکھ کہہ اپس جائے دکھیا کنے
دکھیا دکھ تے خوش ہور سکیا سکھ ستی   نہیں سک کوں نسبت ہے کچھ دکھ ستی
سکیا کس کے دکھ کوں انپڑتا نہیں   کہ سکھیاں کوں دکھیاں سوں پرتا نہیں[3]

---

[1] تنقیدی زاویے از عبادت بریلوی ص۔ ۲۰
[2] قطب مشتری از ملا وجہی مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ۔ ۴۰، ۴۱
[3] 〃 〃 〃 〃 صفحہ۔ ۵۷

پرت جس کے من منیج بسی اچھے   وہ کیا جانے خوش حالی کیسی اچھے

جو کوئی شادمانی سوں سینور رہے

سو اس غم کی لذت تے دو دور رہے [1]

قطب مشتری کے موضوع کے سلسلے میں ایک قابلِ غور بات یہ ہے کہ اس میں بادشاہِ وقت کے فسانۂ عشق کو پیش کیا گیا ہے۔ گو کہ حکمرانِ وقت کو قصوں کا موضوع بنانا کوئی نئی بات نہیں۔ خود گولکنڈہ کی ہم عصر سلطنت بیجاپور میں دو مثنویاں "ابراہیم نامہ" ابراہیم عادل شاہ کی بزمیہ زندگی اور "علی نامہ" علی عادل شاہ ثانی کی رزمیہ معرکہ آرائیوں کے تعلق سے موزوں کی گئیں اور یہ ایسی کوئی تعجب خیز بات نہیں لیکن بادشاہِ وقت کے درونِ خانہ معاملات کو پیش کرنا اور قطب مشتری جیسے سرتاپا رنگین مسئلہ کا اسے مرکزی خیال بنا دینا یقیناً ایک جرأت مندانہ قدم ہے۔ اس لیے اب یہ ایک لمحۂ فکر ہے کہ آخر وہ کون سے ایسے محرکات تھے جن کی بنا پر وجہی کو ایک فرضی قصۂ عشق گھڑ کر قلی قطب شاہ کو اس کا مرکزی خیال یعنی ہیرو بنانے کی ضرورت درپیش رہی ۔

اس ضمن میں ایک بات تو یہی ہو سکتی ہے کہ بھاگ متی اور محمد قلی قطب شاہ کے تعلق سے جو ہندوستان گیر روایتیں مشہور ہو گئی تھیں اُن گہرے نقوش کو قطب مشتری کے ذریعہ کم کیا جائے اور دوسری بات یہ ہو سکتی ہے کہ بادشاہِ وقت کی دلیری، حلم انسان دوستی، سخاوت اور جمالیاتی ذوق کو صفحۂ قرطاس کے ذریعے دستاویزی شکل میں ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا جائے۔ حالاں کہ محمد قلی کی جوانمردی، فراست و ذکاوت کو علی نامہ جیسی چیز کے ذریعے پیش کیا جا سکتا تھا۔ لیکن شاعر نے یقیناً اس کارزارِ رزم سے گریز کیا کہ یہ محمد قلی قطب شاہ کے ذوق و شوق کا میدان نہیں تھا۔ کیوں کہ بانیٔ حیدرآباد کا زیادہ وقت شہر حیدرآباد کی دل کش و دل ربا چیزوں کے درمیان ہی گزرتا تھا۔ تاریخ و تذکرے اور خود دیوانِ قلی قطب شاہ اس معانیٔ سخن کا جو خاکہ پیش کرتا ہے وہ میدانِ رزم کے مردِ مجاہد کی تصویر نہیں بلکہ محفلِ طرب کے رسیا ایک مطربِ خوش نوا کا مرقع ہے۔ چناں چہ اس صورتِ حال میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ وجہی جیسے بلند پایہ کے منظورِ نظر شاعر کے لیے ناگزیر تھا کہ ماحول اور فضا کا لحاظ کرتے ہوئے قطب مشتری جیسی تصنیف پیش کرے۔

---

[1] قطب مشتری از ملا وجہی مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ - ۵۷

جہاں تک زیرِ بحث مثنوی کے پلاٹ کا تعلق ہے وجہی اس سلسلے میں کوئی خاص چیز پیش نہیں کر سکا اور یہاں سے ایک ناکام قصہ گو ہونے کی دلیل ہے۔ پلاٹ نہایت فرسودہ اور پامال پایا ہے۔

قصہ میں ابراہیم قلی قطب شاہ کو بادشاہ وقت بتایا گیا ہے اور محمد قلی قطب شاہ کو اس کا ولی عہد۔ قصہ اس طرح ہے کہ ابراہیم قلی قطب شاہ کو اولاد نہ ہونے کا بڑا غم تھا۔ بڑی منت و مراد کے بعد قلی قطب شاہ پیدا ہوا جس کی بڑے ناز و نعم سے پرورش کی گئی اور اسے ہر فن میں یکتائے زمانہ بنایا گیا۔ ایک روز شہزادے نے خواب میں ایک حسینہ کو دیکھا اور جب آنکھ کھلی تب بھی اسی کا سودا سر پر سوار رہا۔ بالآخر ایک مشیرِ خاص کے ذریعہ جو کہ مصور بھی ہے۔ پتہ چلا کہ خواب میں جس نازنین کو دیکھا تھا وہ بنگلہ نگر کی شہزادی مشتری ہے۔ اپنے رفقا کے ہمراہ بڑے ساز و سامان کے ساتھ محمد قلی منزلِ مقصود کی سمت روانہ ہوا۔ راستے میں ایک زبردست اژدہے اور ایک دیو سے معرکہ رہا اور جیسا کہ ہونا چاہیے فتح کا سہرا ہیرو ہی کے سر رہا۔ مریخ خاں جو کہ قید میں تھا اس نے رہائی کے بعد شہزادے کی ہم نشینی اختیار کی کیوں کہ وہ مشتری کی بہن زہرا کا طلب گار ہے۔ راستے میں مہتاب پری کے یہاں قیام رہا لیکن عطارد نے خود یہاں زیادہ دیر ٹھہرنا مناسب نہیں سمجھا اور تنہا بنگلہ دیش کی راہ لی۔ بنگلہ دیش پہنچ کر عطارد نے اپنے کمالِ فن کے ذریعے اتنی شہرت حاصل کی کہ اسے شہزادی مشتری کا محل خاص سنوارنے کا کام تفویض کیا گیا۔ عطارد نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور محل کے در و دیوار پر نقش بناتے ہوئے انھیں کے درمیان شہزادہ قطب شاہ کی بھی تصویر بنا دی اور جب مشتری کی نظر اس تصویر پر پڑی تو وہ صاحب تصویر پر فریفتہ ہو گئی۔ عطارد نے دونوں کی ملاقات کا انتظام کیا۔ شہزادے نے مشتری کو دکن دیس چلنے پر آمادہ کر لیا۔ چلتے چلتے دونوں نے مریخ اور زہرا کا عقد بھی پڑھوا دیا اور انھیں بنگلہ دیش کی سلطنت سونپ دی۔ دکن میں قطب شاہ اور مشتری کا شاندار استقبال کیا گیا۔ ابراہیم قطب شاہ نے ایک شاندار تقریب مسرت منعقد کی اور شہزادے کو سلطنت کی باگ ڈور تھما دی قلی قطب شاہ اور مشتری نے اطمینان کی سانس لی اور سکونِ قلبی کے ساتھ حکومت کرنے لگے۔

قطب مشتری کردار نگاری کے لحاظ سے بھی کوئی خاص مقام حاصل کرنے کی مستحق نہیں۔ کیوں کہ وجہی نے کرداروں کو حقیقت سے قریب تر کرنے کے بجائے یا تو اکثر کرداروں کو غیر ضروری

مبالغہ آمیز صفات سے بوجھل کر دیا ہے یا پھر بعض کرداروں کے خانے بالکل دھندلے اور غیر واضح ہی چھوڑ دیے ہیں۔

مرکزی کردار ہیرو یعنی قلی قطب شاہ کا ہے جس کے گرد سارا پلاٹ بُنا گیا ہے۔ ہیرو کو جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے۔ تمام انسانی صفات جیسے عدل، شجاعت، حسن، سخاوت اور علم میں یکتائے زمانہ بتایا گیا ہے۔

(۱) ترا عدل ایسا ہے اے جگ ادھار ‎ ‎ ‎ کہ آگ ہور پانی اچھے ایک ٹھار
(۲) اُسی عدل کے گال کر سب سریر ‎ ‎ ‎ اگن کا نپتی اور لرزتا ہے نیر
(۳) سیٹے گا بی گاب اس دھاک تے ‎ ‎ ‎ چھپیا بھیں بھتر رستم اس دھاک تے
(۴) ہوا پر گٹ اس کا حسن یاں تلک ‎ ‎ ‎ کہ یوسف کی خوبی کوں بسر یا ہے جگ
(۵) توں ایسا سخی ہے کہ تج دھرم تے ‎ ‎ ‎ دریا لیا ئے کف سوں اُپر شرم تے
(۶) محمد قطب شاہ تج نا نوں سے ‎ ‎ ‎ ہما سو ترے پانوں کا تھانو ہے

ہیرو کے عدل و انصاف کی کوئی مثال قطب مشتری میں پیش نہیں کی گئی۔ ہاں سخاوت کا ثبوت ان باتوں سے مل سکتا ہے۔

(۱) عطارد سے مشتری کی تصویر پاکر اسے سر سے پاؤں تک سونے میں غرق کر دینا۔
(۲) ہاتھ آئی ہوئی بنگالہ نگر کی حکومت مریخ و زہرا کو بخش دینا

اب رہا شجاعت و دلیری کا پہلو تو اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں کیوں کہ اژدہے اور راکشس سے مقابلے کے وقت ذاتی دلیری و جوانمردی سے زیادہ مذہبی قوت کارفرما ہی اس طرح کہ اژدہے کو خدا اور علیؓ کے اسم مبارک کی مدد سے ہلاک کیا گیا اور راکشس کی سرکشی کو آیۃ الکرسی کے دم سے دبایا گیا۔ ویسے بھی اژدہے کو تلوار کے ایک ہی وار سے اور راکشس کو ایک ہی تیر کے زخم سے ہلاک کر دینا صرف ہمارے روایتی افسانوی ہیرو کا کمال ہے۔ اب رہا حکمت و فراست کا معاملہ تو یہاں بھی ان صفات کا کوئی عملی ثبوت نہیں۔ کیوں کہ ہیرو قطب شاہ کے بیشتر مسائل عطارد ہی کی دانش مندی اور دور اندیشی کے ذریعے حل کیے جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہیرو کے کردار کے بعض پہلو ایسے بھی ہیں جو یقیناً قابل لحاظ ہیں جیسے ماں باپ کے لیے اس کا یہ عجز و انکسار ہے:

سو شہ ماں کے نزدیک جا بیس کر ‎ ‎ ‎ نپٹ عجز سوں پانو پر سیس دھر

مہتاب جیسی پری سے گریز یقیناً ہیرو کے کردار کا ایک اور جاندار پہلو ہے جو مشتری کے لیے اس کے جذبۂ صادق کو ظاہر کرتا ہے۔ حالاں کہ یہ صفت محمد قلی قطب شاہ کے حقیقی کردار کے بالکل مغائر ہے

پری تو پھر آئی تھی ملنے کوں خیال   ولے شہ رکھے واں ایس کوں سنبھال
لگیا جیو یک ٹھار جس زور سوں   اسے کچھ غرض نہیں ہے بھی ہور سوں[1]

حب الوطنی اور وطن پرستی خود محمد قلی قطب شاہ کی شخصیت کا سب سے روشن عنصر ہے۔ قطب مشتری کے ہیرو میں بھی یہ وصف بتایا گیا ہے۔ حسب ذیل ابیات حقیقی و مجازی ہر دو کرداروں کے دلی جذبات کی آئینہ دار ہیں

دکھن سا نہیں ٹھار سنسار میں   پنج فاضلاں کا ہے اس ٹھار میں
دکھن ہے نگینا انگوٹھی ہے جگ   انگوٹھی کوں حرمت نگینا ہے لگ
دکھن ملک کوں دھن عجب ساج ہے   کہ سب ملک سر ہور دکھن تاج ہے
دکھن ملک بھوتچ خاصا اہے   تلنگانہ اس کا خلاصہ اہے[2]

مثنوی کا دوسرا اہم کردار مشتری یعنی ہیروئن ہے جو روایتی ہیروئنوں کی طرح حسن و جمال میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔

سیتے ملک دیکھا ولے کوئی نار   نہ دیکھیا کہیں مشتری نار سار
پریاں سندریاں سب سو دھن حور ہے   کہ باقی سو چانداں وو جیوں حور ہے[3]

مشتری کے تقدس اور پاکدامنی کے متعلق بتایا گیا ہے کہ

اپچل اس سطلے ہے جبریل کا   سیہ تل سو سجہ سرافیل کا[4]
دھن پاک دامن وو بے عیب تھی   یکایک سو اس وقت پر غیب تھی

لیکن جہاں تک فہم و فراست کا تعلق ہے ہیرو کی طرح مشتری بھی اس سلسلے میں اپنی ولی کی رہین منت ہے۔ بعد میں تو عطارد کا بھی منت کش ہونا پڑا۔ ہاں سخاوت میں وہ ایک بادشاہزادی کی طرح وسیع القلب اور اہلِ فن کی قدردان ہے

کریں کی ہجل تیوں توں کرنگی ہوراس   بھیروں گی نت تے آس پاس
نوازوں گی تج کو بھوت دھات میں   جڑت کا تجے دیوں گی بات میں
جو بولی اتھی بات وو دھن سبحان   عطارد کوں اس تے بی دی نیلت دان[5]

۱،۲،۳،۴،۵ قطب مشتری از ملا وجہی مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۲۲، ۲۹، ۴۷، ۶۴، ۳۹، ۶۰

لیکن مریخ کے سامنے بلا تکلف جذبات قلبی کا اظہار یقیناً نسوانیت کی نازک جڑوں پر ایک کاری ضرب ہے ۔ دوسری جانب وہ وفا شعار بھی ہے اور ثابت قدم بھی قطب شاہ کے علاوہ اسے کسی اور چیز کی چاہ و طلب نہیں شہزادے کی خوشنودی کے لیے بنگالہ جیسی وسیع اور خوشحال سلطنت سے دست بردار ہو کر اسے زہرہ و مریخ کے سپرد کر دینا ایثار و قربانی کی ایسی مثال ہے جو مشتری کے کردار کو رفعتاً بلند و بالا کر دیتی ہے ۔ قطب شاہ کی پیشکش پر کہ ؎

تجے میں دہاں دیوں گا ہاں اے نار　　　سو اس دھات کے شہر ہزاراں ہزار[1]

مشتری کا جواب ہے ؎

کہی شاہ خوبی تماری خوشی　　　تماری خوشی سو ہماری خوشی
توں تج سات اس دھات چالے نکر　　　ملک وار دوں ملک تیری یک بات پر
کتا مال ہور ملک دکھلائے گا　　　ملک مال تے کیا منجے آئے گا
غرض ہے میرا تج سوں اے شہ فہیم　　　نکر ایسی باتاں سوں توں دل دو نیم[2]

اس مثنوی کا سب سے قابل توجہ کردار عطارد کا ہے جو سب سے زیادہ دور اندیش، حاضر دماغ اور باعمل ہے ۔ قطب شاہ اور مشتری کے درمیان جتنی کٹھن منزلیں تھیں وہ سب اسی کی رہنمائی میں طے کی گئیں ۔ اس ہنرمند، عاقل، خوش طبع، مسکین، خوش مکھ، شیریں زبان، جہاں گرد کو وجہی کے فن میں مانی کا ہم پلہ قرار دیا گیا ہے ؎

عجب ایک اس وقت پر مرد تھا　　　ہنرمند عاقل جہاں گرد تھا
ہر یک ٹھار اُوپر اسے ٹھار تھا　　　کہ خوش طبع، مسکیں، ادب دار تھا
سو نقاش، ہنس مکھ، جیوں درد تھا　　　عجب کوبچ شیریں زباں مرد تھا[3]

ہر ملک کی خوبصورت عورتوں کی تصویریں جمع کرنا عطارد کا دلچسپ مشغلہ ہے ۔ عطارد کا یہ شغل قطب شاہ کے لیے بڑا سودمند ثابت ہوا کیوں کہ انھی بے شمار حسیناؤں کی تصاویر میں قطب شاہ کی مطلوب مشتری کی تصویر بھی شامل تھی ۔ عطارد اس مثنوی میں وہی رول ادا کرتا ہے جو سب رس میں نظر نے کیا ہے ۔ کیوں کہ سب رس میں بھی دل شہزادے کو نظر کے ساتھ بھیجے گئے نقاش کے ذریعہ حسن شہزادی کی تصویر ملتی ہے ۔

۱،۲،۳ قطب مشتری از ملا وجہی مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۔ ۱۰۱، ۴۵

جہاں خوب خوش شکل دیکھے سندر　　لکھے نقش اس کا وو نقاشں کر
جتیاں خوب تھیاں سندریاں جگ منے　　رکھیا تھا اُس نقش لک اب کنے

جو دھن کا صورت شہ کوں دکھلائیا　　سو شہ لیلا کوں سرتے لبدائیا
سو دھن کا صورت قطب شہ دیکھ کر　　پچھانا کہ ڈکی ہے یو من ہر سندر

قطب شہ کے مقابلہ میں عطارد کہیں زیادہ ہوش مند، دور بیں ہونے کے علاوہ فرض شناس بھی ہے۔ مشتری کی تصویر دیکھتے ہی قطب شاہ کا بنگالہ جانے کا قصد یقیناً اس کے نہایت ہی جذباتی اور عجلت پسند ہونے کی دلیل ہے۔ لیکن اس موقع پر عطارد اپنا فرض سمجھتا ہے کہ شہزادے کو اس مرحلے کی اونچ نیچ سے آگاہ کرکے مشتری کا خیال قطب شاہ کے دل سے نکا لنے کی سعی کرے ؎

عطارد یہ سن بات حیران ہو　　اپس میں اپے ٹک پشیمان ہو
کھیا شہ کوں یو کام مشکل اہے　　کرن کام اس دھات کس دل اہے
کہ یو کام اندیش کرنا بھلا　　اگر سچ پوچھے تو بسرنا بھلا
توں دیکھیا نہیں درد اجھوں دُک کا　　توں نیں جانتا کچ قدر سوک کا
توں عاقل ہے شہ ٹک اپس میں بچار　　نکو ہو تو اس کام پر اختیار
کدھیں ٹک کیلا رھیا نیں ہے توں　　اجھوں دکھ درد غم سہیا نیں ہے توں
کہ یو کام ہنسی کھیل کا کام نیں　　فن اس کام کا ہر کسے فام نیں
توں جس ملک جانے کوں ہے اختیار　　پری دیو جن پنت میں ٹھار ٹھار
توں نو خیز ہور جان معزور ہے　　بڈھیاں کا اندیشا بہوت دور ہے

لیکن اس پند و نصیحت پر قطب شاہ کی ناراضگی کے اظہار پر فوراً یہ جواز پیش کر دیا کہ میں تو تیرے جذبہ صادق کو آزما رہا تھا اور پھر عطارد کا یہہ کہنا کہ یہہ کام تو بہت آسان ہے اور میں خود یہ کام انجام دے سکتا ہوں ۔ عطارد کی موقع شناسی اور مصلحت کوشی کی دلیل ہے۔ بادشاہ کی مصاحبت میں اپنے اعتماد کی بحالی کے لیے یہہ صفت یقیناً نہایت ضروری خیال کی جاتی ہے ؎

عطارد کھیا شہ توں شاد اچ مدام　　توں صاحب مرا میں ہوں تیرا غلام
تجے عشق میں آزماتا اتھا　　ستم بات اس دھات لاتا اتھا

اگر بازِ دلدار ہور اہل ہے   تو یو کام کرنا بہوت سہل ہے
جو شہ رنج سو دھن کا یتا خام ہے   تو یو کام کرنا مرا، کام ہے [1]

پرخطر راستوں سے گذر کر بنگالہ نگر پہنچنا اور وہاں اپنے فن و کمال کے ذریعہ شہزادی مشتری کے محل خاص کی سجاوٹ کا اعزاز حاصل کرنا اور نقش و نگار کے درمیان قطب شاہ کی تصویر بنا کر مشتری کو اس پر فریفتہ کرنا عطارد کا اپنے فن میں بے نظیر اور دانشمندی میں یکتائے روزگار ہونے کا ایک اور ثبوت ہے۔

عطارد انسانی نفسیات سے بھی آگاہ ہے کیوں کہ مشتری کے سامنے تو قطب شاہ کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتا ہے لیکن خود مشتری سے یہ بات پوشیدہ رکھتا ہے کہ قطب شاہ خود اس کا طالب ہے۔ کیوں کہ عطارد اس حقیقت سے واقف ہے کہ؎

جو عاجز ہو دکھلائے عاشق نیاز   تو معشوق کرتا ہے تیرا پیچ ناز

اس مثنوی کا ایک اور قابل ذکر کردار مہتاب پری کا ہے جو؎

پری حورتے خوب چندر بدن؎

ہونے کے علاوہ اخلاص، مروت، وفا کی پتلی بھی ہے۔ اپنے مقصد میں ناکام ہونے کے باوجود خوش اخلاقی اور وسیع القلبی کا مظاہرہ یقیناً ؎

جو کم ذات اس نتے وفا نیں ہوتا   اصیلاں تے ہرگز خطا نہیں ہوتا

کا ثبوت ہے۔

قطب شاہ کو وداع کرنے کے بعد مہتاب پری تو صرف اتنا کہنے پر اکتفا کرتی ہے کہ؎

دنیا کے سو لوگاں میں وفا دستا نیں   دھنڈ دیکھو جتا بلچ جفا دستا ئیں
بے مہر نبی آدم ہے اس سوں سکی   دل باندنے میں کچ نفا دستا ئیں [2]

لیکن قاری اس کے رنج و غم کی تپش کو شدت سے محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مہتاب کی یہی اعلیٰ ظرفی اور صبر و ضبط اسے قطب مشتری کے دیگر کرداروں کے مقابلے میں نمایاں حیثیت عطا کرتا ہے مشتری کی دائی سبدس کی ہیروئن "محسن" کی ناز دائی سے بالکل مشابہ ہے۔ شہزادی کے محل کی سجاوٹ کے لیے عطارد کا انتخاب دائی ہی کرتی ہے جو اس کے مردم شناس ہونے کا

[1،2] قطب مشتری از ملا وجہی مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۴۲، ۹۱

ثبوت ہے۔ مشتری کی ذرا سی گستاخی پر اظہار ناراضگی یہ ظاہر کرتی ہے کہ دائی کو اپنی بزرگی کا شدید احساس ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ فرض شناس بھی ہے۔ چناں چہ قطب شاہ کی تصویر پر مشتری کے فریفتہ ہونے کے بعد وہ طرح طرح سے مشتری کو اس کو چہ رسوائی سے دامن بچا کر چلنے کی تلقین کرتی ہے ؎

توں اس نقش سوں عشق سازی اچھے — یو نیہ نیں ہے طفلاں کی بازی اچھے
عشق کیا ہے کر کے بچھانی ہے توں — گڑیاں کا مگر کھیل جانی ہے توں
ہوس ہے تکو جا ہوس کے دنبال — بھلی دو جو لیسے رکھی یاں سنبھال
طرز عشق کا تھا سو تھی پائی دو — دلے پند کوں کہتی تھی دائی دو
تلیں تل ہلکتی تھی اس مائی کوں — کہ واجب اچھے پند دنیا دائی کوں[۱۹]

عمومی طور پر دائی کا کردار، روایتی مشرقی دائی کے عین مطابق ہے قطب مشتری میں ان کرداروں کی باہمی گفتگو یعنی مکالمے نہایت چست اور موقع کے لحاظ سے مناسب اور برجستہ ہیں۔ ان ہی مکالموں کے ذریعہ قصے کے تسلسل کو بھی قائم رکھا گیا ہے اور کرداروں کی شخصیت کو واضح کرنے میں مدد لی گئی ہے۔ قطب مشتری کے یہ مکالمے نہ صرف ایک مخصوص سماج کی نمائندگی کرتے ہیں بلکہ یہ خود وجہی کے اپنے ذاتی تجربے اور مشاہدے کی بھی عکاسی کرتے ہیں۔ اس ضمن میں وجہی نے کوشش کی ہے کہ ان کرداروں کے معاشرتی رتبے کو ملحوظ رکھتے ہوئے اُن کے انداز گفتگو کو قلمبند کیا جائے۔ مثلاً ذیل کی گفتگو کے ذریعہ ماں باپ کی فطری شفقت اور محبت کو بڑی خوبی سے پیش کیا گیا ہے ؎

بچے غم نہ کر غم توں خوش حال اچ — سدا سرخرو جیوں توں گلال اچ
نکو دل کوں اپنے فکرمند کر — فکرمند کی ہے توں آنند کر
دونوں مل کے لاک آرزو پور چاؤ — ہے شہ تیرا اور دہناں کوں آؤ
ایس دل توں گانٹھ اب کھول شہ — ترا حال یوں کی ہوا بول شہ[۲۰]

اب یہ اشعار دیکھیے جو مشتری اور عطارد کے لیے حاکم و محکوم کے درجوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے لکھے گئے ہیں۔ مشتری کے مکالموں میں تمکنت کے ساتھ جو دو عطا کا وقار بھی ہے اور دوسری جانب اس کے بالکل برعکس عطارد کی گفتگو عجز و انکساری کا رنگ لی ہوئی ہے۔

---

[۲۱] قطب مشتری از ملا وجہی مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۸۰، ۴۱

عطارد کیا مشتری کوں سلام — کہ شہ میں ہوں تیرا کمینا غلام
ہنسی یو جو سن خوشی سوں سو دھن — کہ ہنستا ہے جیوں باؤ تے پھول بن
دیکھائی اُسے دو محل شاہ شار — کہ اس محل کوں اس دھاتوں سنوار
کہ میں کی ہوں یتوں توں کرے گا جو راس — بچھیروں کی سناتے آس پاس
نوازوں گی تجکو بہوت دھات میں — جرأت کا تجے دیونگی ہات میں
عطارد کہیا شہ کوں سر بھوئیں دھر — کہ میں کیا سکوں گا ترا نام کر
کریگا نمک شاہ تیرا یہ کام — کہ میں کیا ہوں یو کام کرنے تمام
ترا قصد محمد شاہ سارا اچھے — تو یو کام سب ہون ہارا اچھے

مثنوی قطب مشتری میں قصے کے بیچ بیچ کئی غزلیں اور رباعیاں بھی موجود ہیں۔ یہ غزلیں قطب شاہ اور مشتری کے لیے لکھی گئی ہیں اور بڑی حد تک کردار کے جذبات کی ترجمانی کے ساتھ ہی ساتھ واقعے کے تاثر کو بھی دوبالا کرتی ہیں۔ یہ غزلیں سب رس میں شامل غزلوں کی طرح مسلسل ہیں اور ہندی گیتوں کے رنگ میں لکھی گئی ہیں۔ ان غزلوں کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ نہایت ہی سادہ سلیس اور رواں ہیں۔ محمد قلی قطب شاہ کی اس دور کی غزلوں کے مقابلے میں وجہی کی یہ سادہ اور پرکار غزلیں دکنی اردو ادب میں ایک سنگ میل کی اہمیت رکھتی ہیں۔

حکیمانہ، درس آمیز اور فکر انگیز خیالات کے اظہار کے لیے عموماً صنف رباعی کا انتخاب کیا جاتا ہے لیکن جب ہم قطب مشتری میں شامل رباعیوں کو پڑھتے ہیں تو بڑی مایوسی ہوتی ہے۔ کیوں کہ مذکورہ بالا ساری رباعیاں نہایت معمولی ہیں اور کسی بھی لحاظ سے وجہی جیسے کہنہ مشق شاعر کے شایانِ شان نہیں۔ یہ رباعیاں عموماً قصے کے مختلف حصوں کو آپس میں مربوط کرنے کے لیے لکھی گئی ہیں اور کہیں کہیں یہ قصے میں آیندہ پیش آنے والے واقعات کی نقیب بھی ہیں؎

میں نار ہوں اس شہر تلک جائے بی — پچھلی سکی کا چک درس پائے بی
اس جیو دوانے کوں کیوں ہوئے قرار — اُس نار کوں اس شہر لے کر آئے جی[201]

مندرجہ بالا رباعی کے پڑھنے سے ہی قاری اندازہ لگا سکتا ہے کہ قطب شاہ نے بنگالہ نگر جانے کا عزم ارادہ کر لیا ہے اور آئندہ باب میں اسے رخت سفر باندھتے دکھلایا جائے گا۔ کہیں کہیں یہ

---

۲۰۱ قطب مشتری از ملا وجہی مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۴۲، ۴۶

رباعیاں کردار کے جذبات کی نمائندگی کے لیے بھی لکھی گئی ہیں۔ اس مقصد کے تحت لکھی گئی رباعیاں کسی حد تک پُر اثر بھی ہیں۔ مثلاً قطب شاہ کی جانب سے ناامید اور دل برداشتہ ہونے کے بعد مہتاب پری کا یہ کہنا قاری کو بھی متاثر کیے بغیر نہیں رہتا ہے

دنیا کے سو لوگاں میں وفا دستا نیں　　دھنڈ دیکھی جیتا بلج جفا دستا نیں
بلے مہر بنی آدم ہے اس سوں سکھی　　دل باندنے میں پرکچ نفا دستا نیں

وجہی نے اپنی ہر دو تصانیف سب رس و قطب مشتری میں جن معاشرتی رقعوں کو پیش کیا ہے وہ اسی مشترکہ تہذیب کی عکاسی کرتے ہیں۔ جس کی صورت گیری میں مختلف تہذیبوں زبانوں اور قوموں کے فعل عناصر نے اپنا مثبت رول ادا کیا تھا

اب اگلے صفحات میں قطب مشتری کا لسانی تجزیہ سب رس سے تقابلی مطالعے کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے تاکہ ایک ہی مصنف کے یہاں ستائیس سال کے عرصے میں بہ لحاظ زبان جو تبدیلیاں ہوئی ہیں ان کا بخوبی اندازہ ہو سکے۔

لسانی مطالعہ

اسمِ کیفیت

اسم سے بننے والے :۔ قطب مشتری میں ین، پنے گی کے اضافے سے اسمائے کیفیت بنائے گئے ہیں۔ سب رس میں بھائی سے بھائی بنے، دوست سے دوست داری اور نفر سے نفرائی بنایا گیا ہے۔

(۱) میرا جیو ہور دل ہے تجہ پر فدا
تو ہو توں بڑپن میں سخی تے جدا (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۔۴۴)

(۲) علیؓ کا محب نیں جکوی سچ توں جان
حرامی جننے کا وہی ہے نشان (" " " " " صفحہ ۔۱۳)

(۳) وہ اپروپ دلدار حوری خطاب
ادب سوں دی شاہ کوں یو جواب (" " " " " صفحہ ۴۲)

(۴) توں بیگانگی یوں تکو دیکھ شہ
کرم کر وہاں لگ سو آیگ شہ (" " " " " صفحہ ۶۴)

صفت سے بننے والے

قطب مشتری میں ی اور ئی کے اضافے سے بھی اسمائے کیفیت بنائے گئے ہیں جب کہ سب رس میں صفت سے بننے والے اسمائے کیفیت پن اور ئی کے اضافے سے بنائے گئے ہیں۔

(۱) اگر کوئی گیانی چتر گیان ہے
یدی پاچ کو پاچر میدان ہے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۔۱۹)

(۲) بگلا شکر کوں جو میٹھائی ہے
سو میٹھائی دھن لب تے مہپائی ہے (" " " " " ۴۶)

فعل سے بننے والے

قطب مشتری میں فعل سے اسمائے کیفیت اس طرح بنائے گئے ہیں۔ اشارہ سے اشارات چلن سے چلنت، سب رس میں چلنے سے چلنت اور کھلانے سے کھلاہٹ کی مثالیں ملتی ہیں۔

(۱) شہ منظر پہ جیو بہوت دھرتیاں اتھیاں
اشارت انکھیاں مار کرتیاں اتھیاں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۴۴)

(۲) چلنت دیک کر توں ہر یک کوں تج
کر دھرتا سو کھن ہے پیا سوچ (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۴۳)

سب رس کی طرح قطب مشتری میں بھی الفاظ کی تکرار سے اسمائے کیفیت بنائے گئے ہیں جیسے۔

(۱) چلے شاہ منزل کوں یوں ڈاٹ ڈاٹ
کہ یک دیس میں جائیں جیسے کی باٹ (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۴۸)

(۲) یکس کی نشانی کوں دیک دیک کر
کسے یاد یکہ کوں یک اسے سندر (" " " " " " صفحہ ۹۰)

اسم ظرف

اسم ظرف زماں :۔ قطب مشتری میں حسب ذیل اسم ظرف زماں نظر آتے ہیں۔

(۱) بہار آخر ہے اول سو دسے
جو غم دیکھے شادی اُس البتہ ہے (قطب مشتری مولوی عبدالحق صفحہ ۔ ۹۹)

(۲) چلے شاہ منزل کو یکوں داٹ داٹ
کہ یک دیس میں جائیں جیسے کی باٹ (" " " " " " ۴۸)

(۳) خوش خبری ہے تجے سنت آج
کہ یاری دیئے ہیں تیرے بخت آج (" " " " " " ۷۲)

(۴) تج یاد بنا ہور تجے کام نیں
فسن جاگتی جاتی ہے دن آرام نیں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۸۷)

(۵) رکھیا نیں ہے کس یک جنس آسماں
کہ اول بہار ہور آخر خزاں (" " " " " " " ۹۰)

(۶) تمام اُس کیا دیس بارا منے
سنہ یک ہزار ہور اٹھارا منے (" " " " ۱،۹۹)

اسم ظرف مکاں

سب رس کی طرح قطب مشتری میں بھی اسم ظرف مکاں فارسی اور ہندی کی چند علامتیں لگا کر بنائے گئے ہیں۔ مثلاً ستان، نگر، اور دخانہ، گڑھ بن کے اضافے سے بھی۔

(۱) شفق صبح کا نیں ہے آسمان میں
کرا سے کھلے سنبلستان میں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۴۹)

(۲) دنج باغ خوشش آسے تابوستان
دنج خوشیں ہلاتے ہیں نادوستاں (" " " " " " " " ۸۴)

(۳) براہیم قطب شاہ ہے شہ سبحان
دکھن تخت گر شہر اُس کا مکان (" " " " " " ۸۴)

(۴) دکھن ملک بھوتچ خاصا اہے
تلنگانہ اس کا خلاصہ اہے (" " " " " " ۱۰۰)

(۵) کرے زود تعلیم خانے سنے
دو تنہا ج تھا اس زمانے منے (" " " " " " ۲۴)

(۶) بلند گڑھ یو بے مثل گھن سارے
دیواں بورسانپاں کا یو ٹھارے (" " " " " " ۵۰)

(۷) توں پھل ہورسے ٹھا نوچ پھول بن
توں سرد ہور جسا گلہے تیرا چمن (" " " " " " ۴۴)

سب رس میں ستاں، زار، گاہ، خانہ کے اضافے سے اسم ظرف مکاں بنائے گئے ہیں
اس کے علاوہ واری، واڑی اور باڑی کی علامتوں کی مدد سے بنائے گئے اسم ظرف مکاں
بھی سب رس میں مل جاتے ہیں۔

لوازم اسم

سب رس کی طرح قطب مشتری میں بھی دیگر دکھنی اُردو تصانیف کی طرح تذکیر و تانیث کے ضمن میں بڑی بے قاعدگی نظر آتی ہے۔ چناں چہ بہت سے ایسے اسماء جو موجودہ اُردو میں مونث لکھے جاتے ہیں۔ انھیں قطب مشتری میں مذکر باندھا گیا ہے اور کئی ایسے اسماء جنھیں مذکر لکھا جانا چاہیئے قطب مشتری میں انھیں مونث باندھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ قطب مشتری میں ایسی بھی مثالیں مل جاتی ہیں کہ ایک ہی اسم کو مذکر بھی باندھا گیا ہے اور مونث بھی۔ مثلاً شجاعت ہوس، شمع، ذات، ٹھانوں، بیمار، عرض، ہیبت، پون، رضامند بھی لکھے گئے ہیں اور نیز اشک، کام کو مونث کبھی مذکر باندھا گیا ہے۔

۱. غنی دین سب کفر قلاش ہوا
شجاعت ترا جگ میں یوں فاش ہوا (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۱۲)

۲. تجکو کر ولی بولنے کا ہوس
اگر خوب بولے تو یک بیت بس (" " " " " ۱۴)

۳. جو شمع روشن کئے سور کا
ملک تیل لپ کرے نور کا (" " " " " ۲۲)

۴. بسر کے ندیماں طرز بات کا
گنوائے عبر مطرباں ذات کا (" " " " " ۲۵)

۵. توں آیا ہے کاں سنے تیرا ٹھانوں کی
کرو کون ہے ہور تیرا ناؤں کیا (" " " " " ۵۴)

۶. خزاں کوں دتھا آنے اس ٹھار ٹھار
بھار ہور بھیترا تھا سب بہار (" " " " " ۶۰)

۷. جو اس کا کروں تجہ کنے عرض میں
۸. اگر بیت اس کا دھرتا یوں
اڑاست دیتا بیکس کوں تنکے نمی (" " " " " ۸۳)

۹. اپی ہو تجے کیوں کیوں میں کر جا
اگر جائے گا شہ تو تیرا رضا (" " " " " ۹۰)

۱۰. جکوی بار اس کی ہے اس نار تے
تجے رشک آتی ہے اس ٹھار تے (" " " " " ۸۶)

۱۱. کر عاشق اہے توں اپی دردمند
تجے فام اس کام کی سب ہے چھند (" " " " " ۳۹)

اب ذیل میں چند ایسی مثالیں پیش کی جاتی ہیں جہاں ایک ہی اسم کو مذکر اور مونث ہر دو طرح استعمال کیا گیا ہے۔

۱. صفت کیا کروں میں ترے علم کا
شبہاک مل بخش ہور حلم کا (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۱۴)

دنیا میں دوکن لوگ پھرنے لگے
صفت شہ کی سب جگ میں کرنے لگے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۴۲)

۲۔ توں شاہی کرے بزم کا شمع ہے
توں جم جیو تج تے میرا جستا ہے (" " " " " " ۴۴)

نہ بوجے بھلی ہور بڑی نگار کوں
شبع ہوئی تو بس اس طلبدار کوں (" " " " " " ۶۱)

۳۔ پڑی اوچھی وحشت اس نار پر
اخسل گم ہوئی شہ ہوا بے خبر (" " " " " " ۲۶)

اٹھیا سر نے غل بزم میں نوش کا
ہوا مست اخل شد اڑیا ہوش کا (" " " " " " ۶۷)

۴۔ جو بھو تج پوچھی مہر وان دائی
تو اس دائی کوں شہ کی صورت دکھائی (" " " " " " ۷۹)

۵۔ میرا من بھلایا یو من ہر صورت
لیا دل دیا جیو یو دلبر صورت (" " " " " ")

سب رس میں بھی درگاہ، ناؤں اور عداوت کو مذکر بھی لکھا گیا ہے اور مونث بھی۔ جمع کے لیے اُردو کے عام قاعدے کے مطابق سب رس کی طرح قطب مشتری میں بھی ایسے واحد مذکر الفاظ جو الف یا ہ پر ختم ہوتے ہیں یائے مجہول سے بدل دیئے گئے ہیں۔

۱۔ فرشتے، سورج، چاند تارے تمام
تو اسمان کے رہنہارے تمام (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۱۰)

۲۔ اگر عشق پکے بلبلاں کوں جو تیں
تو کی آہ نالے کرے پھول تیں (" " " " " " ۱۴)

۳۔ بندے ہوکے خدمت کریں تیرے گھر
ازل ہور ابد ہور قضا ہور قدر (" " " " " " ۸)

ایسے اسماء جن کے آخر میں الف یا ہ نہ ہو ان کی جمع بنانے کے لیے آخر میں "اں" کا اضافہ کر دیا گیا ہے

۱۔ نبیاں ہور ولیاں سب حشم ہے ترا (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۸)
۲۔ انبر دھرت تے مال تج زیات داو
کرکیندان سو پھراں ہیں جو گان باؤ (" " " " " ۱۳)
۳۔ اگر عشق کچ بلبلاں کوں جو نیں
تو کی آہ نالے کرے پھول تیں (" " " " " ۱۴)
۴۔ جتے شاعراں شاعر ہو آئیں گے
سونج نے طرز شعر کا پائیں گے (" " " " " ۱۵)

دکھنی اردو میں فاعل اگر جمع مونث ہو تو فعل کی جمع بھی "اں" سے بنائی جاتی ہو جیسے۔

۱۔ چھنداں ہور نازاں کے کاری منتر
سکیاں چنچلیاں پڑ ہو نکیاں شاہ کی (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۳۲)
۲۔ اتھا حوض ہور واں اتھیاں سندریاں
کر پانی کنارے کھڑیاں تھیاں پریاں (" " " " " ۲۶)
۳۔ یتا بل ہے اس عدل کے فن منے
کہ بلیاں کھڑیاں کانپتیاں کھن منے (" " " " " ۲۰)

دکھنی اردو میں اگر مضاف جمع مونث ہو تو حرف اضافت کی بھی جمع بنائی جاتی ہے لیکن ایسا ہمیشہ نہیں ہوتا چناں چہ سب رس میں بھی یہی صورت حال نظر آتی ہے

۱۔ پھریں چاندسیاں سندریاں اُس منے
ستارے نیں کیاں پریاں اُس منے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۲۶)
۲۔ یو پنکھیاں جو دستے سو پنکھیاں نہیں
پریاں اس پری کیاں ہیں شہ یو سہیں (" " " " " ۶۰)

حرف ربط کے آنے سے اسموں میں جو رد و بدل ہوتا ہے اس کی تفصیل اس طرح ہے۔

عام طور سے اردو اور دکھنی اردو میں ایسے الفاظ جن کے آخر میں الف یا ہ ہو وہ حرف ربط آنے کے بعد یائے مجہول سے بدل جاتے ہیں سب رس اور قطب مشتری میں بھی یہی طریقہ نظر آتا ہے۔

۱۔ دسے سنج عشق مجنوں سے دیوانے کا
پلاے محبت کے یِمنا سنے کا (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۸)

۲۔ اسی دھاک تے شاہ مردان کے
پڑیا لہو کلیجے میں آسمان کے (" " " " " ۱۲)

سب رس کی طرح قطب مشتری میں بھی ایسے جمع مذکر اور ایسے جمع مونث ملتے ہیں جن کے بعد حروف ربط آنے سے جمع کی علامت "اں" بدستور قائم رہتی ہے۔

۱۔ بندیاں کوں کسی بات کا غم نہیں
بھریا ہے خزانہ ترا کم نہیں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۳)

۲۔ خدایا منجے خیر دے سُرستی
نڈر کر بڑیاں کے بڑے ڈرستی (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۵)

۳۔ اگر عشق کچ بلبلاں کوں جو نیں
توکی آہ نالے کرے پھول تیں (" " " " " ۱۴)

۴۔ یتا کچ دسے شہ فرشتیاں کوں دان
کرباندے ٹنے کا نوا آسمان (" " " " " ۲۲)

۵۔ نکو جانو جھاڑاں کوں ہیں جھاڑ کر
کر پاتال لوگ آئے ہیں پھاڑ کر (" " " " " ۲۳)

قطب مشتری میں بھی اکثر جمع کے لیے بھی واحد افعال ناقص باندھے گئے ہیں جیسے۔

۱۔ توں مست ہور باتاں بھی تیریاں ہے ست
درست نیں تو کہتا ہے سونا درست (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۴۱)

۲۔ بڈے پیس کر کھانے کوں خوب ہے
بڈے بنگڑی پھیلانے کوں خوب ہے (" " " " " ۴۱)

۳۔ ہیں دونو عاشق دردمند ہے
ہیں دونو یک پھند میں بند ہے (" " " " " ۵۶)

۴۔ دسے یوں تل اس مکھ میدان میں
کر حبشی بچے ہے گلستان میں (" " " " " ۶۴)

۵۔ وقت کے برنگاں ہوئے ہے یک یک
کہ سو دیس ہور سے ہے پردیس نیک (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۶۹)

اکثر صفت کی جمع بھی "اں" سے بنائی گئی ہے۔

۱۔ رجھانے لگیاں شہ کوں من ستاں
ہمیاں چندریاں چندسوں سب لگنیاں (" " " " " " ۳۳)

۲۔ چنداں ہور تاراں کے سہاری خبر
سکیاں چپلیاں پڑ بو نگیاں شاہ پر (" " " " " " ۳۳)

کہیں کہیں ضمیر واحد کی جمع بھی "اں" سے بنائی گئی ہے۔

۱۔ تواں ست ہو باتاں کم تریاں بہت
درست نیں تو کہتا ہے سونا درست (" " " " " " " ۴۱)

صفت ذاتی

سب رس کی طرح قطب مشتری میں بھی دو ہندی، دو فارسی یا فارسی عربی یا فارسی ہندی الفاظ ملا کر صفات ذاتی بنائی گئی ہیں۔

(۱) ہنر مند

ہنرمند اس کوں کہیا جائے گا
جلوی اپنے دل ستے نوا لیائے گا (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۱۶)

(۲) خوش لقا

ہر یک خوبصورت ہر ایک خوش لقا
سو ہر ایک دلکش ہر یک دلربا (" " " " " " ۲۴)

(۳) خوش طبع، خوش فہم

ہر یک خوش طبع ہور عاقل اچھے
ہر یک خوش فہم ہور فاضل اچھے (" " " " " " ۲۴)

(۴) فہم دار

ندیم ہور مطرب سگھڑ فہم دار
۱۰ اتے شہ سوں مل کر سب ایک ٹھار (" " " " " " ۲۴)

(۵) گنونت

لگیا شہ آساساں بھرن آہ مار
کہ نزدیک نیں ہے وہ گنونت نار (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۳۰)

(۶) خوش شکل

جہاں خوب خوش شکل دیکھے سندھر
لکھے نقش اُس کا وہ نقاش کر (" " " " " " ۳۵)

(۷) اپروپ، دلدار

وہ اپروپ دلدار حوری خطاب
ادب سوں دی شاہ کوں یوں جواب (" " " " " " ۶۳)

(۸) بخت ور

سو سندھر بختور ہے چنچل مشتری
جو بھوتچ منگ لینے منت کری (" " " " " " ۷۲)

(۹) گن سنگھار

کہے شہ کر اے گنونتی گن سنگھار
توں دستا ہے میرا بہوت دوستدار (" " " " " ۵۹)

(۱۰) گن ونتا خوش لکھن

چتارا چتر گنونتا خوش لکھن
کیا کھول سب مشتری نار کن (" " " " " " ۸۲)

یہاں گن ونتا ہندی قواعد کے اصول و ضوابط کے خلاف ہے کیوں کہ گنونت خود صفت ذاتی ہے جس سے تانیث کے لیے گنونتی بنایا جاتا ہے جب کہ تذکیر کے لیے گنونت ہی استعمال کیا جائے گا۔

(۱۱) من ہرن

جو شہ کوں خبر ہوئی کہ آتی ہے دھن
سلکھن سکی چند نبری من ھرن (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۹۴)

(۱۲) غمزیاں بھری

دل عاشقاں کے تل تل کی بھر رتی نیں
کیا شوخ چنچل توں غمزیاں بھری نمنی ہے　　　(قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۹۸)

(۱۴) لقمان ثانی

چتر شاہ گونت گیانی ہے توں
کہ حکمت میں لقمان ثانی ہے توں　　　(" " " " ۱۰۵)

سب رس اور دکنی اردو ادب کی دیگر تصانیف کی طرح قطب مشتری میں بھی صفت کے آگے نا، بد، بے بڑھا کر منفی صفات بنائے گئے ہیں۔

(۱) ناسعد

سو اکس دیکھے دور تے آوتا
وو ناسعد جیوں رعد ارڈ اوتا　　　(قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۵۷)

(۲) ناپاک

دتی نیند شہ رات کوں وھاک تے
پھٹی آج اس بھٹ ناپاک تے　　　(" " " " " ۹۵)

(۳) بداصل

جب بداصل شکل دھرتا اتھا
پریاں کا دل اس دیکھ ڈرتا اتھا　　　(" " " " ۹۵)

(۴) بدافعال

کئے شہ ہلاک اس بدافعال کوں
کہ جیوں کلسٹے مار دجال کوں　　　(" " " " ۵۸)

(۵) کجات

تری بات ناسن سنوں کس کی بات
اری دائی میں نیں بولوں ایسی کجات　　　(" " " " ۷۱)

(۶) بےذوق

محل دیکھنے آئی تھی شوق سوں
سو اب بیٹھی کیوں توں بےذوق سوں　　　(" " " " ۷۸)

(۷) بے مہر

بے مہر ہی آدم ہے اس سوں سکی
دل باندنے میں کچ نفا دستا نیں (صفحہ ۱۵۱)

قطب مشتری میں حسب ذیل صفت نسبتی نظر آتے ہیں :

(۱) بت فارسی

ہر یک خوب صورت بت فارسی
بدن جیوں جلتی اچھے آرسی (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۳۲)

(۲) احمری

وہے دیکھ چمن پھول احمری
کہ ہنستی ہے خوشحال ہو دھرتری (،، صفحہ ۵۹)

(۳) سرخی

دسے لالک اس میں بچ یو سنور
کہ سرخی سے کی سفید آب پر (،، ،، ،، صفحہ ۶۲)

(۴) دکھنی

دکھن میں تو دکھنی منھی بات کا
ادا نیں کیا کوئی اس دھات کا (،، ،، ،، صفحہ ۱۹)

(۵) تلنگانہ

دکھن ملک جو تیج نامسا اسے
تلنگانہ اس کا خلاصہ اسے (،، ،، ،، صفحہ ۱۰۰)

صفت عددی (معین)

قطب مشتری میں حسب ذیل اعداد معین استعمال کیے گئے ہیں۔

(۱) اوّل آخر

توں اول توں آخر توں قادر اسے
توں مالک توں باطن توں ظاہر اسے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۱)

(۲) چار

ملنہار یکہتار ہیں سے یو چار
ترے ڈرتے ملکاں ہے ایک ٹہار (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۲)

(۳) ایک

مہربان صاحب غنی ایک توں
کرم کی نظر سوں منجے دیک توں (" " " صفحہ ۴)

(۴) چودہ

کہ چودہ ملک کا توں سلطان ہے
علاہر ساتیرے گھر میں پڑھان ہے (" " " صفحہ ۸)

(۵) اسی، یک لاک

اسی ہور یک لاک پیغمبر آئے
دلے مرتبا کوئی تیرا نہ پائے (" " " صفحہ ۸)

(۶) دو

چھپایا جو دو میں اپنا توں راز
یکسکوں دیا ناز یکسکوں نیاز (" " " صفحہ ۸)

(۷) نود، نو

نود، نو ہیں تج تا نو یک تا نو نیں
توں سب چھانسے چھانوکوں چھانویں (" " " صفحہ ۹)

(۸) ہفت

سدرچ شمع ہور تہال ہفت رنگ
دوا چند ہم کا ستارے پتنگ (" " " صفحہ ۲۲)

(۹) بیس

کہ مکتب میں غم بیٹھا سب ولیس بیں
ہوا عالم و شاعر و خوشنویس (" " " صفحہ ۲۳)

(١٠) صد

سونیہ شاہ کوں ایک کا صد ہوا
منتر تھا انو کا سو سب رد ہوا (〃 〃 〃 〃 صفحہ ٣٣)

(١١) سو

خزینا دیا شہ کوں شہ شاد کر
سو او نٹاں اُپر شہ چلے لاد کر (〃 〃 〃 〃 صفحہ ٤٧)

(١٢) بارہ

چتیارے کے لے سات بارہ نفر
چلے شاہ اس پنجرسے سی کوٹ ادھر (〃 〃 〃 〃 صفحہ ٥٤)

(١٣) یک ہزار، اٹھارا

تمام اس کیا دیس بار امنے
سنہ یک ہزار ہور اٹھارا سنے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ١٠٩)

صفت عددی (غیر معین)

قطب مشتری میں جو صفت عددی (غیر معین) استعمال ہوئے ان میں سے چند یہ ہیں

(١) لاکھاں کروڑاں

اتھا اس رین کوں عجب کچھ نور
کہ لاکھاں تے چانداں کروڑاں تے سوز (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ٩)

(٢) سب

جو جبریلؑ تے پائے خوش یو خبر
بجانے لگے سب طبل عرش پر (〃 〃 〃 صفحہ ٩)

(٣) نئی

نکو کر توں نئی بولنے کا ہوس
اگر خوب بولے تو یک بیت بس (〃 〃 〃 صفحہ ١٤)

(۴) بہوت، تھوڑے

شعر گرچہ ئی لوگ جوڑتے اہیں
بہتے بہوت ہور خوب تھوڑے اہیں (" " " " " صفحہ ۱۵)

(۵) کتے

غواصاں کتے غوطے کھا کھائے کر
موتے ہیں سو اس سمد میں آسے کر (" " " " " صفحہ ۱۸)

(۶) بجتے

بجتے بادشاہاں ہیں سنسار کے
بھکاری ہیں سب اس کے دربار کے (" " " " " صفحہ ۱۹)

(۷) کتک

یکا ٹیک اس محل پر ایک نار
کتک چھند سوں آئی پہن سنگار (" " " " " صفحہ ۲۶)

(۸) یتیاں

جو دھن منجکوں لیدائی سویاں نہیں
یتیاں ہیں دلے ایک دویاں نہیں (" " " " صفحہ ۳۴)

(۹) اتیاں

تجے کون اتیاں میں خوش آئی ہے
تجے کون کہہ سندری بھائی ہے (" " " " ۳۵)

(۱۰) جتیاں

جتیاں خوب تھیاں سندریاں جگ منے
رکھیا تھا ان نقش لک آپ کنے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۳۲)

(۱۱) بعضیاں

دیکھی ترا ذہن جیوں برق ہے
بچے ہور بعضیاں میں لی فرق ہے (" " " " " صفحہ ۱۷)

(۱۲) کچھ

خدا جب دلادے تو کوئی کچھ پلے
خبہاں کاں تے دیں جو خدا نہ دلاے (" " " " صفحہ-۷۶)

(۱۳) بھو

کہی توں سنوار یا محل سازسوں
لکھیا صورتاں اس میں بھو ناز سوں (" " " " صفحہ-۸۱)

صفت مقداری

(۱) یتا

یتا کچھ شہنشاہ بخشے ہیں دھن
زمیں ٹھار منگتی ہے اسمان کن (" " " " صفحہ-۲۳)

(۲) کچھ

بڑا شاہ وو ہے جو کچھ دان دے
نوازے ہنرمند کوں مان دے (" " " " صفحہ-۲۷)

(۳) زیاست

جو بولی اتی بات وو دھن سجان
عطارد کوں اس تے بی دی زیاست دان (" " " " صفحہ-۷۶)

صفت تنکیری

قطب مشتری میں سب اس کی طرح وہ، دو، یو اور جو صفت تنکیری کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

(۱) جکوئی فہم میں ٹک نہیاں اہیں
سو دسریاں کے دہ خوشہ چیناں اہیں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ۱۸)

(۲) جو نریز تج ہات میں کھڑگ ہے
سو وو کھڑگ کفار کا مرگ ہے (" " " صفحہ-۱۲)

۳۔ نیو بات ہر ایک سے سات ہے
جکوی عارف ہے اس سوں یو بات ہے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۱۶)

۴۔ جو عاشق سپچا ہور جانباز ہے
عیاں اس اپر یو چھپیا راز ہے (" " " " " " ۸)

قطب مشتری میں اکثر صفت کی بھی جمع بنائی گئی ہے۔

(۱) باریکیاں

ہنرکیاں ہیں یو باریکیاں لاف نیں
وہ ادمی نہیں جس میں انصاف نیں (" " " " " " ۱۹)

(۲) چھند بھریاں

رجھلنے لگیاں شکوں من میں شتال
پریاں چھند بھریان چھند سوں سب اکٹھال (" " " " " " ۳۳)

(۳) سندھریاں

پھرس چاندسیاں سندھریاں اس نے
ستارے بن کیاں پریاں اس نے (" " " " " ۲۶)

(۴) چھبیلیاں

کہے تو جو دیکھیا جتیاں سندریاں
سلکھن چھبیلیاں چنچل چھند بھریاں (" " " " " " " ۳۵)

سب رس کی طرح قطب مشتری میں بھی علامت ماضی بعید اور علامت مستقبل کی بھی جمع بنائی گئی ہے

(۱) پراں کا پیاں چھاؤں چھایاں اتھیاں
ثاں سب بکھر مکھ پر آیا اتھیاں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۶۴)

(۲) چلیانیں پرکے اُس دیوادہوت سوں
کتا کر لڑیں گیاں پریاں بھوت سوں (" " " " " " " ۶۶)

ضمیر شخصی

ضمیر متکلم فاعلی حالت واحد :۔

قطب مشتری میں ضمیر متکلم فاعلی حالت واحد کے لیے صرف "میں" استعمال ہوا ہے جب کہ

سب رس میں "اپنے اور میں" دونوں صورتیں نظر آتی ہیں۔

محبت کے بھونرے میں جلگیا ہوں میں
دیوانا ہو یاری کوں بلگیا ہوں میں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۳۱)

ضمیر متکلم فاعلی حالت جمع :۔

سب رس میں ضمیر متکلم فاعلی حالت جمع کے لیے ہمنا اور ہمیں استعمال ہوئے ہیں۔ جبکہ قطب مشتری میں ہمیں اور ہم کا استعمال نظر آتا ہے۔

(۱) ہمیں ہین توں اِس میں ہے یین نور
توں نزدیک ہمارے ہیں تجتے دور (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۳)

(۲) چل اے شہ پھر س اب ہم اس گھات تے
سلامت گیا نیں کوی اِس بات تے (" " " " " " ۵۱)

ضمیر متکلم مفعولی حالت واحد :۔

قطب مشتری میں ضمیر متکلم مفعولی حالت واحد کے لیے مجنے، مجہ، مج، مجکوں، مجھ کا استعمال نظر آتا ہے۔

(۱) مجے بے نیازی دے دو جگ منے
مجے سرفرازی دے دو جگ منے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق مرتبہ صفحہ ۴)

(۲) نڈر سب تے کر ڈر توں اپنا دلا
دو جگ میں مجہ اپنا توں چھپنا دلا (" " " " " " ۵)

(۳) دے مجے عشق مجنوں سے کیلانے کا
پلا سے محبت کے میخانے کا (" " " " " " ۸)

(۴) نہ کچ مجکوں حاجت ہے پند سات یوں
مجے توں نا بولتے بات یوں (" " " " " " ۲۹)

(۵) جو لیایا ہے سات اپنے اس ٹھار مجہ
کرم کر ملاتوں میرا یار مجہ (" " " " " " ۹۸)

ضمیر متکلم مفعولی حالت۔ جمع :۔

قطب مشتری اور سب رس ہر دو تصانیف میں ضمیر متکلم مفعولی حالت جمع کے لیے صرف ہمنا اور

ہمنا کوں نظر آتا ہے۔

(۱) توں جم جیو ہور کر توں جم راج سشہ
توں جیو دان ہمنا دیا آج سشہ (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق۔ صفحہ ۶۶)

(۲) پری ہو کے منگتی ہے ہمناں کوں یوں
تواں لگ ہمیں شاہ نا جائے کیوں (" " " " " " " ۶۳)

<u>ضمیر متکلم اضافی حالت واحد</u> :-

سب رس میں ضمیر متکلم واحد اضافی حالت کے لیے منج، میرا، میری، اور مجھ استعمال ہوا ہے۔ جب کہ قطب مشتری میں صرف میرا، مرا، میری اور منج استعمال ہوا ہے۔

(۱) لکھے میں انت دیوں میرا لکھے لب بخت کیوں پیرا
نہ ہوتا حال یوں میرا اگر وہ میرباں ہوتا (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۲۹)

(۲) دو جگ جس اتم ہیرے کا مول ہے
وہ ہیرا سو ہر ایک مرا بول ہے (" " " " " " ۱۴)

(۳) مری بات سن بات اس دھات بول
کہ جیو کوں خوشی ہور دل کوں کلول (" " " " " " ۱۶)

(۴) منج تن تپش جالنے تھیں منج ٹھار جیوا نے تھیں
منج دل منے دھر یا نے تھیں کیتا ہے منزل تو پیا (" " " " " " " ۸۵)

<u>ضمیر متکلم اضافی حالت جمع</u> :-

سب رس میں وجہی نے ضمیر متکلم اضافی حالت جمع کے لیے ہمارا، ہماری استعمال کیا ہے جب کہ قطب مشتری میں بھی یہی نظر آتا ہے۔

(۱) ہمی پاپ ستے پن تیرا زیاست ہے
نہیں شک کہ اس میں کریوراست ہے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۵)

(۲) جو توں بول بھیجیا سو سب ساچ ہے
ہمیں نمن سنے چوک ہمارا پچ ہے (" " " " " " ۵)

ضمائر مخاطب

<u>ضمیر مخاطب فاعلی حالت واحد</u> :- قطب مشتری اور سب رس ہر دو تصانیف میں ضمیر مخاطب فاعلی

حالت واحد کے لیے تو اور توں استعمال کیے گئے ہیں۔

(۱)۔ تو بیگانی نچ جاتی اس دھات کی
نہیں بولتی کھول جو بات کی (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۷۸)

(۲) پتا توں ہے نزدیک جانے نہ کوئی
قدیم آشنا ہور پچھانے نہ کوئی (" " " " " ۲)

ضمیر مخاطب فاعلی حالت۔ جمع۔

سب رس میں ضمیر مخاطب فاعلی حالت جمع کے لیے تم، تما، تمیں نظر آتے ہیں جب کہ قطب مشتری میں صرف "تمیں" کا استعمال نظر آتا ہے۔

(۱) تمیں دونوں یاں راج کرتے اچھو
ہمیں جاتے ہیں مہر دھرتے اچھو (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۱۰۲)

ضمیر مخاطب مفعولی حالت واحد۔

قطب مشتری میں ضمیر مخاطب مفعولی حالت واحد کے لیے تج، تجے، تجہ، تجکو، تجکوں وغیرہ استعمال کئے گیے ہیں سب رس میں تو، تجے، تجے نظر آتے ہیں۔

(۱) خدایا بڑا توں بڑائی ہے تج
ہمیں سب بندے ہیں خدائی ہے تج (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۳)

(۲) کتا ہوں تجے پند کی ایک بات
کہ ہے فائدہ اس منے دھات دھات (" " " " " ۱۴)

(۳) تیرا یا ہے برسی ہوا سشاہ تجہ
کہ توں سور ہے ہور ملیا ماہ تجہ (" " " " " ۹۸)

(۴) نوازوں گی تجکو بہوت دھات میں
جرأت کا تجے دیونگی ہات میں (" " " " " ۴۲)

(۵) منا کرنے تیں تجکوں سکتی ہوں میں
جو رہیگا تو منت سوں رکتی ہوں میں (" " " " " ۹۰)

ضمیر مخاطب مفعولی حالت۔ جمع۔

قطب مشتری میں ضمیر مخاطب مفعولی حالت جمع کے لیے کوئی صورت نظر نہیں آتی سب رس

میں صرف "تمیں" کا استعمال ملتا ہے۔

ضمیر مخاطب اضافی حالت۔ واحد

ضمیر مخاطب اضافی حالت واحد کے لیے سب رس میں صرف تیرا اور تیری استعمال کئے گئے ہیں قطب مشتری میں تج، تیرا، تیرا تو ج تجھ کا استعمال ملتا ہے۔

(۱)۔ عرش کرسی تج گھر ہے در آسماں
توں سورج ہے بادل تیرا سایہ باں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۸۰)

(۲) بندا میں تیرا ہوں تجے توں پچھان
کہ ہے ناؤ میرا سو مرتیخ خاں (" " " " " ۵۵)

(۳) سنگات آتی انپڑاتی شہ تو ج گھر
جو اچتانہ ماباپ کا تجکوں ڈر (" " " " " " ۹۰)

(۴) تیرا یار پرسن ہوا شاہ تجھ
کہ توں سورہے ہور طیا ماہ تجھ (" " " " " ۹۸)

ضمیر مخاطب اضافی حالت جمع :-

ضمیر مخاطب اضافی حالت جمع کے لیے سب رس میں صرف تمہارے کا استعمال نظر آتا ہے لیکن قطب مشتری میں کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

ضمائرِ غائب

ضمیر غائب فاعلی حالت۔ واحد :-

ضمیر غائب فاعلی حالت واحد کے لیے قطب مشتری میں وہ، وو آنے اور وسے استعمال کئے گئے ہیں جب کہ سب رس میں انے، وہ، ان نے، او، وہ، ونے کا استعمال نظر آتا ہے۔

(۱) جکوی دو داس دھات پیتا اچھے
سدا جگ میں وہ کیوں نہ جیتا اچھے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۲۱)

(۲) دھرسے حکم حکمت سوں چوندھیر شہ
جہاں سب لیا دو جہانگیر شہ (" " " " صفحہ ۱۹)

(۳) شرط کر انے بات دی بات میں
کہ شک نیں ہے میں کی سو اس بات میں (" " " " صفحہ ۶۶)

(۴) شہنشاہ کا دل بھوت جمع تھا
کروے باٹ میں رات کوں شمع کر (" " " " صفحہ ۹۱)

ضمیر غائب فاعلی حالت - جمع:

قطب مشتری میں ضمیر غائب فاعلی حالت جمع کے لیے "اُن" اور اُنو استعمال کئے گئے ہیں جب کہ سب اس میں صرف اُنو نظر آتا ہے۔

(۱) منگے ان دو نواں دو نوکن دو ا
کیے اُن دونوان دو نوکوں دعا (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۱۰۲)

(۲) انو تینوں کوں بات یو خام ہے
سمجا دو جہتے کا نیں کام ہے (" " " " صفحہ ۱۱۰)

ضمیر غائب مفعولی حالت واحد:

قطب مشتری اور سب رس ہر دو تصانیف میں ضمیر غائب مفعولی حالت کے لیے اُس، اُسے اور اس کوں استعمال کیا گیا ہے۔

(۱) کہ عاشق دکھی دکھ بھاتا ہے اُس
دکھی ہے دو سچ دکھ سہاتا ہے اُس (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۵۷)

(۲) نہ اُن بھا دتا تھا نہ پائی اُسے
ہوی تلخ سب زندگانی اُسے (" " " " صفحہ ۷۷)

(۳) ہنر وند اس کوں کھیا جائے گا
جکوی اپنے دل تے نوالیائے گا (" " " " صفحہ ۱۹)

ضمیر غائب مفعولی حالت ۔ جمع۔

قطب مشتری میں ضمیر غائب مفعولی حالت جمع کے لیے انوں کوں ، انوکوں ، اور اُن کوں استعمال کیے گئے ہیں جب کہ سب رس میں صرف انوکوں اور اینوکوں کا استعمال نظر آتا ہے۔

(۱) کہ مریخ زہرا جوانپڑا نے آئے
منا شہ کیے ہو سانوں کوں منائے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق ۔ صفحہ ۱۰۲)

(۲) ہچایا انوکوں کہو کیوں کر
کہ دل میں بہوت خوب ہی محل اپڑ (" " " " صفحہ ۳۰)

(۳) اُن کوں پتیا بات بولیا نہ جائے
اُنو کے کتے دل کوں کھولیا نہ جائے (" " " " صفحہ ۳۴)

ضمیر غائب اضافی حالت واحد:

ضمیر غائب اضافی حالت واحد کے لیے قطب مشتری میں کوئی مثال نہیں ملتی صرف ایک جگہ صیغۂ واحد کے لیے "انوکا" استعمال کیا گیا ہے اور جہاں تک سب رس کا تعلق ہے صرف ایک صورت "اس کا" نظر آتی ہے۔

(۱) نبی آج ہمارے یہاں آئیں گے
ہمیں سب اُنو کا درس پائیں گے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق ۔ صفحہ ۱۰)

ضمیر غائب اضافی حالت ۔ جمع:

قطب مشتری میں ضمیر غائب اضافی حالت کے جمع کے لیے اُنوکا اور اُن کا استعمال نظر آتا ہے سب رس میں انوکا اور اینو کا استعمال کیے گئے ہیں:۔

(۱) سونیہ شاہ کوں ایک کا صد ہوا
منتر تھا اُنو کا سو سب رد ہوا (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق ۔ صفحہ ۳۳)

(۲) جتیاں خوب تھیاں سندریاں جگ منے
رکھیا تھا اُن نقش لک اپ کنے (" " " صفحہ ۳۵)

اکثر دکنی اردو ادب میں دیکھا گیا ہے کہ اگر اسم یا ضمیر فاعلی حالت میں واقع ہو کر اضافی کیفیت ظاہر کرے تو اپے ، اپس ، اپ ، اپنے اور اپنا استعمال کیا جاتا ہے قطب مشتری

میں بھی ایسا ہی کیا گیا ہے۔

اپے شہر آپچ بازار ہے
اپے بیچے آپی خریدار ہے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق۔صفحہ ۲)

(۲) اول بیگ جا یا نو پڑنے کے تئیں
اپس میں اپے لاگے پڑنے کے تئیں (" " " " صفحہ۔۱۰)

(۳) جتیاں خوب تھیاں سندریاں جگ منے
رکھیا تھا اُن نقش لک اپ کنے (" " " " صفحہ ۳۵)

(۴) سو باتاں اول کیاں سبھیں لیل کر
کہے حال اپنا ذو لو کھول کر (" " " " صفحہ۔۹۵)

ضمیر موصول

ضمیر موصول فاعلی حالت۔ واحد :

قطب مشتری میں ضمیر موصول فاعلی حالت کے لیے جو، جن، جے ، اور جنے استعمال کیے گئے ہیں۔ سب رس میں جو، جن نے اور جنے کا استعمال نظر آتا ہے۔

(۱) جو توں بول بھیجا سو سب ساج ہے
ہمیں میں سنے جگ ہمارا راج ہے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ۔۵)

(۲) جے چیز اپنی قدرت ستے پرگٹ کیا
سو رہنے اپس ٹھار ہر گھٹ کیا (" " " صفحہ۔ ۳)

(۳) جنے شعر بولیا اُسے کیا ہے غم
کہ جیتا اچھے ناؤں اس جگ میں جم (" " " صفحہ ۱۰۹)

(۴) دسے جن قباحت کوں نا فام ہے
اُسے ایسی باتاں سوں کیا کام ہے (" " " صفحہ۔۵۵)

ضمیر موصول فاعلی حالت۔ جمع

ضمیر موصول فاعلی حالت جمع کے لیے سب رس میں جنوں اور جنو استعمال کیے گئے ہیں۔

جب کہ قطب مشتری میں اس ضمن میں کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

ضمیر موصول مفعولی حالت۔ واحد:۔

قطب مشتری اور سب رس ہر دو تصانیف میں ضمیر موصول مفعول حالت واحد کے لیے جسے اور جس کوں استعمال کئے گئے ہیں۔

(۱) جسے بات کے ربط کا فام نیں
اُسے شعر کہنے سوں پگ کام نیں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفو ۱۴)

(۲) اگر توں نہ آتا تو منج کیوں ہوتا
خدا جس کوں لٹکا اُسے یوں ہوتا (" " " " " ۵۴)

(۳) کہ جس کوں پھپا کرتوں جیولائے گا
اُسی ستے توں آخر دغا کھائے گا (" " " " " ۴۴)

ضمیر موصول مفعولی حالت۔ جمع

ضمیر موصول مفعولی حالت جمع کے لیے قطب مشتری میں کوئی صورت استعمال نہیں کی گئی۔ ہاں سب رس میں جنوں کوں اور جنو کوں استعمال کئے گئے ہیں۔

ضمیر موصول اضافی حالت۔ واحد

قطب مشتری میں ضمیر موصول اضافی حالت واحد کے لیے جس اور جس کا استعمال کئے گئے ہیں جب کہ سب رس میں صرف "جس کا" ملتا ہے۔

(۱) تِس اوپر توں پی نار ہے باولی
اُچھالیا مدن ہوئی ہے او تاولی (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفو ۹)

(۲) کر یو کوٹ دستا سو کس کا اہے
تجے فام ہے کہہ توں جس کا اہے (" " " " ۵۲)

ضمیر موصول اضافی حالت جمع ۔۔

ضمیر موصول اضافی حالت جمع کے لیے سب رس میں جنو کا اور جنو کی استعمال کئے گئے ہیں جب کہ قطب مشتری میں ایسی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

قطب مشتری میں اکثر "جو" کے ساتھ صلہ" سو" بھی استعمال نہیں ہوا ہے جیسے۔

جو عاشق سچا ہور جانباز ہے
عیاں اُس اپر یو چھپیا راز ہے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۸)

اکثر ضمیر موصول حذف کر دی گئی ہے اور صرف صلہ استعمال کیا گیا ہے۔

ملایک سبھیں آئے تھے حال میں
سو ویسے پڑے پھسر کو غلغال میں (" " " " ۱۰)

ضمیر استفہام

ضمیر استفہام فاعلی حالت واحد :۔

ہر دو تصانیف سب رس اور قطب مشتری میں ضمیر استفہام فاعلی حالت واحد کے لیے کن، کنے اور کون استعمال کئے گئے ہیں۔

(۱) چمن میانے آکر چنیا پھول کن
سو کانٹے کیرا زخم ٹک کھائے بن (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۹۹)

(۲) کہے اس عطارد کوں شاہ جہاں
کنے آگ روشن کیا ہے یہاں (" " " " ۵۱)

(۳) ضرور ہے رہنا اُس کے فرماں میں
ہمارا ہے کون اس بیابان میں (" " " " ۶۳)

قطب مشتری میں ضمیر استفہام فاعلی حالت جمع کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

ضمیر استفہام مفعولی حالت واحد

ضمیر استفہام مفعولی حالت واحد کے لیے قطب مشتری میں کس، کس کوں، کس کو استعمال کئے گئے ہیں۔ سب رس میں ان کے علاوہ کس تے (بمعنی کس سے) بھی استعمال کیا گیا ہے۔

(۱) کہ دھرتا ہوں دل میں جگ بات میں
کروں جاکے وو بات کس سات میں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۲۹)

(۲) نہیں بات کہنے کی یوں کھول کر
کہ سمجھاؤں اب کس کوں میں بول کر
(" " " " ۲۸)

(۳)۔ کہاں جاؤں کس کو کہوں کیا کروں
اتال اس کوں اس بچار میں کیوں دھروں　　(قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۷۷)

ضمیر استفہام مفعولی حالت۔ جمع

ضمیر استفہام مفعولی حالت جمع کے لیے قطب مشتری اور سب رس میں کوئی مثال نظر نہیں آتی۔

ضمیر استفہام اضافی حالت۔ واحد

سب رس میں ضمیر استفہام اضافی حالت واحد کے لیے صرف "کس کا" استعمال ملتا ہے۔ قطب مشتری میں بھی اس کی مثال مل جاتی ہے۔

(۱) یو کوٹ دستا سو کس کا اہے
تجے فام ہے کہہ توں جس کا اہے　　(قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۵۲)

کبھی کبھی کس کا "کا" محذوف کے ساتھ بھی استعمال ہوا ہے۔

(۲) کہیا شہ کوں یو کام مشکل اہے
کرن کام اس دھات کس دل اہے　　(〃 〃 〃 〃 〃 ۴۰)

ضمیر استفہام اضافی حالت۔ جمع

ضمیر استفہام اضافی حالت جمع کی کوئی مثال نہ سب رس میں اور نہ ہی قطب مشتری میں ملتی ہے۔ قطب مشتری میں کیا حسب ذیل معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

(۱) کیا ——— سوالیہ
(۲) کیا ——— مجبوری و عاجزی
(۳) کیا ——— انکار (نفی)
(۴) کیا ——— کثرت
(۵) کیا ——— تعجب اور حیرت

(۱) کیا۔ سوالیہ

کہے سٹ عطارد کوں یو کیا اہے،
عجب ٹھار پور خوش تماشا اہے،　　(قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۶۰)

(۲) کیا۔ انکار (نفی)

جنے شعر بولیا اُسے کیا ہے غم
کر بیتا اہے ناؤں اس جگ میں جم (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۱۰۹)

۳۔ کیا۔ مجبوری و عاجزی

کہاں جاؤں کس کو کہوں کیا کروں
آتاں اس کوں اس ٹھار میں کیوں دھروں (" " " " " ۴۴)

۴۔ کیا ــــ کثرت (تکرار کے ساتھ)

سنے نیں کے مجنوں دکھیں تب سیا
سو لیلیٰ کی خــاطر دو کیا کیا کیا (" " " " " ۴۵)

۵۔ کیا ــــ تعجب، حیرت

یو راکس کے آنے کیرا وقت ہے
توں جـاتا نہیں جیو کیا سخت ہے (" " " " " ۵۶)

ضمیر اشارہ

ضمیر اشارہ قریب۔ واحد

ضمیر اشارہ قریب واحد کے لیے قطب مشتری میں یو اور اس استعمال ہوا ہے۔ جب کہ سب رس میں یو ، اے، ای، اِنے یا انی اور اس استعمال کیے گئے ہیں۔

(۱) میرا من مجلایا یو من ہر صورت
لیا دل دیا جیو یو دلبـر صورت (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۸۲)

(۲) خدایا سلامت رکھ اس شاہ کوں
پریاں تے امانت رکھ اس شاہ کوں (" " " " " ۹۱)

ضمیر اشارہ قریب۔ جمع

قطب مشتری میں ضمیر اشارہ قریب جمع کے لیے صرف انو استعمال ہوا ہے۔ جب کہ سب رس میں انو کے ساتھ انوں کا استعمال بھی نظر آتا ہے۔

(۱) انو میں کسی پر مرا دل نہیں
انو تے مجے کوچ حاصل نہیں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۳۴)

ضمیر اشارہ بعید ۔ واحد

ضمیر اشارہ بعید واحد کے لیے قطب مشتری میں وہ 'وہ' او 'وے'، اُنو، اُس استعمال ہوا ہے۔ سب رس میں اس مقصد کے لیے وو، وہ اور اوکا استعمال نظر آتا ہے۔

(۱) محبت کیرا سے جو پیتا اسے
مرگ اس کوں نیں جم وو جیتا اسے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۸)

(۲) جو یک دیس اس شہ کوں فرزند ہوا
وو فرزند اُس کا سو دل بند ہوا (" " " " " ۲۰)

(۳) شہنشاہ کا دل بہوت جمع تھا
کردے باٹ میں رات کوں شمع تھا (" " " " ")

(۴) تول اُس کی عبادت میں دن رات اچ
تول اُس کا ہوا اُسکے سنگات اچ (" " " " " ۷)

(۵) نبیؐ آج ہمارے یہاں آئیں گے
ہمیں سب اُونکا درس پائیں گے (" " " " " ۱۰)

ضمیر اشارہ بعید ۔ جمع

قطب مشتری میں ضمیر اشارہ بعید جمع کے لیے اُن، اُنو، اُنوں، اُن استعمال ہوئے ہیں۔

(۱) اُن کوں پتیا بات بولیا نہ جائے
اُنوں کے سخن دل کوں کھولیا نہ جائے (قطب مشتری مولوی عبدالحق صفحہ ۳۰)

(۲) کہ مریخ زہرا جو انپڑا سنے آئے
مناشت کئے ہور اُنوں کوں منائے (" " " " " ۱۰۲)

(۳) منگے اُن دونو اُن دونو کن ودا
کئے اُن دونو اُن دونوں کوں دعا (" " " " " ۱۰۳)

اکثر 'وو' جمع کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔

فرشتے یکایک اٹھے دیک کر
خدا کے نبیؐ کوں وو سب نیک کر (" " " " " ۱۰)

ضمیر تنکیر فاعلی حالت

قطب مشتری اور سب رس میں ضمیر تنکیر فاعلی حالت کے لیے صرف "کوئی" استعمال کیا گیا ہے حالاں کہ قدیم اُردو ادب میں اس مقصد کے لیے کئی بھی مستعمل ہے۔

(۱) بتا توں ہے نزدیک جانے نہ کوئی
قدیم آشنا ہور پچھانے نہ کوئی — (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۲)

(۲) اگر شعر کوئی کہہ نوا کر جو لیائے
تو خوباں کوں سی رشک البتہ آئے — (" " " " " ۱۸)

ضمیر تنکیر مفعولی حالت

ضمیر تنکیر مفعولی حالت کے لیے بھی قطب مشتری اور سب رس میں صرف ایک ہی صورت کسی کوں استعمال کی گئی ہے۔

اُٹھا کے چلانے کیرا وقت ہوا
کسی کوں اچھو گھر کے دعا رضا — (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۲۵)

ضمیر تنکیر اضافی حالت

قطب مشتری میں ضمیر تنکیر اضافی حالت کے لیے صرف "کسی کا" استعمال کیا گیا ہے۔ سب رس میں جملے کے لحاظ سے "کسی کی" اور کسی کے کی مثال بھی مل جاتی ہے۔

(۱) بادل ہو باد ناد پھروں دشت میں آتال
نابھاوے سنگ چلکہ کسی کا نہ گھر بجے — (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۴۹)

کوئی کی طرح ضمیر تنکیر کی دیگر شکلیں کچھ، کچہ، کچ اور کوچ بھی قطب مشتری میں مل جاتی ہیں۔ سب رس میں کچھ، کچ کے ساتھ کچہ کا استعمال بھی نظر آتا ہے۔

(۱) بتا کچھ شہنشاہ بخشے ہیں دھن
زمین ہمار منگتی ہے اسمان کن — (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۲۳)

(۲) اپس میں اپے فکر کچھ گو نہ کر
رہیا غنچے کے نمنے مکھ موند کر — (" " " " " ۲۹)

(۳) سلے خوب ہے جس کوں اس دھات کا
آئے ڈر نہیں کچہ کسی بات کا — (" " " " " ۷)

(۴)۔ دنیا میں توں آیا تو کچ فام کر
خدا کوں جو بھاتا ہے سو کام کر (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۷)

(۵) بھاشہ منجے بیگ دکھلا اتال
کرنج میں رہیا نیں ہے اب کچ حال (" " " " " ۳۷)

کچھ جب تکرار کے ساتھ استعمال کیا جائے تو قلت یا کمی کو ظاہر کرتا ہے اور کچھ کا کچھ، کچھ سے کچھ حالت کی تبدیلی کو ظاہر کرتے ہیں۔ قطب مشتری اور سب رس میں بھی ان کا استعمال ایسے ہی ہوا ہے۔

(۱) اگر کوچ کا کچ کدھر کا کدھر
کچے تو کتے ہیں اسے اپ کر (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۱۸)

(۲) ہوئے شاہ جب مست اپنی ہور دھن
کئے من اسے کچ کا کچھ کرن۔ (" " " " " ۹۷)

قطب مشتری میں جکوی اور جے کوی عمومیت کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔

ہنرمند اس کوں کہیا جائے گا
جکوی اپنے دل تے نوا پائے گا (" " " " " ۱۹)

(۲) بشے جے کوی اس سرک پچانیاں نے
سٹے بہت منزا کے کاغیاں سنے (" " " " " ۲۹)

(۳) قطب شاکوں جیکوی ریجھائیگی
بڑا مرتبا سب میں وو پائے گی (" " " " " ۳۲)

جکا، جو کچ اور جکچ قطب مشتری میں تکمیل معنوں کے لیے استعمال کئے گئے ہیں۔

(۱) توں صاحب حکم سب پہ دھرتا اہے
جکا کسنے منگا سو کرتا اہے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۴)

(۲) سکے گا توں کوشش کر اس بات میں
جو کچ خوبی آوے ترے بات میں (" " " " " ۷)

(۳) جکچ بات بولے یو مہتاب سات
سو سنتی تھی مہتاب سب اس کی بات (" " " " " ۶۰)

قطب مشتری اور سب رس میں بعضے بھی ضمیر تنکیر کے لیے استعمال ہوا ہے۔

(۱) تجھی تیرا ذہن جیوں برق ہے
تج ہور بضیاں میں نی فرق ہے (〃 〃 〃 〃 〃 ۱۴)

فعل

فعل لازم

میں آج بنگالے کی طرف جاتا ہوں
مقصود جو ہے دل میں سو سب پاتا ہوں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبد الحق ۶۹)

فعل متعدی

(۱) کئے شہ ہلاک اس بد افعال کوں
کہ جدی سٹے مار دجال کوں (〃 〃 〃 〃 〃 ۵۸)

(۲) توں مارا ہے کفار کوں آ کے جان
بھری لھو کی اجنوں ابلتی ہے واں (〃 〃 〃 〃 〃 ۱۲)

فعل ناقص

قطب مشتری میں پڑنا، ہونا، ہے، اہے، ہیں، اہیں، تھا، اتھا، تھی، اتھی، اتھے اور تھیاں بطور فعل ناقص استعمال ہوتے ہیں۔

(۴) اجالا پڑیا آج یوں نور کا
کہ حاجت نہیں چاند ہور سور کا (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبد الحق صفحہ ۲۰)

(۲) لگیا آج حکم پنج جل تھل ہونے
توں آخر ہوا سب تے اول ہونے (〃 〃 〃 〃 〃 ۱۳)

(۳) پڑیا ہے ترا دھاک نو کھن منے
توں وو شیر دل ہے کہ نیں بن منے (〃 〃 〃 〃 〃 ۱۲)

(۴) توں اول توں آخر توں قادر اہے
توں مالک توں باطن توں ظاہر اہے (〃 〃 〃 〃 〃 ۱)

(۵) اہیں دونوں شوقی ہیں یک شوق کے
اہیں دونو ذوقی ہیں یک ذوق کے (〃 〃 〃 〃 〃 ۵۶)

(۶) کہ نیہ کا خبریں یو دھر ستے ا ہیں
چھوٹی بات چھلکی کرتے ا ہیں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۴۵)

(۷) بنفشہ مشک پائی تھی بال میں
سرو رقص کرتے سیتے آحال میں (" " " " " ۵۹)

(۸) نہ ان بھاوتا تھا نہ پانی اُسے
ہوئی تلخ سب زندگانی اُسے (" " " " " ۷۷)

(۹) کتک وقت لگ دھن وو بے ہوش تھی
سوشہ کی محبت کرے جوشس تھی (" " " " " ۷۷)

(۱۰) اتھا اُس رین کوں عجب کچھ نور
کر لاکھاں تے چانداں کروڑاں تے سوَر (" " " " " ۹۰)

(۱۱) کدھیں کوئی دیوانی ہو پھر اتی
کدھیں کوئی بے سُدھ ہو گرتی اتی (" " " " " ۳۳)

(۱۲) سکھیاں سب سو دھن سات ہدست تھیاں
یکی تے سو یک اُس وقت مست تھیاں (" " " " " ۹۳)

کبھی کبھی علامت مصدر سے پہلے "و" کا استعمال بھی نظر آتا ہے جیسے

(۱) سکے گا توں کوشش کر اس بات میں
جو کچھ خوبی آوے ترے ہات میں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۷)

(۲) جو آدیں چمن میں سکیاں ساج سوں
پھلاں پھنچے ہو جائیں پھر لاج سوں (" " " " " ۳۲)

(۳) سو راکس دیکھے دور تے آوتا
دوتا سد جیو رسدا رڑ آوتا (" " " " " ۵۷)

(۴) یہ کیا ہے ملک جو تجے بھاوتا
یو کیا ہے جو خاطر تیری آوتا (" " " " " ۱۰۱)

کبھی کبھی علامت مصدر صرف "ن" ہی استعمال ہوئی ہے۔

(۵) ابھی آتے ہیں کرنے جب یو بات
سنوارن لگے نو انبر دھات دھات (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفو ۹)

(۶) سورج خوش رنگ ہیں بی ہے کرن جیو تو تک
صورت شہ کی نکھن آیا عطارد اب پتارا ہو (" " " " " ۹۴)

زمانہ

ماضی مطلق :۔ عام دکھنی اُردو کے قاعدے کے مطابق قطب مشتری ہیں بھی ماضی مطلق بنانے کے لیے مصدر کی علامت نا گرکر عموماً "یا" بڑھا دیا گیا ہے۔

(۱) توں بھاڑاں کوں کپڑے دیا سبز پان
معلق رکھیا ہے زمین آسمان (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفو ۳)

(۲) چڑیا پیٹ پر اُس کی دو ماہتاب
لگیا اُڑنے آسمان پر جیوں شہاب (" " " " " ۱۰)

مذکر واحد کے لیے اکثر علامت مصدر گرا کر صرف "الف" بڑھایا گیا ہے۔

(۱) عطارد سوں بات کر شہ جواں
منگا تیر ترکش تر نگ ہور کمان (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفو ۵۳)

مونث واحد کے لیے مادے کے بعد "ی" کا اضافہ کیا گیا ہے۔

(۱) اندیشا بھی دل ہیں آنے یوں کری
کہ یو آدمی ہور ہیں ہوں پری (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفو ۶۱)

اکثر ماضی مطلق علامت مصدر گرا کر (ی، ی، د) بڑھا کر بھی بنائی گئی ہے۔

جو دھن کا صورت شہ کوں دکھلائیا
سو شہ لیدی کوں سرتے لیدائیا (" " " " " ۳۸)

ماضی قریب :۔ مروجہ اُردو کے مطابق دکھنی اُردو ہیں بھی ماضی قریب بنانے کا طریقہ یہی رہا ہے کہ ماضی مطلق کے بعد ہے۔ ہیں یا ہوں کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔

(۱) اُسی لفظ کوں شعر ہیں لیائیں توں
کر لیایا ہے استاد جس لفظ کوں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفو ۱۴)

(۶) کرنیہ کاخبرئیں یو دھر ستے اہیں
چھوئی بات چپکی کرتے اہیں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفو ۴۵)

(۷) بنفشہ شک پائی تھی بال میں
سرو رقص کرتے سُتے آحال ہیں (" " " " " ۵۹)

(۸) نہ ان بھادتا تھا نہ پانی اُسے
ہوئی تلخ سب زندگانی اُسے (" " " " " ۷۷)

(۹) کتک وقت لگ دھی وو بے ہوش تھی
سو شہ کی محبت کرے جوشش تھی (" " " " " ۷۷)

(۱۰) اتھا اُس رین کوں عجب کچھ نور
کر لاکھاں تے چانداں کروڑوں تے سور (" " " " " ۹۰)

(۱۱) کدھیں کوئی دیوانی ہو پھرا اتی
کدھیں کوئی بے سُدھ ہو گرتی اتی (" " " " " ۲۳)

(۱۲) سکھیاں سب سو دھن سات ہدست تھیاں
یکی تے سو یک اُس وقت مست تھیاں (" " " " " ۹۳)

کبھی کبھی علامت مصدر سے پہلے "و" کا استعمال بھی نظر آتا ہے جیسے

(۱) سکے گا توں کوشش کر اس بات میں
جو پکڑ خوبی آوے ترے ہات میں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفو ۷)

(۲) جو آویں چمن میں سکیاں ساج سوں
پھلاں پنچے ہو جنائیں پھر لاج سوں (" " " " " ۳۲)

(۳) سورا کس دیکھے دور تے آوتا
دونا سعد جیو رسدار ٹر آوتا (" " " " " ۵۷)

(۴) یہ کیا ہے ملک جو سبتے بھاوتا
یو کیا ہے جو خاطر تیری آوتا (" " " " " ۱۰۱)

کبھی کبھی علامت مصدر صرف "ن" ہی استعمال ہوئی ہے۔

چلیا انبی آتے ہیں کرنے جب یو بات
سنوارن لگے نو ابنر دھات دھات (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۹)

(۲) سورج خوش رنگ میں بی ہے کرن جیو موتی لکر
صورت شہ کی کھن آیا عطارد اب چتارا ہو۔ (" " " " " ۹۴)

زمانہ

ماضی مطلق :۔ عام دکھنی اُردو کے قاعدے کے مطابق قطب مشتری میں بھی ماضی مطلق بنانے کے لیے مصدر کی علامت ناگرا کر عموماً "یا" بڑھا دیا گیا ہے۔

(۱) توں پھاڑاں کوں کپڑے دیا سبز پان
معلق رکھیا ہے زمین آسمان (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۳)

(۲) چڑیا پیٹ پر اُس کی دو ماہتاب
لگیا اُڑنے آسمان پر جیوں شہاب (" " " " " ۱۰).

مذکر واحد کے لیے اکثر علامت مصدر گرا کر صرف "الف" بڑھایا گیا ہے۔

(۱) عطارد سوں بات کرشہ جواں
منگا تیر ترکش ترنگ ہور کمان (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۵۳)

مونث واحد کے لیے مادے کے بعد "ی" کا اضافہ کیا گیا ہے۔

(۱) اندیشا بھی دل میں آنے یوں کری
کریو آدمی ہور میں ہوں پری (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۶۱)

اکثر ماضی مطلق علامت مصدر گرا کر (ی، ی، و) بڑھا کر بھی بنائی گئی ہے۔

جو دھن کا صورت شہ کوں دکھلائیا
سو شہ لبدی کوں سرتے لیدائیا (" " " " " ۳۸)

ماضی قریب :۔ مروجہ اُردو کے مطابق دکھنی اُردو میں بھی ماضی قریب بنانے کا طریقہ یہی رہا ہے کہ ماضی مطلق کے بعد ہے۔ ہیں یا ہوں کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔

(۱) اسی لفظ کوں شعر میں لیا ئیں توں
کر لیا یا ہے استاد جس لفظ کوں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۱۴)

(۲) لکھیا ہے توں یو شعر ایسا سرس
کہ پڑنے کوں عالم کرے سب ہوس (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۱۷)

(۳) نکو جانو بھاڑاں کوں ہیں جھاڑ کر
کہ پاتاں لوگ آئے ہیں پھاڑ کر (" " " " " ۲۳)

(۴) یو ازما کے دیکھیا ہوں میں بار بار
کہ عاشق کوں نیں ہوتی پند سازگار (" " " " " ۴۶)

(۵) نبے فام کر شاہ توں فام سوں
کہ باندیا ہوں سر میں ترے کام سوں (" " " " " ۴۹)

(۶) ہمیں دونوں بدلائے ہیں بھیس کوں
ہمیں دو نوجاتے ہیں پردیس کوں (" " " " " ۵۶)

ماضی احتمالی قدیم اُردو میں ماضی مطلق کے بعد اچھے گا، اچھے گی اور اچھیں گے کے اضافے سے بنائی گئی ہے۔ قطب مشتری میں اس کی کوئی مثال نظر نہیں آتی۔ سب رس میں اس قسم کی کئی مثالیں مل جاتی ہیں۔

(۱) تاراں کی زنجیراں سوں جکڑ کر جاں گیا اچھے گا (سب رس صفحہ ۲۱)

حال

عام قاعدے کے مطابق قطب مشتری میں زمانہ حال واحد مذکر، مخاطب اور غائب کے لیے مصدر سے علامت نا حذف کر کے تا اور ہے یا اچھے کے اضافے کے ساتھ بنایا گیا ہے۔

(۱) توں صاحب حکم سب پہ دھرتا اچھے
جکچ کرنے منگتا سو کرتا اچھے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۴)

(۲) محبت کیرا مے جو پیتا اچھے
مرگ اس کوں نیں جم جیتا اچھے (" " " " " ۸)

واحد متکلم مذکر میں "ہوں" کا اضافہ

(۱) نہ کچ آمنا کس پہ دھرتا ہوں میں
غرض بات دنیا کی کرتا ہوں میں (" " " " " " " ۷۵)

(۲) جمع غائب مذکر کے لیے "ہیں" کا اضافہ یا "اہیں" کا۔

جو شاہاں اپس کوں کھواتے اہیں
کھڑے کھان سب ڈرتے کھاتے اہیں (" " " " " صفحہ ۱۳۴)

جمع مذکر حاضر :

ترے ڈرنے تے سب یو ڈرتے اہیں
فکر غاسنے کی یو کرتے اہیں (" " " " ")

قدیم اُردو میں حال مطلق جمع کے لیے، بولتیں اور ہوتیں بھی مستعمل ہیں یہ بولتے ہیں اور ہوتے ہیں کی تکلی صورتیں ہیں۔ قطب مشتری میں یہ صورتیں نہیں ہیں لیکن سب رس میں موجود ہیں۔

واحد متکلم مونث :

علامت مصدر "نا" حذف کر کے "تی ہوں" کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

(۱) کہ تج سات یک راز دھرتی ہوں میں
سو اس روز کی بات کرتی ہوں میں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۸۲)

واحد مخاطب مونث اور واحد غائب مونث کے لیے علامت مصدر حذف کر کے "تی ہے" یا "تی اہے" کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

مگر آشنائی توں دھرتی اہے
کرایتی صفت اس کی کرتی اہے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق۔ صفحہ ۷۰)

واحد غائب مونث :

جلاتی ہے دو نار اسے شہ تجے
اسی کام کوں بھیجی ہے یاں منجے (" " " " صفحہ ۶۴)

جمع غائب مونث :

جمع مونث غائب کے لیے "تا" کا الف "یاں" سے تبدیل کر دیا جاتا ہے اور "ہیں" کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

ادھر ہی ہے یاں ہور ادھر ہی ہریاں
کر اچھتیاں اہیں یاں کدھر ہی ہریاں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبد الحق صفحہ ۵۹)

حال مطلق کی ایک اور شکل سنات ، دکھیات بھی قدیم اردو میں رائج رہی ہے لیکن عموماً گیتوں کے لیے وجہی نے اس شکل کو نہ تو سب رس میں برتا ہے اور نہ ہی قطب مشتری میں۔

قدیم اردو میں حال مطلق بنانے کا ایک قاعدہ یہ بھی رہا ہے کہ مضارع کے بعد "ہے" یا "ہیں" کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ جیسے:

ڈلتا ماہے کف رکوں آکے جاں
جھری لھو کی اجنوں ابلتی ہے واں (قطب مشتری مرتبہ عبد الحق صفحہ ۱۲)
کر لیلیٰ و مجنوں جو کہواے ہیں
سو اس عشق تے ناؤں یوں پائے ہیں (" " " " ۱۴)

قدیم اردو میں حال مطلق کے لیے صرف مضارع کا استعمال بھی ہوا ہے جیسے ہوتا جاتے وغیرہ۔

(۱) توں اچتا اسے جیو جیوں دل بھتر
ہمیں ڈھونڈتے تج کدھر کا کدھر (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبد الحق صفحہ ۲۰)
(۲) پھسلا کے خوبی سوں لجاتا بلاے کر
تھانڈے یو عشق آج کدھر کا کدھر پنچے (" " " " " صفحہ ۴۹)

حال ناتمام:
مصدر کے مادہ کے آخر میں رہا ہے رہا ہوں وغیرہ کے اضافے سے۔

(۱) رہی ہوں بھوت درتے تج آس کر
پنچے گن توں اے شہ اپس داس کر (" " " " " صفحہ ۸۶)

مستقبل

مستقبل مطلق:
مضارع کے بعد گا، گے، گی، یا گیاں کے اضافے سے

(۱) توں بخشیا ہے بھی ہور بخشے گا
گنہ گار کوں بہشت میں لیائے گا (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۵)

(۲) قطب شہ کوں جیکوی ریجھائیگی
بڑا مرتبا سب میں دو پائیگی (" " " " صفحہ ۳۲)

(۳) جتے شاعراں شاعر ہوآئیں گے
سو منج تے طرز شعر کا پائیں گے (" " " " صفحہ ۱۵)

(۴) کہ مشتاق ہو کر اچھیں گے ہمیں
خبر بھیجتے جاؤ اپنی تمیں (" " " " صفحہ ۱۰۲)

(۵) جہاں پانچ اچھے گا واں کارج کیا
جہاں دو د اچھے گا واں چھارج کیا (" " " " صفحہ ۱۵)

دکھنی اردو ادب میں مستقبل مطلق کی ایک صورت یہ بھی نظر آتی ہے کہ علامت مستقبل مضارع کے بجائے امر کے بعد لگایا گیا ہے جیسے:

اگر توں پھول کا جو جھاڑ لاگا
توں لا کر میرے گلشن میں لگا گا (پھولبن — صفحہ ۱۴۰)

لیکن قطب مشتری میں ایسی کوئی مثال نظر نہیں آتی۔

پنجابی، راجستھانی اور بھوج پوری کی طرح قدیم اردو میں بھی 'سی'، 'سے'، 'سوں' اور 'سیں' مستقبل کی علامتوں 'نا' اور 'نہ' کے ساتھ عموماً استعمال کی گئی ہیں اور کبھی کبھی یہ علامتیں 'نا' اور 'نہ' کے بغیر بھی استعمال ہوئی ہیں ان علامتوں میں فعل امدادی سکنا کا بھی مفہوم پایا جاتا ہے۔ جس کا انحصار طریقۂ استعمال پر ہے۔ اس کا ذکر فعل امدادی کے تحت کیا جائے گا۔

(۱) نہ پوچھوں بہن جو تسی کب ملا پیو سوں ہوسے سی
غم برہا سب میں سوسے سی نہ جانے دکھ یو کوسے کر
(قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۲)

(۲) عجب تجے دیکھیا ہوں خوبائی میں
نہ ہوسکسوں تیرا سو اترائی میں (" " " " صفحہ ۸۹)

(۳) ترے بات تے کام کسی نہ ہو
جو کوئی تجے میں تو تھا کسی نہ ہیو۔ (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق۔ صفحہ ۔۹)
(۴) ہجے شہ کر جانا منجے سے ضرور
جو نا جا سوں تو کام پڑتا ہے دور (" " " " صفحہ ۔ ۹۰)
کہ مہانی اس دھات کی آج کوی
نہ کرسکی دنیاں میں شہ باج کوی (" " " " صفحہ ۔ ۲۲)

مستقبلِ دامی

قدیم اردو میں مستقبل دامی بنانے کا طریقہ وہی رہا ہے جو مروجہ اردو میں ہے یعنی ماضی شرطیہ کے آگے ایں گے ، اہے گا وغیرہ کے اضافے کے ساتھ۔ لیکن قطب مشتری میں اس کی مثال نظر نہیں آئی۔

مضارع:

قطب مشتری میں مضارع حسبِ ذیل طریقے سے بنایا گیا ہے:

۱۔ مادّے کے آخر میں ہائے مجہول کے اضافے کے ساتھ

(۱) دلے مینہوں یاکیں پڑے نہ پٹے
ترا رزق سب کوں سدا آنپڑے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق ۔ صفحہ ۔۳)
(۲) وفائیں کرے یا اچھوں کس ستی
کہ ہرگز وفائیں ہوا اس ستی (" " " " صفحہ ۔ ۲۹)

۲۔ اور ے کے اضافے کے ساتھ اگر مصدر کے مادّے کے آخر میں الف یا واؤ ہو۔

(۱) مشارے کوں حاضر ہو نوبت چکائے
فقرجاکری چو کیپ کام آئے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق ۔ صفحہ ۔ ۷)
(۲) خوشیاں یوں لگے کرنے آکاس پر
کہ پاتال کے لوگ پائے خبر (" " " " صفحہ ۔ ۲۳)

اکثر اوقات ء ، ے گی اور اس کی دیگر صورتوں کی جگہ وے بھی استعمال ہوتا ہے۔

(۱) بڑی ناردو ہے جو بھاوے اُسے
کسے بخت ہیں جو رجھاوے اُسے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق ۔صفحہ ۳۲)

(۲) ہتا خوب تھا وو ہوا دار ٹھار
کہ جنت لیوے واں سے رونق ادھار (" " " " صفحہ ۵۹)

جمع غائب کے لیے مصدر کے آخر میں وی اں یا ویؔ یا ی ن کا اضافہ بھی کیا گیا ہے ۔

(۱) جو سہیلیاں دو جھکائیں کچھ نور کوں
دیوانا کریں چاند ہور سوں کوں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق ۔صفحہ ۲۲)

(۲) ہلاویں جو ٹک لٹ کی زنجیر کوں
دیوانا کریں تل سنے نیر کوں (" " " " صفحہ ۲۶)

متکلم کے لیے مادے کے آخر میں " د ں " کا اضافہ کیا جاتا ہے ۔

(۱) کہاں جاؤں کس کو کہوں کیا کروں
اتال اس کوں اس ٹھار میں کیوں دھروں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۱۱)

امر

قطب مشتری میں اس طریقے سے بنایا گیا ہے :

(۱) علامت مصدر ناگرا کر
خدایا سلامت رکھ اس شاہ کوں
پریاں تے امانت رکھ اس شاہ کوں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق ۔صفحہ ۱۱)

(۲) دکھایا صورت جیوں توں تصویر کر
تو تو ہیچ کچھ اس کی تدبیر کر (" " " " صفحہ ۳۴)

(۳) علامت مصدر گرا کر واؤ کا اضافہ :

(۱) کہے شاہ کوں لیو بھلا کر تمیں
اپس میں اپسے مل رجھا کر تمیں (" " " " صفحہ ۳۲)

(۱) تھیں دو نوں یاں راج کرتے اچھو
ہیں جلتے ہیں مہر دھرتے اچھو (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق - صفحہ ۱۰۲)
امر کے آخر میں الف ہونے کی صورت میں ۱ + و بڑھاکر
(۱) کہ مشتاق ہوکر اچھیں گے ہیں
خبر بھیجے جاؤ اپنی تمیں (قطب مشتری مرتبہ " " صفحہ ۱۰۲)

نہی

قطب مشتری میں نہی امر سے پہلے نہ، نا، مت، نکو یا نکوں لگا کر بنایا گیا ہے :

(۱) خلاصی دے منج جگ کے جنجال تے
توں غافل نکو اچھ میرے حال تے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق - صفحہ ۵)

(۲) پدکھ دیک توں کاج ہور پاج کوں
برابر نہ کر دود ہور چھاج کوں (" " " " صفحہ ۱۵)

(۳) تری باندی ہوں میں منج نا بسار
توں جا تا ہے دے پک منج یادگار (" " " " صفحہ ۹۰)

فعل معطوف

دکھنی اُردو میں فعل معطوف عموماً کر، کو، کوں، دیکھت، کرکر استعمال ہوا ہے لیکن قطب مشتری میں صرف کر، کو اور دیکھت استعمال ہوئے ہیں :

(۱) توں دو کام کر جو تجے کام آئے
کہیا کر آخر توں حیفی نہ کھائے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق - صفحہ ۷)

(۲) جو سنگتا ہے شہ یوں کہ مقصود پائیں
تو بات اب ہیں سٹ کو اڑ بات جائیں (" " " " صفحہ ۴۲)

(۳) صورت شہ کی دیکھت بھلی نار دو
پڑی بے سد ہو کر اسی ٹھار دو (صفحہ ۴۴)

افعال کی نفی

نیں، نہیں ، نہ ، نا ، مت ، کو یہ علامتیں کبھی افعال سے پہلے استعمال کی گئی ہیں اور کبھی بعد میں۔

ماضی مطلق کی نفی

(۱) کرمانک عوقی یو اتم ذات سے کے
نہیں دیکھیا میں کیس اس دہات کے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ : ۱۵)

(۲) کہ نادر تھے دونوں اس کام میں
رکھیا نیں کنے یول اجھوں فام میں (" " " صفحہ - ۱۵)

حال مطلق کی نفی

(۱) جو کرتا یکسکا ہنر دیک کر
ہنر ونداسے نیں کتے ہے ہنر (" " " " صفحہ ۱۲)

(۲) جلو نا جائیں لے سہلیاں ہمارا لال جاں اچھتا
دلے کوی جانتا نیں ہے کہ بھوندوہ کہاں اچھتا (" " " صفو - ۴۹)

مستقبل کی نفی

۱) نہو سی ہنر اس وضا کس ستی
نہ کرسی قدم کوی انگے اس ستی (" " " صفحہ - ۲۰)

۲) یتا داد انصاف بور عدل تھا
کہ مرغابی کوں باز کا ڈر نہ تھا (" " " " صفحہ - ۲۰)

امر کے ساتھ

) دغا دے گی تج توں دغا کھا نکو
مسلم اسے سونچ جیو لا نکو (" " " " صفو - ۶)

) نکو چھوڑ صاحب کی خدمت توں کر
کہ خدمت ستے ہوتا ہے پیارا نفر (" " " " صفو ۷)

مضارع کے ساتھ

(۱) محمدؐ کی جا گا کنے پائے؟
تج لیچھتے کسی ہور کوں آنا (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ - ۱۱)

(۲) اتنے ہور یک لاک پیغمبر آئے
دے مرتبا کوی تیسرا نہ پلئے (" " " " صفحہ - ۸)

ماضی بعید کی نفی

(۱) محمدؐ کوں جس رات معراج ہوی
نہ تھا دوسرا داں علیؓ باج کوی (" " " " صفحہ - ۱۱)

ماضی قریب کی نفی

(۱) کدھیں تک بکیلا رھیا نیں ہے توں
اجھوں دکھ درد غم سہیا نیں ہے توں (" " " " صفحہ - ۴۰)

ماضی شرطیہ کی نفی

(۱) تہے وصل کا میں جو دیتا نہ آس
تو یک تل میں مرتی سو دھن بھر اُساس (" " " " صفحہ - ۸۸)

فعل متعدی

علامت مصدر سے پہلے ایک "الف" زائد لگا کر
شعر خوب کہہ کر جو لیا نا اسے
اپس پر بلا ایک بسانا اسے
" " صفحہ - ۷۸)

اکثر اوقات مصدر کے پہلے حرف کی حرکت کو اس کے موافق حرف علت سے بدل کر بھی زیر کو الف سے بدل کر بھی فعل متعدی بنایا گیا ہے۔

(۱) نہ کوئی مکسی اس سات دنہ سارنے
اجل کا نہیں کام اسے مارنے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ - ۴۵)

متعدی المتعدی

فعل متعدی کے مصدر کے دوسرے حرف کو گرا کر ل + الف زائد کرکے

۱) جو دکھلائی آنکھ کعبہ سو دھن
سرو سر نوائے تھے سجدا کرن (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۲۹)

اسمِ فاعل

دکنی اُردو میں عموماً اسم فاعل مصدر کے الف کو یائے مجہول سے بدل کر واحد مذکر کے لیے ہار جمع مذکر کے لیے ہارے واحد مونث کے لیے ہاری، جمع مونث کے لیے ہاریاں لگا کر بنایا گیا ہے ۔ لیکن قطب مشتری میں اسم فاعل مصدر کا الف حذف کرکے ہارا، ہارے اور ہار لگا کر بنایا گیا ہے ۔

(۱) کرم سب بندیاں پر کرنہار توں
میاسب پہ یکرنگ دھرنہار توں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق ۔صفحہ ۔۴۰)

(۲) نہ کوئی عشق کوں لیا نہارا اہے
کرو عشق اپے آنہارا اہے (" " " صفحہ ۔۸۱)

(۳) فرشتے، سورج، چاند تارے تمام
نواسمان کے رہنہارے تمام (" " " " صفحہ ۱۰)

اکثر علامتِ مصدر حذف کرکے نا کے اضافے سے بھی اسم فاعل بنایا گیا ہے ۔

(۱) جو کرتا یکسکا ہنر دیک کر
ہنر وندا سے یمیں سکتے ہے ہنر (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۔ ۹)

(۲) توں نیں بات سنتا کہوں یں کے
خوشی دیتی زحمت کیے سوا سے (" " " " صفحہ ۔۶۸)

(۳) یو کام اس سبب شاہ کرتی جو ہوں
کہ منگتا ہے مریخ کوں بہوت توں (" " " " صفحہ ۔۱۰۰)

اسمِ مفعول

ماضیِ مطلق کے آخر میں ہوا، ہوئی اور ہوئے کے اضافے کے ساتھ اسمِ مفعول بنایا جاتا ہے۔ قطب مشتری میں اس کی ایک ہی مثال نظر آتی ہے وہ بھی محذوف 'ہوی' کے ساتھ۔

(۱) نبیؐ بات یوں کہے جائیں چل
چھپیاں نعمتاں غیب کیاں پائیں چل (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق۔ صفحہ۔۱۰)

فعلِ مرکبِ امدادی

(۱) ڈھونڈتے پھرنا
سورج چاند تارے نرچک ٹھیرتے
توکاں سے تجے ڈھنڈتے پھیرتے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ - ۲)

(۲) بول بھیجنا
جوتوں بول بھیجیا سو سب ماچ ہے
ہمیں نیں سنے چوک ہمارا رچ ہے (" " " " صفحہ ۔ ۵)

(۳) دیک سکنا
ہنر دیک سکنا ہے استاد کا
فہم جو رہے آدمی نزاد کا (" " " " صفحہ۔ ۳۴)

(۴) سنبھال رکھنا
اپس کوں اپچ ہو کے رکھنا سنبھال
اپس کا اپے حال کہتا اتال (" " " " صفحہ ۳۴)

(۵) لے چلنا
کریں یار تیرا میرا یار توں
لے چل جاں ہے وو دھن نپج اس ٹھار توں (" " " " صفحہ ۴)

(٦) دیکھو چلیا

اپس گھر میں اچ نا نکلنا بھلا
بُرا وقت سے دیک چلنا بھلا (" " " صفحہ - ۴۵)

(۷) بھلا لینا

شرم ہور لاج ہوے جس نار کوں
بھلا لیوے یک تل میں سینسار کوں (" " " صفحہ - ۶۴)

(۸) سسی بہ معنی سکنا

کر مہانی اس دھات کی آج کوی
نہ کرسکسی دنیاں میں شہ باج کوی (" " " صفحہ - ۴۲)

(۹) مصدر کے ساتھ فعل کے صیغے

سورج خوش رنگ سیں بی ہے کرن جیوں سو قلم لے کر
صورت شہ کی لکھن آیا عطارد اب چستا را ہو

(۱۰) سٹ دینا

سو دھن پٹ تے پیالا جو شہ لیتے تھے
سو کچ پی نہ پی وو نکچ سٹ دیتے تھے (" " " صفحہ - ۶۶)

(۱۱) بلا بھیجنا

اسی دائی کوں واں بلا بھیج کر
کہیا مشتری شاہ کوں کر خبر (" " " صفحہ - ۷۴)

(۱۲) لیا دینا

فرشتا اگر ہوئے اسمان میں
تو میں لیا دیووں تیرے فرمان میں (" " " صفحہ - ۷۸)

(۱۳) پوچ دیکھنا

میرا حال کیا ہے سوائے شاہ نیک
توں اس جیو میرے کوں ٹک پوچ دیک (" " " صفحہ - ۸۶)

(۱۴) دھنڈ دیکھنا

دنیا کے سو لوگاں میں وفا دستانیں
دھنڈ دیکھتی جتا بارج جفا دستانیں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ۔ ۹۱)

(۱۵) ٹوٹ پڑنا

بکھر رہے ہیں گنتی پیشانی اپر
کربا دل پڑے ٹوٹ پانی اپر (" " " صفحہ۔ ۹۶)

(۱۶) جا پڑنا

دھڑی موں دسیں یوں دسن بات میں
کو بجلیاں پڑیاں جا کے ظلمات میں (" " " صفحہ۔ ۹۶)

(۱۷) اچھل پڑنا

مخواں لاتے تھے شہر لے ٹھار ٹھار
اچھل پڑتی تھی ہنس دو ہنس لکھ نار (" " " صفحہ۔ ۹۷)

(۱۸) منگ لینا

خدا کے کنے تے مدد منگ لیے
وزیراں کوں سب واں کے حاضر کیے (" " " صفحہ۔ ۱۰۰)

(۱۹) بول اٹھنا

کدھیں دل کے رازاں کہے کھول کر
کدھیں کیس کے قصّے اٹھے بول کر (" " " صفحہ۔ ۱۰۷)

فعل مرکب ارتباطی

ہندی اسم کی ترکیب سے

(۱) درس پانا: نبی آج ہمارے یہاں آئیں گے
ہمیں سب انوکا درس پائیں گے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۱۰)

(۲) ٹھار کرنا۔ دیوانا ہوں میں اس رنگی بات کا
کہ دل میں جیو ہو کرے ٹھار آ (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق۔ صفحہ ۱۲)

(۳) رام ہونا۔ ہوا رام میں دل میرا رام نیں
یو دل کیا کرے گا منجے فام نیں (" " " " صفحہ ۱۹)

(۴) لنگر دینا۔ زمیں کے اپر ڈیرے شہر چھر دیئے
کہ دریا میں جہازاں کوں لنگر دیئے (" " " " صفحہ ۱۰۲)

ہندی صفت کی ترکیب سے

(۱) پرگٹ ہونا۔ ترا دین جس دن تے پرگٹ ہوا
سو اس دن تے سب کفر تلپٹ ہوا (" " " " صفحہ ۸)

(۲) باولا ہونا۔ محبت صبر منگتا ہے جو توں او تاولا ہوئے گا
ارے اے دل سمجھ یک تل کہ تاتوں باولا ہوئے گا (" " " " صفحہ ۶۹)

(۳) انجان ہونا۔ سو یو بات سن دائی انجان ہوی
دو نادان دھن بکہ پشیماں ہوی (" " " " صفحہ ۷۱)

فارسی اسم کی ترکیب سے

(۱) دغا کھانا۔ کہ جسکوں بتیا کر توں جیو لائے گا
اسی تے توں آخر دغا کھائے گا (" " " " صفحہ ۴۴)

(۲) رشک آنا۔ اگر شعر کوئی کہہ تو اکر جو لیائے
تو خوباں کوں سن رشک البتہ آئے (" " " صفحہ ۱۸۰)

(۳) قصہ کہنا۔ ندیم اپنے کوں شہ بلا بیج کر
یو قصا کہیا اس کنے سر بسر (" " " " صفحہ ۴۴)

عربی اسم کی ترکیب سے

(۱) مقصود پانا: میں آج بنگالے کی طرف جاتا ہوں
مقصود جو ہے دل میں سو سب پاتا ہوں (" " " صفحہ ۶۹)

(۲۱) تعظیم کرنا۔ سنکات اپنے بٹلاسے جاؤ سوں
لگے کرنے تعظیم بھو بھا ڈ سوں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۲۵)

(۳) شکر کرنا۔ کیا شکر سجدے کوں کرتار کا
کہ توں دل بھلایا ہے اس نار کا (" " " " صفحہ ۸۹)

فارسی صفت کی ترکیب سے

(۱) ناز کرنا۔ ہنر خوب ہنر وند جو دھرتے اہیں
سو شاہاں اُپر ناز کرتے اہیں (" " " " صفحہ ۷۵)

(۲) خبردار ہونا۔ سو ویسے میں وہ نار ہشیار ہوی
جو تھی سینے خبر سو خبردار ہوی (" " " " صفحہ ۷۷)

(۳) تلخ ہونا۔ نہاں بھاوتا تھا نہ پانی اسے
ہوی تلخ سب زندگانی اسے (" " " " صفحہ ۰۰)

عربی صفت کی ترکیب سے

(۱) سلامت رکھنا۔ خدایا سلامت رکھ اس شاہ کوں
پریاں تے امان رکھ اس شاہ کوں (" " " " صفحہ ۶۱)

(۲) کرم کرنا۔ توں بیگانگی یوں نکو دیکھ شہ
کرم کر دہاں لگ سو آ ہیگ شہ (" " " صفحہ ۶۳)

متعلقِ فعل

متعلق فعل کیفیت وحالت

قطب مشتری میں حسب ذیل متعلق فعل کیفیت وحالت استعمال ہوئے ہیں۔ ٹکہ، ٹک، جوں
سربسر، نپٹ، اس دھات، جیوں، زوراں سوں، سراسر۔

(۱) بہا ایک نیں کا پچ ہور پاچ کوں
لذت دیک ٹک دود ہور چھاچ کوں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق۔ صفحہ ۱۵)

(۲) اگر ٹک جو دوڑوں بلند دھانوں کوں
اڑوں جگ کوں سب باندکر پانوں کوں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق ۔صفحہ۔ ۱۹)

(۳) سٹیا راحت اپن اپنٹ دیہ کا
کہ جوں حق ہے تیوں بنت چلیا نیہ کا (" " " " صفحہ۔۴۹)

(۴) اٹھیانا دکھانتیاں کیرا سر بسر
فرشتے جو تھے سب اٹھے جاگ کر (" " " " صفحہ۔ ۴۷)

(۵) بنیٹ جیو منگتا ہے اس پیو کوں
کتا ہیں رکھوں لالچی جیو کوں (" " " " صفحہ۔۵۵)

(۶) سو نرگس کوں شہ دیک شرمات تھے
کہ نین اس سرو قد کے اس دھات تھے (" " " " صفحہ۔۶۷)

(۷) دکھایا صورت جیوں توں تصویر کر
تو تو بیغ رکھ اس کی تدبیر کر (" " " " صفحہ۔۸۴)

(۸) سو اس بے سدی ایں بی تھی دو چہ دھن
کہ لبدائی تھی بھوزوراں سوں من (" " " " صفحہ۔۲۹)

(۹) سراسر گھر اپنا اس کی سندری
بھوت دھات دے زیب جنت کری (" " " " صفحہ۔۹۳)

متعلق فعلِ زماں

اب ، اتاں ، اتا ، جداں ، جدھاں ، اول ، پچھے ، پچھیں ، بگی ، بیگ ، یکایک ، ایکائیک جم
دائم ، سدا ، نت ، آج ، انگے ، کدھیں۔

(۱) وہ مرپی کے متوال اب سخت ہوا
کسی کوں اچھو گھر کے دی رضا (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق ۔صفحہ۔۲۵)

(۲) ادا یوں اتال ہوے توکیا عجب
کہ عالم سنیا ہے یو چوپھیر سب (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق۔ صفحہ۔۱۶۰)

(۳) اتا قطب کی مدح کر اختیار
رہے یو قیامت تلک یادگار (〃 〃 〃 〃 صفحہ ۱۹)

(۴) جداں تے جو پیدا ہوا ہے یو جگ
پرت کوی چھپا نیں سکیا آج لگ (〃 〃 〃 〃 صفحہ۔۳۲)

(۵) توں پیدا ہوا یو ہویدا ہوئے
اول یو نہ تھے تج تے پیدا ہوئے (〃 〃 〃 〃 صفحہ۔۹)

(۶) اسی عشق تے عاشق سے سرفراز
پچھیں یا حقیقت اچھو یا مجاز (〃 〃 〃 〃 صفحہ۔۱۴)

(۷) جو پھل لینے منگتا ہے ہنگام پر
تو بیگی نکو کر ہریک کام پر (〃 〃 〃 〃 صفحہ۔۸۸)

(۸) کہ چلنے کوں اب مستعد ہو پکر
شہنشاہ کرں بیگ دے توں خبر (〃 〃 〃 〃 صفحہ۔۴۲)

(۹) یکایک اپڑیا ہوں میں تج لگی
کتا ہوں میرا حال میں شاہ سن (〃 〃 〃 〃 صفحہ۔۵۴)

(۱۰) یکایک اس محل پر ایک نار
کنک چھند سوں آی اپس سنگار (〃 〃 〃 〃 صفحہ۔۲۶)

(۱۱) محبت کیرا مے جو پیتا اسے
مرگ اس کوں نیں جسم دجیتا اسے (〃 〃 〃 〃 صفحہ۔۸)

(۱۲) یہاں عشق دائم پریشان ہے
یہاں خیال ہور وہم حیران ہے (〃 〃 〃 〃 صفحہ۔۲)

(۱۳) دسے جینہوں بی کیں پڑے نا پڑے
ترا رزق سب کوں سدا آ نپڑے (〃 〃 〃 〃 صفحہ۔۳)

(۱۴) یہی بات پھر جیر کے لبتا اچھے
اسی دھیان میں نت وو رہتا اچھے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۲۰)

(۱۵) بڑی رات ہے آج معراج کی
مبارک اچھو رات تج آئی کی (" " " " صفحہ ۱۰)

(۱۶) کہ کامل مثل کہہ گئے یوں اگے
منگوں دید میں دید سو دھنک کوں منگے (" " " " صفحہ ۴۴)

(۱۷) جو ہوی رات آدھی پچھے دو پہر
خبردار یاراں ہوئے بے خبر (" " " " صفحہ ۲۵)

(۱۸) جو لک برس کوں سر لیوے انج کوں
نہ یا دیں کدھیں اس چھپے گنج کوں (" " " " صفحہ ۱۷)

متعلقِ فعلِ مکاں

یہاں، یاں، وہاں، واں
جہاں، جاں، کہاں، کاں،
ادھر، اودھر، کدھر، کدر، ایدر
اگے، آگے
بھر، بھار، باہر
اُوپر، اُپر
تلیں، تل
نزدیک، نزیک، نزک
پچھیں
کنے، پاس، کن، چوندھیر، چوھیر، چوندھر، چیوندھیر
نیچ، بیچ
دور، مشک

(۱) یہاں عشق دائم پریشان ہے
یہاں خیال بور دہم حیران ہے — (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ - ۲۰)

(۲) سکے کون تیرا شکر سارنے
ہے قدرت کسے یاں جو دم مارنے — (" " " " صفحہ - ۳)

(۳) دنیا باٹ مایا سو ایمان ہے
دہاں باٹ پارو سو شیطان ہے — (" " " " صفحہ - ۷)

(۴) ہمیں باٹ سار دشمن یاں اچھے
رناواں ہمارے گھراں داں اچھے — (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ - ۷)

(۵) جہاں دوہیں واں عشق میں رچہ نہیں
نہیں عشق کچ جس میں دو کچ نہیں — (" " " " صفحہ - ۱۴)

(۶) دلے کون جانے کے توں کاں اچھے
تمیں جانتے اپی جیاں اچھے — (" " " " صفحہ - ۲)

(۷) بچک ہے سو تیری چھپی حکمتاں
سکے فام نے عقل سوں کوی کہاں — (" " " " صفحہ - ۴۰)

(۸) سنگاتی تجا لیا کہاں پاؤں گا
جدھر توں لجاگا اُدھر آؤں گا — (" " " " صفحہ - ۴۰)

(۹) ایدرتے شہنشہ اودھرتے دونار
دونو سعد وقت آ ملے ایک ٹھار — (" " " " صفحہ - ۹۴)

(۱۰) نہیں باٹ انگے شاہ جانے کدھر
سو ہناکوں یو کوٹ اُسکے بھتر — (" " " " صفحہ - ۵۲)

(۱۱) یکیلا ہوں میں یاں کدر نھاٹ جانوں
کہ کس نھاٹنے نیں پسرتی ہے ٹھانوں — (" " " " صفحہ - ۵۴)

(۱۲) نہو کسی ہنر اس وضا کس ستی
نہ کرسی قدم کوئی انگے اس ستی — (" " " " صفحہ - ۱۶)

(۱۳) دعاکرشاکرمشاکر. ا٠ د ل
پڑیا شہ کے اگے پچھیں یو غزل (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ-۷)

(۱۴) توں اچتا ہے جیو جیوں دل بھتر
ہمیں ڈھونڈتے تج کدھر کا کدھر (" " " " صفحہ - ۲)

(۱۵) جو ایکسوں جس دل منے ٹھار اچھے
ضرور ہے جو دسرا وہاں بچار اچھے (" " " " صفحہ-۳۲)

(۱۶) بڑھیاں سوچ اُنے تو بچار یا بچار
بڈھیاں کیچ حکمت سے نکلے بہار (" " " " صفحہ-۴۰)

(۱۷) رہے گھر میں چھپ رستاں سے سوار
نکلتے نہیں کوی درستے بہار (" " " " صفحہ - ۱۲)

(۱۸) ہر یک ملک اوپر گزر تھا اسے
ہر یک شہر کا سب خبر تھا اسے (" " " " صفحہ -۳۵)

(۱۹) محمدؐ نبی نانو تیرا اسے
عرش کے اُپر چھانو تیرا اسے (" " " " صفحہ - ۹)

(۲۰) جو نپڑے برہ میرے داداں تلیں
رگڑکرستوں دے دے پاداں تلیں (" " " " صفحہ - ۸۷)

(۲۱) چترگن بھرا دو عطر دپچل
رھیا مشتری شاہ کے محل تل (" " " " صفحہ-۷۰)

(۲۲) بہوت دھات سوں بات سمجاے کر
کہے شہ کوں نزدیک یو آسے کر (" " " " صفحہ- ۲۸)

(۲۳) جو آیا نزیک اژدہا چوک کر
ستیا دو طرف اس کوں دو ٹوک کر (" " " " صفحہ - ۱۲)

(۲۴) نزک کس کے کہنے کوں نیں آی ہے
اگر ما اگر باپ اگر بھائی ہے (" " " " صفحہ-۸۱)

(۲۵) انگے بائیں سے ہور پچھیں کوا
اندیشا نکو کر ہوا سو ہوا (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق ، صفحہ - ۴۲)

(۲۶) جتیاں خوب تھیاں سندریاں جگ منے
رکھیا تھا ان نقش تک اب کنے (" " " " صفحہ - ۳۵)

(۲۷) کھیا شہ عطارد مرے پاس ہے
اتا ل اس کے ملنے کی منج آس ہے (" " " " صفحہ ۴۲)

(۲۸) رضا منگ بھیا شہ شہنشاہ کن
کر جاتا ہوں اب میں بنگالے کے دھن (" " " " صفحہ - ۴۴)

(۲۹) حشم کی سو چوندھیر تے فوجاں اٹھیاں
دکھن کے سو دریا تے موجاں اٹھیاں (" " " " صفحہ ۴۸)

(۳۰) قطب جیوں قطب ٹھار پر تھیر ہے
دہاں مشتری پھرتی چو پھیرے ہے (" " " " صفحہ ۷۷)

(۳۱) اڑیا گرد چوندھر کے شہ جو جنگ
چھپا باگ پر گٹ ہوا ہے پھونگ (" " " " صفحہ ۵۸)

(۳۲) بہوت مشکل ہے سب سے بوجھ ٹھار
کہ دو جہر سے چوندھیر کو چار چار (" " " " صفحہ - ۵۳)

(۳۳) ع تو سب جگ یو پکڑلیا گر کڑانی پیچ لیا تلے (" " " " صفحہ ۳۹)

(۳۴) ع نیں دوست چنچل کے اچھیں بیچہ کھو زل کے (" " " " صفحہ ۳۹)

(۳۵) دکھن تے بنگالہ بہوت دور ہے
بندا ایسے کاماں ستے معذور ہے (" " " " صفحہ - ۴۱)

(۳۶) جو اُٹ اژدھا شہ کے سنگ چلیا
کہ محشر کے بارے تے ڈونگر ہلیا (" " " " صفحہ - ۵۱)

متعلقِ فعل سبب و علّت

مبادا ' اس دھات

(۱) مبادا پری کا اچھے اس نظر
کر یو ہوی یکایک یوں بے خبر (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق - صفحہ ۷۷)

(۲) کہ جس جاں کا نقش اس دھات سے
سوشہ جانے آپے دو کس دھات سے (" " " " صفحہ ۷۹)

متعلقِ فعل استفہام

کیوں، کی، کیا، کس دھات، کیونکر

(۱) اگر نے کوں جیو نیں تو کیوں بولتی
چھپے راز کے پردے کیوں کھولتی (قطب مشتری مولوی عبدالحق صفحہ - ۶)

(۲) اگر عشق کچ بلبلاں کوں جو نیں
تو کی آہ نالے کرے پھول تیں (" " " " صفحہ ۱۴)

(۳) کیا باپ نے تجسوں کہہ کیا برا
کہ توں آج ہوتا ہے اس تے جدا (" " " " صفحہ ۲۵)

(۴) کہوں کیا تیری خوبی کی بات میں
سراوں تج ایسے کوں کس دھات میں (" " " " صفحہ ۱۴)

(۵) کیوں ٹالوں برہا چھال سکی نیں سکتی ہوں نبھا سکی
اب کیونکر پانوں لال سکی جو بیٹھی ہت تے کھوے کر (" " " صفحہ ۲۷)

متعلقِ فعل تعداد و مقدار

دوبار، جتے، پھر پھر، جتا، سب، ہر یک، یتا، ہر بار، کوچ، کچ، بھوت، بھو یک
ایک، لئی، اتنا، بہت، ایک ایک، اتنا کچھ

(۱) کہ دائم رہنے کا نہیں ٹھاریاں
نہیں کوئی آیا ہے دو بار یاں (قطب مشتری، مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ۔ ۷)

(۲) ملایک اہیں جتے اسمان میں
رہیں رات دن سب رتے دھیان میں („ „ „ „ صفحہ۔ ۸)

(۳) یہی بات پھر پھر کے کہتا اچھے
اسی دھیان میں نت وو رہتا اچھے („ „ „ „ صفحہ۔ ۲۰)

(۴) جتا چوری کر چور اپے سادُ ہوئے
دغاباز لُچکے کوں مانے نہ کوئے („ „ „ „ صفحہ۔ ۱۷)

(۵) عدل بخشش ہور داد اس تے اچھے
سدا خلق سب شاد اس تے اچھے („ „ „ „ صفحہ۔ ۱۸)

(۶) بڑے کوی دس ہور کوی ماس کوں
بڑے شہر یک تل ہر یک ماس کوں („ „ „ „ صفحہ۔ ۲۱)

(۷) پیا کر دسے شہ فرشتیاں کوں دان
کر باندسے سنے کا نوا آسمان („ „ „ „ صفحہ۔ ۲۲)

(۸) جو ہر باریوں خواب میں یار آئے
تو عاشق کوں بن خواب ہی کچ نہ بھائے („ „ „ „ صفحہ۔ ۲۷)

(۹) کدھیں دل میں راکھے کدھیں مول میں لیائے
کدھیں کوچ بولے کدھیں کچ چھپائے („ „ „ „ صفحہ۔ ۳۱)

(۱۰) شہنشہ پہ جیو بھوت دھرتیاں تھیاں
اشارت انکھیاں مار کرتیاں تھیاں („ „ „ „ صفحہ۔ ۳۳)

(۱۱) کھلے پھول امید ہور آس کے
پڑی پانو بھوسرسے ہور ساس کے („ „ „ „ صفحہ۔ ۱۰۳)

(۱۲) کہی بات یک ایک شہ اس کے پاس
پری ہور شہ تھے مگر ایک راس („ „ „ „ صفحہ۔ ۶۴)

(۱۳) جو ایک ایک آ کر بڑے بانوسب (〃 〃 〃 〃 صفحہ ۱۰)
کھڑے رہے ادب سات یک ٹھانوسب (〃 〃 〃 〃 صفحہ ۱۰)

(۱۴) کر ماندے ہو شہ باٹ تے آئے تھے
سو تھنڈ ہور باؤلی کھائے تھے (〃 〃 〃 〃 صفحہ ۱۲)

(۱۵) منجے یاں رہنا بھوت مشکل اہے
کر آنا کیا سب سویو دل اہے (〃 〃 〃 〃 صفحہ ۴۸)

(۱۶) عطارد یوسن بہت خوشحال ہو
چلیا شہ کن اس دھن کے دنبال ہو (〃 〃 〃 〃 صفحہ ۴۲)

(۱۷) خدا جب دلادے تو کوی کچھ پائے
شہاں کاں تے دیں جو خدا نہ دلائے (〃 〃 〃 〃 صفحہ ۴۶)

متعلق فعل ایجاب و انکار

یاں، نہیں، نیں، نہ، نا

(۱) بجے میں وہاں دیوں گا ہاں اے نار
سو اس دھات کے شہر ہزاراں ہزار (قطب مشتری مرتبہ عبدالحق صفحہ ۱۰۱)

(۲) زمیں ست ہوئی یوں جو ہلتی نہیں
ہوئے پانو ماندے جو چلتی نہیں (〃 〃 〃 〃 صفحہ ۲۰)

(۳) سورج چاند تارے نہ چک ٹھہرتے
تو کاں ہے تجے ڈھنڈتے پھیرتے (〃 〃 〃 〃 صفحہ ۲)

(۴) کر بس دیک نیں مارتا ناگ کوں
رکھیا ہے توں پانی نے ناگ کوں (〃 〃 〃 〃 صفحہ ۳)

(۵) محمد کی جاگا کنے پائے نا
تج اچھتے کسی ہور کوں آئے نا (〃 〃 〃 〃 صفحہ ۱۱)

مرکب متعلق فعل

کدھر کا۔ کدھر، پھر پھر، آج تک، دن رات، رات دن، وہاں لگ، یاں لگ، واں لگ

کدھرتے کدھر

(۱) توں اچھتا اہے جیو جیوں دل بستر
ہیں دھونڈتے تج کدھر کا کدھر (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۲)

(۲) یہی بات پھر پھر کے کہتا اچھے
اسی دھیان میں نت دو رہتا اچھے (" " " صفحہ ۲۰)

(۳) چھپا تھا جگ غیب میں آج لگ
سو پرکٹ لگیا دیکھے اب دو جگ (" " " صفحہ ۲۱)

(۴) اسی دھات دن رات رہتا اچھے
اپس میں اپے یوں دو کہتا اچھے (" " " صفحہ ۲۷)

(۵) پنکھی ہور پری ہور دیو ہور جن
یو سب دل کی خدمت کریں رات دن (" " " صفحہ ۴۸)

(۶) کرسکتی نہیں یں وہاں لگ انپڑ
بدلہیرے ساتوں شاہ کے پانوں پڑ (" " " صفحہ ۶۲)

(۷) تیرا کیوں سکی یاں لگ آنا ہوا
سبتے دیک کر میں دیوانا ہوا (" " " صفحہ ۶۳)

(۸) پریاں ہو کے مشکل ہے بنان کوں یوں
تو واں لگ ہیں شاہ، ناجائے کیوں (" " " صفحہ ۶۳)

(۹) یو کاں کا سنگا ہور و دکاں کی سنگی
کدھرتے کدھر دوستی آلگی (" " " صفحہ ۶۵)

(۱۰) کہیا شہ کر منج کوں بی لے سات چل
منجے یاں تلک کے توں لیا یا اول (" " " صفحہ ۶۵)

الفاظ کی تکرار

تاکید. مبالغہ. کثرت کے لیے.

(۱) بھلے اور برے کوں دیا رزق اپار
کر جیوں نیر بر سے بدل ٹھار ٹھار (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفو ۳)

(۲) بنی آتے ہیں کر سنے جب یو بات
سنوارن لگے نوا نبر دھات دھات (" " " " سفو ۹)

(۳) کتا ہوں تجے پند کی ایک بات
کہ ہے فائدہ اس منے دھات دھات (" " " " صفو ۱۴)

(۴) کہ شہ کوں خوشی یو بڑی آج ہے
انند پر انند کاج پر کاج ہے (" " " " صفو ۲۲)

(۵) گھر سے گھر خوشی ہور انند کاج ہوا
کہ فرزند اس راج کوں آج ہوا (" " " " صفو ۲۳)

(۶) رنگارنگ چناں منے پھول تھے
نول شہ تماشے میں مشغول تھے (" " " " صفو ۲۶)

(۷) چمن در چمن سرو در سرو تھے
کلیاں سرخوش ہور پھول سومست تھے (" " " " صفو ۲۶)

(۸) اٹھیا شاہ تب آہ پر آہ مار
لگیا باپ ہور ماکوں بیشک پکار (" " " " صفو ۳۱)

حرف

حرف ربط :- کا. کی. کے. کیرا. کیرے (علامت اضافت)

(۱) غرض ایک آپیچ سب ٹھار ہے
اسی نور کا سب میں جھلکار ہے (قطب مشتری مرتبہ عبدالحق صفو ۳)

(۲) بنا دل کی انکھیاں سوں دیکھوں جدھر
کہ تج بن نہیں کوئیچ پڑتا نظر (" " " " " صفو ۴)

(۳) خدایا منے خیمہ دے شرستی
نذر کر بڑیاں کے بڑے ورستی (قطب مشتری مرتبہ عبدالحق صفحہ ۵)

(۴) محبت کیرا سے جو بیتا اسے
مرگ اس کوں نیں جم دو جیتا اسے (" " " " صفحہ ۸)

(۵) عجب تیری قدرت کیرے کام ہے
سمجنے دو قدرت کسے کام ہے (" " " " صفحہ ۴)

مضاف جمع ہونے کی صورت میں حرف اضافت کی جمع

(۱) طیاں آج تاریاں سو سنسار کیاں
انکھیاں لال گنگھیاں ہر یک نار کیاں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۳۲)

علامت فاعل

ماضی مطلق کے ساتھ

۱۔ پیتا کچھ دیئے شہ فرشتیاں کوں دان (نے حذف)
کہ باندے سنے کا نوا آسمان (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۲۲)

۲۔ ماضی قریب کے ساتھ

کہا تج خدا نے کیا ہے سلام
بلایا ہے تج آج اپنے مقام (" " " " صفحہ ۱۰)

علامت مفعول

بے جان کے ساتھ

۱۔ کر بس دیک نیں مارتا ناگ کوں
رکھیا ہے تو پانی منے آگ کوں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۳)

۲۔ جو شہ باغ میں ٹک تماشے کوں جائیں
تو بن روت بھاڑاں بھلاں بد لیائیں (" " " " صفحہ ۸۳)

جاندار کے ساتھ

۱۔ بنایا مشک مرگ کی ناف میں
دیا رزق سیمرغ کوں قاف میں (" " " " صفحہ ۳)

(۲) کیے شاہ کوں شاد اس وقت پر
گئے زیاستی سب رہے مختصر (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۲۵)
(۳) جو شہ تائیں دھن لائی مدلال کر
کر پانی ری آگ کوں گال کر (" " " " " ۹۵)

حرفِ جار

میں، منے، سوں، ستی، ستیں، ستے، تھے، تے، تلک، لگ
پر، اپر، پہ، سگھنگیا
کدھن، سات، سنگات، سنگ، انگے، آنگے
نزدیک، نزیک
باج
بیچ
کنے، پاس، کن، میانے
(۱) نڈر سب تے کر ڈر توں اپنا دلا
دو جگ میں منجہ اپنا توں جینا دلا (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۵)
(۲) منجے بے نیازی دے دو جگ منے
منجے سرفرازی دے دو جگ منے (" " " " " صفحہ ۴)
(۳) چلک ہے سو تیری چھپی حکتاں
کسے فام نے عقل سوں کوی کہاں (" " " " " صفحہ ۴)
(۴) خدایا منجے خیر دے شرستی
نڈر کر بڑیاں کے بڑے ڈرستی (" " " " " صفحہ ۵)
(۵) بھونک کوں خورش جب توں بارا کیا
سمندر کے تیئں آگ چارا کیا (" " " " " صفحہ ۳)

(۶) ندا غیب ستے آکے حضرت کنے
بلاے گیا واں تے خلوت منے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق۔ صفحہ ۵)

(۷) دکھایا بقا کوں عدم میں تھے توں
بنایا ہے شادی کوں غم میں ستے توں (" " " " صفحہ ۳۹)

(۸) کمینا بنداسب تے کمتر ہوں میں
گہر کرنجے توں کر کنکر ہوں میں (" " " " صفحہ ۳)

(۹) اتا قطب کی مدح کر اختیار
جو رہے یو قیامت تلک یادگار (" " " " صفحہ ۱۹)

(۱۰) اڑانے ملیں اس کوں چو ندھیر تے
فضیحت کریں پانو لگیے سیر تے (" " " " صفحہ ۱۸)

(۱۱) شعر خوب کہہ کر جو لپ نا اہے
ایس بیر بلا ایک بسانا اہے (" " " " صفحہ ۱۸۰)

(۱۲) دکھے خواب میں شہ کہ یک بن اہے
دو بن نیں کے اُپر کھن اہے (" " " " صفحہ ۱۵۰)

(۱۳) تیرا شکر واجب ہے ہردم اپار
کیا نعمتاں جگ پُہ نازل ہزار (" " " صفحہ ۴۰)

(۱۴) چھپیا نور سب کا ترے نور انگے
کہ جیوں تارے چھپتے اہے سورا نگے (" " " " صفحہ ۸)

(۱۵) تیری قدرت انگے ہے ذرے تے کم
عرش بور کرسی و لوح و قلم (" " " " صفحہ ۲۰)

(۱۶) بہوت دھات سوں بات سمجاے کر
کہے شہ کوں نزدیک یوں آئے کر (" " " " صفحہ ۲۸۰)

(۱۷) نبیؐ کوں سراکر بہوت دھات سوں
نزیک آکے بولیا نمی بات سوں (" " " " صفحہ ۱۰)

(۱۸) وے جیو رھتا نیں کہے باج یو
عجب سرکش ہے اب جو دے راج یو (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۱۸)

(۱۹) نویاں نعتاں نو فلک بیچ پھر
لے کر آئے ڈھو کر ملک شہ کے گھر (" " " " صفحہ ۲۲)

(۲۰) جتیاں خوب تھیاں سندریاں جگ منے
رکھیا تھا آن نقش لک اب سنے (" " " " صفحہ ۲۲)

(۲۱) نین دو مست چنچل کے اچھیں بیچ کھڑ زل کے
کنول پر بند جیوں جل کے سورہ باتے بھنے (" " " " صفحہ ۲۱)

(۲۲) کھیا شہ عطارد مرے پاس ہے
اتال اس کے ملنے کی منج آس ہے (" " " " صفحہ ۴۲)

(۲۳) رضا منگ بھیاث شہنشاہ کن
کہ جاتا ہوں اب میں بنگالے کے دھن (" " " " صفحہ ۴۴)

حروفِ تردید

نہ ، نا ، یا ، یاکہ

(۱) نہ منج کچھ بڑائی نہ منج لاف ہے
وے عارفاں پاس انصاف ہے (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۱۷)

(۲) پریشان حیران بے تاب تھا
نہ کچھ اسکوں آرام یا خواب تھا (" " " " صفحہ ۲۷)

(۳) یا دھن کے کن اُس شہ کوں بلا بھیجوں گا
یا شہ کے کن اس دھن کوں لیکر آتا ہوں (" " " " صفحہ ۶۹)

(۴) دنیا میں تو کیں صورت اس دھات میں
توں جیوتے کھیا یاکہ دیکھیا ہے کیں (" " " " صفحہ ۸۲)

حروف علّت

کیا واسطہ، پس، مبادا۔

قطب مشتری میں صرف "مبادا" استعمال ہوا ہے۔

(۱) چھپاتی ہوں میں اس سبب آپ کوں
مبادا خبر کوئی کرے باپ کوں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۹۲)

حروف بیانیہ

کہ، کے، جو

(۱) لگے رات دن یوں ہمن سنگ توں
کہ جیوں نیر ملکر اپنے رنگ سوں (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۲)

(۲) سنے نیں کے فریاد سے یار نے
دیا جیو شیریں کے نکار نے (" " " " صفحہ ۴۵)

(۳) جو بے ربط بولے تو بتیاں گھنیں
بھلا ہے جو ایک بیت بولے سلیں (" " " " صفحہ ۱۴)

حروفِ استثنا

بن، بنا، باج،

(۱) طاقت نہیں دوری کی اب توں بیگ آ مل رے پیا
تج بن منجے جیونا بھوت ہوتا ہے مشکل رے پیا (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۸۴)

(۲) ہر دم توں یاد آتا منجے اب عیش نہیں بھاتا منجے
برہا یو ستاتا منجے تج باج تل تل رے پیا (" " " " " صفحہ ")

(۳) تج یاد بنا ہور منجے کام نہیں
نس جاگتے جاتی ہے دن آرام نہیں (" " " " " صفحہ ۸۰)

حروفِ تخصیص

تو ، تُجیں ، تجیں

(۱) توں قدوس ہے ہور تو تجیں سمیع
توں قیوم ہے ہور تو تجیں بدیع (قطب مشتری مرتبہ مولوی عبدالحق صفو ۱)

(۲) تجیں ہے خلیل ہور تو تجیں کریم
تجیں ہے عزیز ہور تو تجیں حکیم (" " " " صفو 1)

حمد

تُوں اوّل توں آخر توں قادر اہے
تُوں مالک تُوں باطن توں ظاہر اہے

تُوں محصی توں مُبدی توں واحد سچا
تُوں توّاب تُوں رب توں ماجد سچا

تُوں باقی توں مقسِم توں ہادی توں نُور
تُوں وارث تُوں منعم توں بر توں صبور

تُوں ستّار ہور توں سو جبّار ہے
تُوں وہّاب ہور توں سو قہّار ہے

تُوں رزّاق ہے ہور تو تھیں عظیم
تُوں فتّاح ہے ہور تو تھیں علیم

تُوں قدوس ہے ہور تو تھیں سمیع
تُوں قیوم ہے ہور تو تھیں بدیع

تُوں رافع اہے ہور تو تھیں علی
توں جامع اہے ہور تو تھیں ولی

تھیں ہے ملک ہور تو تھیں سلام
تھیں ہے مہیمن تو تھیں نیک نام

تھیں ہے معز ہور تو تھیں بصیر
تھیں ہے مُذل ہور تو تھیں خبیر

تھیں حافظ ہے ہور تو تھیں حبیب
تھیں حق اہے ہور تو تھیں منیب

تھیں ہے خلیل ہور تو تھیں کریم
تھیں ہے عزیز ہور تو تھیں کلیم

تھیں باسط ہے ہور تو تھیں قریب
تھیں قابض ہے ہور تو تھیں مُجیب

تھیں ہے لطیف ہور تو تھیں غفور
تھیں ہے حفیظ ہور تو تھیں شکور

تھیں ہے حلیم ہور تو تھیں شدید
تھیں ہے قوی ہور تو تھیں مجید

تھیں حی ہور تو نچ ستّار ہے
تھیں مُحی ہور تو نچ غفّار ہے

تھیں واحد ہے ہور تو تھیں احد
تھیں مقسط ہے ہور تو تھیں صمد

تھیں ہے وکیل ہور تو تھیں شہید
تھیں ہے مُعید ہور تو تھیں حمید

رؤف ہور رشید ہور مانع تھیں
ودود ہور غنی ہور نافع تھیں

کبیر ہور واسع ہے سبحان توں　　کریم ہور رحیم ہور رحمان توں
ممیت ہور متین مغنی ہور ضیار توں　　مقدم موخر ہے کرتار توں
اہے توں اتھا توں اچھے گا تھیں　　رچے توں رچیا[1] توں رچیے گا تھیں
ہمیں عین توں اس میں ہے عین نور　　توں نزدیک ہمارے ہمیں تجتے دور
گمے رات دن یوں ہمیں سنگ توں　　کہ جیوں نیر ملکر اچھے رنگ سوں
توں اچتا اہے جیو جیوں دل بھیتر　　ہمیں ڈھونڈتے تج کدھر کا کدھر
یتا تو[2]ہے نزدیک جانے نہ کوئی　　قدیم آشنا ہور پچھانے نہ کوئی
تجے فام نے فام کا کام نیں　　تیرے کام کچھ فام کوں فام نیں
یہاں عشق دائم پریشان ہے　　یہاں خیال ہور وہم حیران ہے
سماسات سند سپٹ[3] پریشان ہو　　تجے دو ھنڈتے بھرتے حیران ہو
زمیں سست ہوی یوں جو ہلتی نہیں　　ہوے پانو ماندے جو چلتی نہیں
سورج چاند تارے نچلک ٹھیرتے　　توں[4] کاں ہے تجے ڈھنڈتے پھیرتے
دلے کون جانے کے توں کاں اہے　　تھیں جانتا ہے اپے جاں اہے
تیری قدرت آنگے ہے زرے تے کم　　عرش ہور کرسی و لوح و قلم
اچھے تج سمد بیچ سیپیاں سماں　　دھرت سات بلونڈ نو آسماں
بنایا گھراں اس میں بے[5] دعات کے　　ستاریاں تے آتھے[6] اتم ذات کے
اپے پارکی ہور اپے مشتری　　اپے ہے غواص ہور اپے جوہری
اپلے شہر آپیچ بازار ہے　　اپے بیچے آپے خریدار ہے

---

[1] ل: رچاتو
[2] د: توتھی م: تجکو
[3] م: سٹ
[4] م: تو
[5] م: کے
[6] ل: آپے

دہی ایک کرتا ہے بھو دھات بھیس
کدھیں رات ہووے کدھیں ہووے دیس

اپسے دین سے ہور آپیچ رات
اپسے چھاڑسے ہور آپیچ پات

اپسے پھول اپسے پھل اپسے بن اچھے
اپسے چاند اپسے سور اپسے گھن اچھے

غرض ایک آپیچ سب ٹھار رہے
اسی نور کا سب میں جھلکار رہے[7]

خدایا بڑا توں بڑائی سے تج
ہمیں سب بندے ہیں خدائی ہے تج

بنایا توں آدم کوں بھو چاو سوں
سو خاک ہور اگن پانی ہور باؤ سوں

ملنہار یک ٹھار میں ہے یو چار
ترے ڈر تے ملکر رہے ایک ٹھار

کرے آگ کوں پانی، پانی کوں آگ
کوے کو سو ہنس ہور ہنس کوں تھو کاگ

خدا ہے توں، یو کام مجھ[8] کوں سہاے
کہ جیوتے کوں مارے موے کوں جلاے

کہ بس دیکھ[9] نیں مارتا ناگ کوں
رکھیا ہے توں پانی منے آگ کوں

بنایا مشک مرگ کی ناف میں
دیا رزق سمرغ کوں قاف میں

بھونک کوں خورش جب توں بارا کیا
سمندر کے تیں آگ چارا کیا

بھلے ہور برے کوں دیا رزق اپار
کہ جیو نیر برسے بدل ٹھار ٹھار

دلے مہیواں بی کیں پشتے[10] نا پڑے
ترا رزق سب کوں سدا آنپڑے

بندیاں کوں کسی بات کا غم نہیں
بھریا ہے خزانا ترا کم نہیں

توں چھاڑاں کوں کپڑے دیا سبزیاں
معلق رکھیا ہے زمیں آسماں

دیوا کر چندر شمع کر بھان کوں
دیایا دو جگ کے سبستان کوں

پتنگ کوں دِسّیے[11] کا پرت لائیا
کمل پر توں بھونرے کو لُبدائیا

---

[7] اس شعر کے بعد نسخۂ لندن میں "ح ک ا ی ت" لکھا ہے جب کہ نسخۂ دہلی میں "ح ک ا ی ت" لکھ کر قلمزد کر دیا گیا ہے۔

[8] د = کو

[9] م = دسے کے

[10] د، ل = پڑ کہیں نا پڑے

[11] ل = دیسے

رکھے نطفے میں کیوں چھپا ماڑکوں[12] — چھپا کر رکھیا بیج[13] میں جھاڑکوں
ہر یک بن کے دُر جگ کے تئیں جک اھار — خزاں قفل کیتا ہے کیلی بہار
توں آدم کے فرزندکوں کھانے مدام — دھرت ہور انبر دیا خوش انام
عجب تیری قدرت کیرے کام ہے — سمجنے وو[14] قدرت کے خام ہے
تیرا شکر واجب ہے ہر دم اپار — کیا نعمتاں جگ پہ نازل ہزار
سکے کون تیرا شکر سارنے — ہے قدرت کسے یاں جو دم مارنے
بجگ ہے سو تیری چھپی حکمتاں — سکے فام[15] نے عقل سوں کوئی کہاں
اگر جو کرم ہوے تیرا کس اُپر — چھپی حکمتاں ہوے عیاں اُس اُپر
سکت ہے تجے توں جگت کا دھنی — کیا جاے تجکو دھنی ہور غنی
نجا دل کی انکھیاں سوں دیکھوں جدھر — کہ تج بن نہیں کوچ پڑتا نظر
سبے چیز اپنی قدرت سے پرگٹ کیا — سو رہے ایس ٹھار ہر گھٹ کیا
ترا معرفت[16] جگ میں بھرپور ہے — ہر یک ٹھار روشن ترا نور ہے
کہ توں نئیں سو کوئی ٹھار دستا نہیں — نہ یک ٹھار ہے توا ہے ہر کہیں
بندیاں پر ہے تیرا کرم ایک دھات — ہے تیری نظر سب پہ ہر ایک سات
کرم سب بندیاں پر کرنہار توں — میا سب پہ یکرنگ دھرنہار توں
کیا ہے تہیں کر کریما کرم — بقا کوں بقا ہور عدم کوں عدم
دکھایا بقا کوں عدم میں تے توں — بنایا ہے شادی کوں غم میں تے توں
توں صاحب حکم سب پہ دھرتا اھے — تجکچ کرنے سگتا سو کرتا اہے

---

[12] د، ل۔ ع دیا بیدتیں بجربجن نارکوں
[13] ل۔ بیچ
[14] ل۔ د
[15] م۔ خامنے
[16] نسخۂ د نسخۂ ل اور م تینوں نسخوں میں یہ لفظ مٹا ہوا ہے۔ مولوی عبدالحق نے قیاس ظاہر کیا ہے کہ یہ لفظ غالباً "معرفت ہوگا"

مُنجے سر فرازی دے دوجگ منے   مُنجے بے نیازی دے دوجگ منے

درمناجات باری تعالیٰ جلّ جلالہٗ[17]

مہربان صاحب غنی ایک توں   کرم کی نظر سوں منجے دیک توں
کمینا بندا سب تے کمتر ہوں میں   گُہر کر منجے توں کہ کنکر ہوں میں
اگر نور تیرا سٹے پھک بہ شاب[18]   عجب نیں جو کنکر ہوے آفتاب
بھرے دل کوں روشن کراپ نور تے   تجلّی دے اگلا چندر سور تے
نہیں مجکو آدھار تج باج کوئی   میاونت داتار تج باج کوئی
خدا منجے خیر دے شر ستے   نڈر کر بڑیاں بڑے ڈر ستے
نڈر سب تے کر ڈر توں اپنا دلا   دوجگ میں مُنجہ اپنا توں جپنا دلا
الٰہی الٰہی گنہ گار ہوں   گنا ہوں میں اپنے گرفتار ہوں
گنہ کی گرفتاری تھے دور کر   ثواباں سوں توں مُنج کوں سنور[19] کر
عمل کا تو نیں گنج کچہ میرے پاس   ولے تیری بخشش کی ہے بہوت آس[20]
گنہ گار بندے ہیں تھارے تھے   بھر آئیں[21] کیوں تیری اپکار تھے
جو توں بول بھیجا سو سب ساچ ہے   ہمیں نیں سُنے چوک ہمارا اچ ہے
خلاصی دے مُنج جگ کے جنجال تے   توں غافل نکو اچھ[22] میرے حال تے
گنہ گار ہیں سب گنہ گار ہے   جکچ توں کرے سو سزاوار ہے

---

۱۷ یہ سرخی نسخہ د اور م میں ہے۔ نسخہ ل میں نہیں
۱۸ م = شہاب
۱۹ د = پُرنور
۲۰ ل = ع ولے تیر بخشش کی بہوت اس
۲۱ د، م = بھرائیں
۲۲ ل = اچہ

سچا ایک صاحب ہے سبحان توں
کہ ما باپ تھے ہے مہربان توں

گنا یاں تے میرے منجے رُچہ نہیں
جو توں بخشنے آنے تو کچھ[121] نہیں

جو جوشش آسے دریا تیرے پیار کا
گنہ دھوسے تِل میں سنسار کا

ہمن پاپ تے پُن ترا زیاست ہے
نہیں شک کچ اس میں کہ یو رات ہے

خدا کوں بھلیچ کام بھاتا اسے
سو منج بات تے نیں ہو آتا اسے

تخم خوب نیں کچ کہن کشت میں
گل ایسے کیوں جائیں گے بہشت میں

توں بخشیا ہے بھی ہور بخشائے گا
گنہ گار کوں بہشت میں لیائے گا

مراد ہے ہر یک[122] خوب ہور زشت کا
کہ دیکھیں تماشا تری بہشت کا

دلا منج میرے دل کے مقصود توں
کہ مولا سچا ہور معبود توں

تیرا شکر ہمنا تے کیا ہوے گا
توں دھویا گناہاں سو بھی دھوے گا

تُہیں ایک آپیچ سب کا ادھار
تُہیں ایک سانچا ہے پروردگار

تُہیں ایک پرگٹ ہے ہر شے منے
تُہیں ایک اچھتا اہے سے منے

رہیا یوں توں آدم کے دل تنگ میں
کہ جیوں آگ پنہاں اچھے سنگ منے

عبادت کی چک مک وکف صدق اپار
ملاقلب کے سنگ سوں ایک ٹھار

جو تینو یو ملکر اچھے ڈھنگ سوں
چھپی آگ پرگٹ ہوے سنگ سوں

دیوا دل، بتی دم، شعلہ جسم ہے
اگن جیو ہور سیل تُج اسم ہے

بُری باد تے یک کدھن رکھاسے
جتن رکھ، جتن رکھ، جتن رکھاسے

کہ سب کوں سنبھالن[123] ہارا ہے توں
دو جگ کا بیو پیارا ہے توں

خوش آواز نے کوں کیا ہے تُہیں
سو جیو کوں جیو دیا ہے تُہیں

اگر نے کو جیو میں تو کیوں بولتی
چھپے[124] راز پردیاں کے کیوں کھولتی

---

[121] د: کچھ
[122] ل: یک
[123] د، ل: سنبھالے رہا
[124] أ: راز پردے کے م: رازکے پردے

سمج دیکھ[٧] اے دل توں دک فکر سوں　　نکو غافل آچ اس کرنے ذکر سوں
کسے جیو نے کانت پتیارا اہے　　کہ جیو جس کوں کہتے سو بارا اہے
نکو بھول توں جگ کے اس چاؤ پر　　پتیارا کیں نیں سگنے باد و پر
دغا دیتے شیطان اس شہر میں　　شکر کوں ملا کر رکھیا زہر میں
بھلاتی ہے دنیا بہوت ساز سوں　　نکو جیولا اس دغا باز سوں
وفا نیں کرے یو اچھوں کس ستے　　کہ ہرگز وفا نیں ہوا اس ستے
دغا دے گی تج توں دغا کھا نکو　　مُسلم اُسے سوں[٨] تج جیو لا نکو
جو جیو لائیگا تو خدا سوں لگا　　محمد نبی مصطفیؐ سوں لگا
دودن اس دنیا میں اچ اس اصول[٩]　　کہ تج تے خدا خوش اچھے ہور رسولؐ
ارے دل توں غفلت میں تے جاگ ہو　　کتا سوئے گا ٹک توں ہشیار ہو
تج اس پنت میں کیوں نیند آتی اہے　　دنیا رہگذر عمر جاتی اہے
توں مست ہے دنیا کا خبر نیں تجے　　خبر لے خبر یو اگر ہیں تجے
توں غافل ہے آجل میری بات میں　　سنپڑتا ہے کی حرص کے ہات میں
ہوا حرص جو دور کرتے ایں　　بڑا مرتبا سب میں دھرتے ہیں
جو تج حکم مہ تا بہ ماہی اچھے　　سلیمان کی بادشاہی اچھے
نکو توں غروری ہوں مغرور ہو　　ہوا حرص کے ہات تے دور ہو
ہمیں باٹ سارو دُشمن یاں اہے　　رناواں ہمارے گھراں واں اہے
بکٹ گھاٹ سنبھال اس گھاٹ میں　　کتے گھر کیا نیں اچھوں باٹ میں
دنیا باٹ مایا سو ایمان ہے　　دہاں باٹ پاڑو سو شیطان ہے
چھپا کر جتن رکھ تو ایمان کوں　　سنجر نے نکو واں دے شیطان کوں
توں وو کام کر جو تجے کام آئے　　کہ پچتا کر آخر توں حیفی نہ کھائے

٧ه ل ۔ ڈک
٨ه م ۔ بی اس سوں توں
٩ه ل ۔ دسول

تری چھانو کا نور جگ دیک کر خبر سُن کے موسیٰؑ ہوا بے خبر
جو دیکھے تری چھانو کا ذرّہ نور پڑے مست ہو بھیں پوا نبر تے سور
امید وار ہے جگ ترے پیار کا کہ بخشائے توں پاپ سنسار کا

شفاعت کرنہار سب کا تُہیں
اپے لاڈلا ایک رب کا تُہیں

ذکرِ معراج[۳۵]

صفت کر توں معراج کی رات کا کہ جاگیا اچھے بخت تج بات کا
اتھا اس رین کوں عجب کچھ تور کہ لاکھاں تے چانداں کروڑاں تے سور
ملک زرگراں زر لے کر سور کا لگتا انبر کوں سکیے نور کا
نبیؐ آتے ہیں کر سنے جب یو بات سنوارن لگے نو انبر دھات دھات
ملایک ملے تھے نو آسماں کے مقرب بڑے پاک بھومان کے
جو جبرئیلؑ تے پائے سو خوش خبر بجانے لگے سب طبل عرش پر
نبیؐ تھے اچھوں آپنے گھر منے جو غوغا کیے قدسی انبر منے
نبیؐ آج ہمارے یہاں آئیں گے ہمیں سب الو کا درس پائیں گے
ملایک اچھلنے لگے ذوق سوں سو حضرتؐ کے دیدار کے شوق سوں
فرشتے سورج چاند تارے تمام نو اسمان کے رہنہارے تمام
قدم بوسی کے شوق تے دھائے کر رہے پہلے اسمان میں آئے کر
جدا تھے سو مل کر سبھیں ایک ٹھار خوشیاں عیش کرتے اچھے بیشمار
جو دیسے میں جبرئیلؑ اُتر آئے کر بشارت سو حضرتؐ کنے لیائے کر

---

۳۵ نسخہ د میں "ح ک ا ی ت" لکھ کر قلمزد کر دیا گیا ہے، نسخہ ل میں واضح طور پر "ح ک ا ی ت" لکھا ہے۔

۳۶ د، م: کچھ

بغل میانے غاشا لیکر خاصہ دار   ہو جبرئیل ہور پکڑیا نکھار
نبیؐ کوں سرا کر بھوت دھات سوں   نزدیک[37] آ کے بولیا میٹھی بات سوں
کہا تج خدانے کیا ہے سلام   بلایا تجے آج اپنے مقام
بڑی رات ہے آج معراج کی   مبارک اچھو رات تج آج کی
نبیؐ بات یوں سن کہے جائیں چل   چھپیاں نعمتاں غیب کیاں پائیں چل
سواری کی خاطر نبیؐ کی وثاق   لیکر آئے سنگار[38] تیز براق
براق آج خوش گرم جیوں برق ہے   کہ سر پانو لگ نور میں غرق ہے
چڑیا پیٹ پر اسکی دو ماہتاب   لگیا اڑنے اسماں پر جیوں شہاب
فرشتے یکایک اٹھے دیک کر   خدا کے نبیؐ کوں دو سب نیک کر
اول بیگ جا پانو پڑنے کے تیں   اپس میں اپے لاگے پڑنے کے تیں
جو ایک ایک آکر پڑے پانو سب   کھڑے رہے ادب سات یک ٹھانو سب
نبیؐ خنگ کوں واں تے آگے چلائے   ملک سب نبیؐ سات انبراتے آئے
ملایک سبھیں آئے تھے حال میں   سو ویسے پڑے پھر کو غلغال میں
پڑی کیس کی چھانو جوں فرش پر   اچھلتی وو جا کر کھڑی عرش پر
شفق غاشیا ہور ترنگ بیچ ہے[39]   ترنگ بیچ ہوا سار سورج[40] ہے
نہ رہے ٹھیر نو اسمان میں نبیؐ   گئے لامکاں کے مکاں میں نبیؐ
کھڑے رہے بزاں جبرئیل ہور براق   نہ تھا ذرہ اتنا انو میں نفاق
ندا غیب تے آسکے[41] حضرتؐ کنے   بلاے گیا واں تے خلوت منے
کسے خام خلوت میں واں کیا ہوا   خدا ہور حضرتؐ میں واں کیا ہوا

---

[37] ل = نزدیک آکر
[38] ل = سنگات
[39] د = بچ، م = بنچ
[40] د = سورج، م = سورنج
[41] ل = اکہ

محمدؐ کوں جس رات معراج ہوی ۔۔۔ نہ تھا دوسرا وال علیؓ باج کوی

الو تینو کوں بات یو فام ہے
سمجنا دو چوتھے کا نیں کام ہے

منقبت[1]

توں جگ کا پیارا توں جگ کا ادھار ۔۔۔ خدا کا توں ہمدم نبیؐ کا توں یار
تو ہت کھڑگ لے جب کتا کفر دھوے ۔۔۔ تو مسجد منے دین کی بانگ ہوے
کیا مومناں کافراں مار مار ۔۔۔ کفر کا دندی دین کا دوست دار
مسلماں کی صف کوں تجتے ہے نام ۔۔۔ دو صف جل ہے تسبیح توں جیوں امام
خبر سب اہے نیک ہور بد کی تجُ ۔۔۔ سہاتی ہے جاگا محمدؐ کی تجُ
پھڑایا اسے دین کا بند توں ۔۔۔ خدا کی خلق کوں دیا پند توں
اچھے یار سب یار بند بھوت کر ۔۔۔ بھروسا نبیؐ کا اتھا تج اُپر
کیا کفر سب خار پامال[2] کر ۔۔۔ نبیؐ کا رکھیا دین سنبھال کر
محمدؐ کی جا گا کسے نے پائے نا ۔۔۔ تج اچھتے کسی ہور کوں آئے نا
بڑے یار یاراں منے یار توں ۔۔۔ کر پایا محمد کیرے ٹھار توں
سدا رحم تج پر ہے رحمان کا ۔۔۔ توں پیارا پیارا ہے سبحان کا
نو اسماں سارے پست ہے ترے ۔۔۔ زبردست سب زیر دست ہے ترے
رہے گھر میں چھپ رستماں سے سوار ۔۔۔ نکلتے نہیں کوئی در تے ابھار
کسے ہے کلیجہ ترا بسم ہونے ۔۔۔ کسے زور ہے تج سوں ہم تم ہونے
توں ایک ہے تجے کوئی جوڑا نہیں ۔۔۔ کرلئی ہے شجاعت یو تھوڑا نہیں
جو کاماں کیا ہے شجاعت کے توں ۔۔۔ خبر نیں ہے رستم کے ارواح کوں
غنی دین سب کفر قلاش ہوا ۔۔۔ شجاعت ترے گھر میں یوں فاش ہوا
کہ رستم کی ارواح تج دھاک تے ۔۔۔ اچھل کر پڑی بھار آ خاک تے
توں مارا[3] ہے کفار کوں آکے[4] جاں ۔۔۔ پھری لھو کی اجنوں ابلتی ہے واں
ترا کھڑگ[5] مرغ ہے عجب ریس کا ۔۔۔ کر چار اچرے دند کے سیس کا

---

[1] نسخۂ د میں "ت ح ک ای ت" لکھ کر قلمزد کر دیا گیا ہے۔ نسخۂ ل میں "ت ح ک ای ت" لکھا موجود ہے۔
[2] ل۔ پال کر [3] ل۔ ماریا [4] ل۔ آکر [5] ل۔ کھڑ کر

دندیاں پر جو توں کھڑگ چکہ کھینچ دھاے ۔ چھٹے جل کوں ٹھنڈ آگ کوں تاب آئے
عجب اژدہا ہے ترا ذوالفقار ۔ کہ یکدم سوں جالیا ہے سالم کفار
جو خونریز تج ہات میں کھڑگ ہے ۔ سو وو کھڑگ کفار کا مرگ ہے
جو چک تج غضب بھر اوپر ہوے ۔ تو خشک ہوے کر بحر جیوں بر ہوے
بڑا یا ہے ترا دھاک نوکھن منے ۔ توں وو شیر دل ہے کہ نیں بن منے
جو آیا نزیک اژدہا چوک کر ۔ سٹیا دو طرف اس کوں دو ٹوک کر
اگر عرش کو کوی سٹے ٹھیل کر ۔ توں جیوتی گیندا مانت لیوے جھیل کر
جو سیمرغ سم ہوے ڈھیناں تے ۔ کرے ٹکڑے باریک توں رای تے
اگر نعرہ مارے توں اے شیر جاں ۔ ہدر کر زمیں پر پڑے آسماں
سورج کوں جو گھورے توں ٹک ڈاٹ کر ۔ چڑے عرش پر دھاک تے نھاٹ کر
جو قلاب اچھا زمیں کے دنبال ۔ تو اسمان پر اس کو سٹتا اچھال
لھوا تج اگے موم جیوں نرم ہے ۔ کہ غصا ترا آگ ستے گرم ہے
جو اٹھے ہو نو کھم پڑیں پشت سوں ۔ رکھے تھانب کر توں ایک انگشت سوں
انبر دھرت ہے حال تج نیاست داؤ ۔ کہ گینداں سو پھراں ہیں جو گان باؤ
اگر زور کو وفا زور ہر مشہ کرے ۔ گھڑی کر تو آسماں کوں تہہ کرے
اسی دھاک تے شاہ مردان کے ۔ پڑیا لھو کلیجے میں اسمان کے
جو ہنسنے سنے تیغ توں دھیر کر ۔ زمیں کوں دو ڈھلی کرے چیر کر

---

٤٧ ل۔ جل
٤٨ م۔ کرتانُ
٤٩ م۔ رو
٥٠ م۔ ڈاوُ
٥١ م۔ بیراں
٥٢ ل۔ و

اگر ہاک مارے توں آحال میں — چھپے عرش جا ڈرتے پاتال میں
کیا رد سبھیں کفر کے کام کوں — دیا ندر پھیر کر توں اسلام کوں
نہ کیوں معتقد ہوے سب جگ ترا — کہ حضرت کھوے پر لیے پگ ترا
خدا جانتا حق کے پوراست ہے — کہ تج حلم تج غصہ تے زیاست ہے
صفت کیا کروں میں ترے حلم کا — شجاعت عمل بخشش ہور علم کا
لگیا تج حکم بیچ جل تھل ہونے — توں آخر ہوا سب تے اوّل ہونے[۵۳]
وہی بل ہے آخر جو کچ بل ہوئے — جو آخر ہوا دو جگ اوّل ہوئے
خلافت تے اونچا ترا ٹھار تھا — خلافت تجے بیس نا عار تھا
بڑا تو نچ آخر بڑا توں اصل — توں ظاہر میں آخر ہے باطن اول
نہ تھا دل ترا خسروی پالنے — خلافت کیا دین سنبھالنے
ترا مرتبا اونچ تے اونچ ہے — اول توں ہے آخر کوں بی تو نچ ہے

بڑا توں بڑے سے ترے سب لو کام
خلافت ہوی ختم تج پر تمام[۵۴]

درصفت عشق گوید[۵۵]

بڑا عشق کا سب تے درجا اہے — کہ یکجا نہیں عشق ہر جا اہے
اگر عشق کچ بلبلاں کوں جو نیں — تو کی آہ نالے کرے پھول تیں
اگر عشق نیں ہے تو کی شمع پر — پتنگ اپسے جالے ستم آئے کر
اگر نیں ہے عاشق چکور چاند کا — تو را تاں[۵۶] کوں دد کیا سبب جاگتا

---

[۵۳] ل = ہونے

[۵۴] نسخہ د اور م میں اس شعر کے بعد یہ شعر درج ہے: علی کا محب نیں جکوئی سچ تو جان
حرامی پنے کا دیں ہے نشان

یہ شعر الحاقی معلوم ہوتا ہے۔ حسب سابق نسخہ د میں اس عنوان کے بجائے جگہ خالی چھوڑ کر قلم زد کر دیا گیا ہے
اور نسخہ ل میں صرح ک ای ت لکھا ہے۔

[۵۶] راتکوں

کہ لیلیٰ و مجنوں جو کہواے ہیں ۔۔۔ سو اس عشق تے ناؤں لیوں پائے ہیں
جو یوسف کی عاشق زلیخا ہوی ۔۔۔ نہ کرتا اسے آج لگ یاد کوی
ایاز اور محمود جو دو ا ہیں ۔۔۔ سو مشہور اس عشق تے دو ا ہیں
جہاں دو ہیں واں عشق بن کچھ نہیں ۔۔۔ نہیں عشق کچ جس میں وو کچ نہیں

اسی عشق تے عاشق ہے سرفراز
سمجھیں یا حقیقت اچھو یا مجاز

در شرح شعر گوید[۵۵]

کتا ہوں تجھے بند کی ایک بات ۔۔۔ کہ ہے فائدا اس منے دھات دھات
جو بے ربط بولے توں بتیاں پچیس ۔۔۔ بھلا ہے جو یک بیت بولے سلیس
سلاست[۵۶] نہیں جس کیرے بات میں ۔۔۔ پڑیا جائے کیوں جز لے کر بات میں
جسے بات کے ربط کا فام نیں ۔۔۔ اسے شعر کہنے سوں کچ کام نیں
نکو کر تو لئی بولنے کی ہوس ۔۔۔ اگر خوب[۵۷] بولے تو یک بیت بس

تولا سی جو ر نازک کہاں ہور موسل جیسی لاٹ
چندن کیرے رتی بھی نا بھارا ابھر کر کاٹ[۵۸]

ہنر ہے تو کچ نازکی برت یاں ۔۔۔ کہ موٹاں نہیں باندتے رنگ کیاں
وو کچ شعر کے فن میں مشکل اچھے ۔۔۔ کہ لفظ ہور معنی یو سب مل اچھے
اگر فام ہے شعر کا تجکوں چھند ۔۔۔ چنے لفظ لیا ہور معنی بلند

---

[۵۵] نسخۂ ل میں "ی ک ای ت" لکھا ہے۔ نسخۂ د میں "ک ای ت" لکھ کر کاٹ دیا گیا ہے۔

[۵۶] ل : ثلاثت

[۵۷] ل : کر خوب

[۵۸] نسخۂ م میں یہ بند ی دو یا نہیں ہے ۔

رکھیا ایک معنی اگر زور ہے — دلے بھی مزا بات کا ہور ہے
اگر خوب محبوب جیو سور ہے — سنوارے تو نور' علیٰ نور ہے
اگر ایک خیال اچھے نار میں — ہنر ہور دسے خوب سنگار میں
ہنر مشکل اس شعر میں یوچ ہے — کہ تھوڑے اچھیں حرف معنی سولے
جو معنی ہے معشوق بہو دھات کا — پنایا ہوں کسوت اسے بات کا
نہ پہنچے نہ پہنچیا ہے گن گیان میں — سو طوطی منج ایسا ہندستان میں
کہ باتاں یو سن کر مری گیان کیں — رھیاں ٹمک ہو قمریاں خراسان کیاں
جتے شاعراں شاعر ہو آئینگے — سو منج تے طرز شعر کا پائینگے
کہ فیروز ، محمود اچھتے جو آج — تو اس شعر کوں بھوت ہوتا[119] رواج
کہ نادر تھے دونوں ہی اس کام میں — رکھائیں بکتے بول اچھوں نام میں
یو سب شعر کہتے یو سب شعر نیں — کہ بولاں کدھر ہور معنی کہیں
شعر گرچہ لئی لوگ جوڑے اہیں — بڑے بھوت ہور خوب تھوڑے اہیں
دو جگ جس اتم ہیرے کا مول ہے — وو ہیرا سو ہر ایک مرا بول ہے
رتن نیے بدل یو مرے جاں بکائیں — دہاں[120] چاند سورج دلا نہ پائیں
بکن موتی[121] یو دیکھ نیٹ لاج تے — سمد پانی گل کر ہوا لاج تے
کہ مانک ٹوٹی یو اتم ذات کے — نہیں دیکھیا میں کیں اسد ھات کے
جو کوی جوہری ہے سو پچھان[122] کر — منگے گا رتن کوں قدر جان کر
پرکھ دیک توں کانچ ہور پانچ کوں — برابر نہ کر دود ہور چھانچ کوں
جہاں پانچ اچھے گا وہاں کانچ کیا — جہاں دودھ اچھے گا وہاں چھانچ کیا
نہ یو بات ہر ایک کے ساتھ ہے — جکوی عارف ہے اس سوں یو بات ہے

---

۱۱۹ م = اچھتا
۱۲۰ ل = دھا
۱۲۱ ل = موتی اتم
۱۲۲ م ، خوب مول جان کر

تول جیں چاک دیکھ ہولنت کوں فام   نہ ژمول سب کا شُٹ تین دام
جو کرتا نَیس کا ہنر دیک کر   ہنر وند اسے نیں کہتے ہے ہنر
نوا دل تے لیانا ہے مشکل کنا   کہ آسان ہے دیک کر بولنا
جکوی یوں[۶۵] کرے اس میں کچ فام نیں   ہنر دیک سکنا بڑا کام نیں
ہنر وند اس کوں کھیا جائے گا   جکوی اپنے دل تے نوا لیائے گا
فرق ہے اول ہور آخیر میں   تفاوت اتے نیر ہور شیر میں
ہنر دیک سکتا ہے استاد کا   فہم جو رہے آدمی زاد کا
کہیں پیند کی بات اس دھات نیں   یو پند ہے یہاں کرنے کی بات نیں
اگر کس تے تل خاص کچ جانتا   اسے دل میں استاد کر مانتا
نہ پوسی ہنر اس وضا کس ستی   نہ کرسی قدم کری اگے اس ستی
اگر کوی گیانی تیستہ گیان ہے   یدی پانچ کو پانچ[۶۶] میدان ہے
دسے پرگٹ ہو عزت اس بات کا   کہ درپن نچھاے کنگن ہات کا
دکھن میں جو دکھنی مٹھی بات کا   ادا نیں کیا کوی اس دھات کا
ادایوں اتال ہوے تو کیا عجب   کہ عالم سنیا ہے یو چو پھیر سب
جو عاقل ہے یو بات جانے دبی   قدر اس ادا[۶۷] کی پچھانے دبی
دیوانا ہوں میں اس رنگی بات کا   کہ ہر دل میں جیو[۶۸] ہو کرے ٹھار آ
کہاں بات وو چنچل ہور چنبلی   کہ دل کوں نفواں سوں کرے گدگی
مری بات سن بات اسدھات بول   کہ جیو کوں خوشی ہور دل کوں کلول
یو نرمول ہے بات اسے بول نیں   ہر یک بول ہے وحی یو بول نیں
سخن گو دبی جس کی گفتار تھے   اُچھل کر پڑے آدمی تھار تھے

---

۶۵ ل = یو
۶۶ م = گو
۶۷ ل = ادا پچھنے
۶۸ ل = پِو

یو بولیا ہوں سب گنج نارنج سے — اجھوں میرے دل میں بہوت[29] گنج ہے
جو یک برس کوی سر لیوے رنج کوں — نہ پا دیں کدھیں اس چھپے گنج کوں
ہوا جیو جب شعر یو بولنے — خزینے لگیا غیب سے کھولنے
رتن یو اتھے دل کیرے کھان میں — دہاں تے لئے[30] آیا ہوں دکان میں
گہر یو مرے یوں لگے جھکنے — کہ پانی ہوئے موتی سینپیاں[31] منے
اگر غوطے لک برس غوص کھانے — تو یک گوہر اس دھات امولک نہ پانے
یو موتی نہیں وو جو غواص پائیں — یو موتی نہیں وو جو کس بات آئیں
غواصاں کئی غوطے کھا کھا کر — موے ہیں سو اس سمد میں آنے کر
اپے ہو کہ لیا نا سوہے جھوٹ سب — خدا غیب تے دیوے تو کیا عجب
کہ ہنس ستنے بیچ سمد یک جانے تو — مرے ذوب تل سر اوپر پانو ہو
نکو بول مضمون توں ہور کا — کہ کالا ہے دو جگ میں موں چور کا
جتا چوری کر چور اپے ساؤ ہوے — دغاباز اپنے[32] کوں مانے نہ کوی
چرا کر چراتا نہ گھر[33] چور کوی — یو باتاں سمجھتے سو ہیں ہور کوی
نہ منج کچ بڑائی نہ منج لاف ہے — ولے عارفاں پاس انصاف ہے
جنم گر دندی رشک تے تلملے — عنایت کے کاماں ستے کیا چلے
دکھن میں اتھیا لے طرح ہور ہیں — دیا یوں سلاست کوں بھی زور ہیں
کہ فیروز آ خوب میں رات کوں — دعا دے گئے یوں مرے بات کوں
لکھیا ہے توں یو شعر ایسا سرس — کہ پڑنے کو عالم کرے سب ہوس
تو یوں کر کے خصنت یو تج آئے نا — کہ توں خوش اچھے ہور کسے جائے نا

---

۲۹ ل : جھوت
۳۰ ل : لیایا
۳۱ ل : وپسنا میں
۳۲ م : اپچیل
۳۳ د ، ل ، م : کی

توں ایسی طرز دل تے پنیا نو ی — کہ دسرے کریں سب تری پیروی
وجہی ترا ذہن جیوں برق ہے — تجے ہور بعضیاں میں نی فرق ہے
ترا شعر سن دل پگلتا ہے یوں — کہ پانی تے البوچ گلتا ہے جیوں
توں وجہی کھیا شعر نَن دھات کا — ہوا زیاست تج نے مزا بات کا

شعر بولنا اگرچہ ایر دپ ہے
ولے خاما کہنے تے خوب ہے

وجہی تعریف شعر گوید

کتا ہوں سنو کان دھر لوگ ہو — کہا دت منے بات جو آئی سو
اگر شعر کوی کہہ نو اکر جو لیاے — تو خوباں کوں سن رشک البتہ آے
ایس میں اپے دیک سکتے نہیں — کیسکا سو یک مان رکتے نہیں
اگر کوچ کا کوچ کدھر کا کدھر — کہے تو کتے ہیں اسے بیچ کر
اُڑانے ملیں اس کوں چو ندھیر تے — فضیحت کریں پانو لگ سیر تے
اگر خوب جو بولے تو دوں اسے — دگر جو بُرا بولے تو یوں ابھے
ہوا شعر کا اس دضا کام جب — تو اب شعر کہنا چھُٹے کیا سبب
ولے جیو رہتا نیں کہے باج یو — عجب سر کش ہے اب جو دیے راج یو
شعر خوب کہہ کر جو لیانا اہے — ایس پر بلا ایک بسا تا اہے
ہنر میں ہنر کوی جو تا نہیں — ترک کرنے گئے تو بھی ہوتا نہیں
یو جو ندبچن اس میں بل بھوت ہے — سچ تھوڑے لوگاں میں پھل ہوتے

---

۱۵ یہ سرخی نسخۂ ل میں نہیں ہے
۱۶ ل = ہو
۱۷ د = اکھوں، ل = انجوں — ۱۸ بلند یچے

جتی عقل دوڑائے انداز سوں — کیا نیں کنے بات اس ناز سوں
توں[79] جھوٹنے تے جھوٹنے کو اچ شاد — کہ جھوٹے میں اچھیں نہ ہرگز سواد
نہ کیں دیک کر کس تے پایا ہوں میں — یو[80] ناز اطرح دل تے لیایا ہوں میں
جکوی فہم میں تک نہ بنیاں اہیں — سو در سریاں کے وو[81] خوشہ چیاں اہیں
نہ منج جوڑنا تھا ن آسماں کوں — عجب[82] کچ پہنچ ہے میرے گیان کوں
اگر تک جو دوڑوں بلند دھانوں کوں — اُڑ دل جگ گاں سب باندکر پاؤں کوں
ہنرکیاں میں یو بارکیاں لاف نیں — دو آدمی نہیں جس میں انصاف نیں
کہ انصاف دیوے دہی راست ہے — کہ انصاف طاعت تے بی زیاست ہے
نہ کر بات تور، نا سہج آمنا — بہوت مشکل ہے بات کوں تھامنا
ہریک پختگی[83] دیکنے صور زور — ہیں استے بھی دھنڈتے کچ ہور
تجھے نا سج جھنج یتا شور کیا — سمجے جو سمجے[84] کہ ہے ہور کیا

اتا قطب کی مدح کر اختیار
جو رہے یو قیامت تلک یادگار

آغازِ داستان گوید[85]

(مدح ابراہیم قطب شاہ گوید[86])

ابراہیم قطب شاہ راجا دھراج — شہنشاہ ہے شاہ شاہاں میں آج
عدل بخشش ہور داد اس تے اچھے — سدا خلق سب شاد اس تے اچھے

---

۷۹ ل = تو
۸۰ د، ل = یو
۸۱ د، م = وہ
۸۲ د، ل = عجب پہنچ ہے
۸۳ د، م = نئے
۸۴ ل = سمجنے
۸۵ یہ عبارت صرف نسخہ "د" میں ہے
۸۶ یہ عبارت صرف نسخہ م میں ہے

جتے بادشاہاں زمیں سنسار کے — بھکاری ہیں سب اس کے دربار کے
سلیماں تے فاضل ہے اس بخت بل — پکڑ دیو جن سب ہیں اس حکم تل
اپس عدل کے بل تے وو جگ ادھار — رکھا باگ بکری ملا ایک ٹھار
دھرے فکر ہمت سوں چو ند ھیر شہ — جہاں سب لیا وو جہاں گیر شہ
تو یوں عدل اب جگ میں ہونے لگیا — کہ بھینس کا بھونگ بھار ڈھونے لگیا
اسی شاہ عادل[87] کے غصہ تے ڈر — لیا گگن کوں پون پیٹ پر[88]
یتا بل ہے اس عدل کے فن منے — کہ بجلیاں کھڑیاں کا پتیاں گھن منے
تبرتی[89] میں یوں بجلیاں زیر بند[90] — تو برسائے ہیں مینوں بدل کند[91]
یتا داد انصاف ہور عدل تھا — کہ مرغابی کوں باز کا ڈر نہ تھا
کبوترا دل کے دنداں سارنے — سو بہری کوں لاتاں لگے مارنے
اگر راجوٹ پکڑ فرشتیاں سوں لائے — تو ٹک ھن کی گرگیاں سو کیلیاں منگائے
سدا پاشاہی وو دھرتا ہے شہ — انند عیش عشرۃ جو کرتا ہے شہ
سو بھوتیک امید ہور آس تے — منگیا ایک فرزند خدا پاس تے
کہ فرزند تے نانو اچتا اہے — اپس گے تو بی نانوں اچتا اہے
یہی بات پھر پھر[92] کے کہتا اچھے — اسی دھیان میں نت وو رہتا اچھے
جو یک دیس اس شہ کوں فرزند ہوا — وو فرزند اس کا سو دل بند ہوا
اپچ[93] یچ لیا یا وو اپنے سنگات — سکندر کے طالع خضر کی حیات

---

۸۷ م = عالم
۸۸ د، ل = کر
۸۹ م = انبرتے
۹۰ م = اندبند
۹۱ م = ع تو برساتے ہیں موں بدل رنگ گھنڈ
۹۲ ل = کر
۹۳ د = اپچ ل = یچ بیچ

بدن سیم قد سرو جیوں راست ہے
کہ صورت میں یوسف تے کیں زیات ہے

تعریف صفتِ فرزند گوید[94]

چھپیا سور یوں اس کے مکھ نور آگے
کہ جیوں چاند چھپتا ہے سور آگے

زلف لام الف قد دہن میم ہے
یو خوبی سو اسکی تقسیم ہے

اجالا پڑیا آج یوں نور کا
کہ حاجت نہیں چاند ہور سور کا

دو جگ آج نورا علیٰ نور ہے
[95]زمیں چاند اسماں سو سور ہے

[96]یو نادان بالک ننھا لاڑکا
نوا پھول اچھے شاد کے جھاڑ کا

لگیا دیکھنے نام انبر زمال
سورج چاند کی بھانسی نیت سوں گھال

کھیا علم میں وہ یک[97] ز دو آپ تے
کہ فرزند ہے یو بخت ور باپ تے

رکھے ناؤں کرتا کن منگ پناہ
سلکھن محمد قلی قطب شاہ

پڑے بات جاں اس بخت دار کا
سنا ہوے ماٹی سو اس ٹھار کا

ستارے جڑیا سر شفق رنگ گل
ہوا تیوں چھپن کھیلنے سنبلہ

دسیں نقش جیوں نجم چند ہور بھان
کہ دوراہی کہکشں کرے آسماں

چکر سور جیوں کرن زرتار ڈور
کھلا نا بدل بے بدل پانی پور

سورج باپ ہور چاند سو مائی ہو
گنوارا انبر ہور بدل دائی ہو

عرش کرسی قلاب دے تخیر کر
کہ قدرت کوں باندے ہیں زنجیر کر

طرف چار پائے طرف چار ہیں
ملایک اسے جتم[98] جلنہار ہیں

---

[94] یہ سرخی نسخہ 'د' میں حاشیے میں لکھی ہے اور نسخہ "ل" میں نہیں ہے
[95] یہ شعر نسخہ 'ل' میں نہیں ہے
[96] ل = تو
[97] ل = یک دو
[98] ل = جنم

سو مچھوسے میں سرداں کی یوں اچھے — کچا موتی سیپی منے جیوں اچھے
عجب دود اس دانی من میت کا — کہ ہر بند کوں تاثیر ہے امرت کا
سدا جگ میں بالک نوّ[۹۹] جیتا اچھے — کہ اس دھات کا دود پیتا اچھے
جو جیں پستنے دود چلہ[۱۰۰] پیو کر — عجب کیا جو مردے اٹھیں جیو کر
جکوی دود اس دھات پیتا اچھے — سدا جگ میں دو کیوں نہ جیتا اچھے
بڈسے[۱۰۱] کول دس ہور کوئی ماس کون — بڑسے[۱۰۲] شہ ہر یک تل ہر ایک تاس کون

کرو جم دعا تیو سوں جگ بل اُسے
حیات ہوتی ہے زیاست تلمل اُسے

صفتِ میزبانی[۱۰۳]

خوشیاں سوں جو شہ میزبانی کنا نے — سو ترلوک کے لوگ مہمان آنے
عجب تحفے قدرت کے آنے لگے — کر دیک اس ملک رشک کھانے لگے
چھپا تھا جکچ غیب میں آج لگ — سو پرگٹ لگیا دیکھنے اپ دو جگ
نویاں نعمتاں تو فلک بیچ بھر — لے کرانے ڈھوکر ملک شہ کے گھر
کہ شہ کوں خوشی یو بڑی آج ہے — انند ہر انند کاج پر کاج ہے
میا پنج تن کا مدد لیاسے کر — سو توفیق کرتا تے پاسے کر
محل سُشہ نگارے یوں اس کاج کوں — سنوارے تھے جیوں عرش معراج کوں
محل جیوں ہے کعبہ دھرے جوت صاف — تو[۱۰۴] اسمان کرتا ہے نس دن طواف

---

۹۹ د، م = دو
۱۰۰ د، م = چلے
۱۰۱ د، م = بڑسے
۱۰۲ د، م = بڑسے
۱۰۳ نسخۂ ال میں یہ سرخی نہیں ہے
۱۰۴ ل = بات

عجب طبق ہے دھرت باٹن[105] کا کہ ڈھانکے ہے سرپوش اسمان کا
تری بزم میں شہ عجب نور ہے کہ کرناں جتیاں شمع سو سور ہے
جو شہ شمع روشن کیے سور کا ملک تیس لیا کر سیٹے نور کا
سورج شمع ہور تھال گگن ہفت رنگ دِوا چند نیم کا ستارے پتنگ
کلنگ چاند میں ہے سو دستا ہے یوں کہ سنے کی پیالی میں ہے مشک جیوں
دنیا میں دو کن لوگ پھرنے لگے صفت شہ کی سب جگ میں کرنے لگے

کہ نہاں اس دھات کی آج کوی
نہ کرسکی دنیاں میں شہ باج کوی

بخشش کردن ابراہیم قطب شاہ[106]

ملائک جو خدمت کرن آتے تھے نویاں نعمتاں غیب کیاں لیاتے تھے
مدن بھوگ شہ ست ستوال ہو خوشیاں پر خوشیاں دیکھ[107] خوشحال ہو
یتا کچ دیے شہ فرشتیاں کوں دان کہ باندے سنے کا لنوا آسمان
انبر دان پایا ہے زر بے شمار تو ڈھنڈتا ہے رکھنے کوں دن رات ٹھار
بھر بدرے شہ جو دیے مال بھر سو دھرتی اچاسے بیل پیٹ پر
دیے دھرت کوں دان یوں پیار تے کہ گڑ گیاں پہ آیا بھونک بھار تے
یتا کچ شہنشاہ بخشے ہیں دھن زمیں ٹھار منگتی ہے اسمان کن
دیے دان سب جگ کوں دیے ان انت جواہر سوں کھیلے شہنشہ بسنت
کرم کی نظر کر میٹھی بات سوں ہر یک آدمی کوں ہر یک دھات سوں
کیے کوٹ بخشش ادک لاک تے تو ارزاں ہوا یوں سنا خاک تے

---

[105] ل = بات
[106] نسخۂ ل میں سرخی موجود نہیں
[107] د، م = دیکھ

جُگت اب کھر یوں بکھرنے لگیا کہ خشکی میں بنس آکے چرنے لگیا
ہنسنے لگے شاہ یوں بم ستی تو پہیلا ہوا سب سنا غم ستی
خیالاں یو دیک شہ ترے نان کے ہوے لوگ حیران اسمان کے
گھرے گھر خوشی ہور انند کاج ہوا کہ فرزند اس راج کوں آج ہوا
یتی داس ہوا دیس ہور رات کا انند عیش عشرت دیکھ[۱۰۸] اس دھات
خوشیاں یوں لگے کرنے آکاس پر کہ پاتال کے لوگ پاے خبر
نکو جا نو جھاڑاں کوں بن جھاڑ کر کہ پاتال لوگ آئے ہیں پھاڑ کر
تماشا دکھیں شہ کے گھر[۱۰۹] آج کا انند عیش عشرت دیکھ[۱۱۰] اس دھات کا
کیے عیش یوں شہ ہر یک بات میں کہ دیکھیا نہیں کوئی اجھوں خواب میں
جو پڑنے سٹے شہ کوں مکتب منے ہنر سیک ہنروند ہوا سب منے
جو وستاد دیوے سبق بے تلک پڑے ذہن سوں شہ اپے تے تلک
یتا زور تھا ذہن شہزاد کوں کہ تعلیم پھر دیوے اُستاد کوں
جو اول لیا شہ الف کا سبق دھرت سات ہوے کشف ہو نو طبق
سو وو جان سبحان اپس گیان تے ہوا زیاست حکمت میں لقمان تے
انبر نیں سکیا شہ کے چکہ دھانوں کوں وو استاد استاد تھا نانوں کوں
کہ مکتب میں شہ بیٹ سب دیس بیس ہوا عالم و شاعر و خوشنویس

صفت شباب شہزادہ[۱۱۱]

جوانی کے دریا کوں آیا ادھال محمد قطب شاہ ہوا اب جواں

---

[۱۰۸] د، م = دیکھ
[۱۰۹] د، ل، م = گھور
[۱۱۰] د، م = دیکھ
[۱۱۱] نسخہ ل میں اس سرخی کے بجائے "ح ک ای ت" لکھا گیا ہے جبکہ نسخہ د میں "ح ک ای ت" لکھ کر قلمزد کر دیا گیا ہے۔

یتا زور تھا اس کے یکدست سوں — اُچا کر پچھاڑے متے ہست کوں
عجب جان سمنت ماتا ہے دو — کر باگاں سوں بنجا ملا تا ہے دو
چلے زور کر ہم سوں جس نیت ان — زمیں میں گھُنے پانو گڑ گیاں لگن
دو نو خیز او تار بھج بل غرور — ٹکیاں سوں پہاڑاں کرے چور چور
اگر شاہ خنجر لیوے بات میں — اُدھیڑے پکڑ باگ کوں بات میں
اگر سخت پلا دتے ہوئے جھاڑ — سٹے پیڑ تے اس کوں کھوں سوں اپاڑ
کرے زور تعلیم خانے منے — دو[112] تنہا چ تھا اس زمانے منے
شہنشاہ کوں زور پر لاف ہے — کہ کُھن نفل ہور نیں کہہ تاف ہے
جتے لاف دھرتے اتھے پل منے
ہوے عاجز اس کی سنبز گل منے

صفت مجلسِ طرب[113]

شہنشہ مجالس کیے ایک رات — وزیراں کے فرزنداں تے سب سنگات
ہر یک خوب صورت ہر ایک خوش لقا — سو ہر ایک دلکش ہر یک دلربا
مہابت کے ساماں میں جم جم ہے جیوں — شجاعت کے کاماں میں رستم ہے جیوں
ہر یک خوش طبع ہور عاقل اچھے — ہر ایک خوش فہم ہور فاضل اچھے
ندیم ہور مطرب سگھڑ فہم دار — اتھے شہ سوں ملکر یو سب ایکھار
صراحی پیالے لے ہاتاں منے — ندیماں تے مشغول باتاں منے
لگے مطرباں گانے یوں ساز سوں — کہ دھرتی ہلے مست آواز سوں
جو مطرب دو صحرا میں اس دھات گائے — تو پھر ان کوں اس شوق تے حال آئے
کنے تال سوں یوں نئی[114] خوش ہوتاں — کہ سُن کر سما دیویں نو آسماں

---

[112] ل : د
[113] ل، م : حکایت
[114] د : ئے، ل : لے، م لے

جو تا دن وو شہ نوں گاتے اتھے — سوراں پہ [115] وو راگاں بجاتے اتھے
ندیاں لطافت ییں جو چلکائیں — تو روتیاں کوں خوش کر گھڑی میں ہنسائیں
شراب ہور صراحی نقل ہور جام — ہوئے مست مجلس کے لوگاں تمام
جو ہوئی رات ابھی پچھے دو پہر — خبردار یاراں ہوئے بے خبر
بسر گئے ندیاں طرز بات کا — گنوائے خبر مطرباں ذات کا
جو عاقل اتھے وو سب نچ ہوئے — وو پیالے چڑا کوچ کا کوچ ہوئے [116]
نہ ملتے نہ خوبی جھگڑتے کہیں — یکسکے اُپر ایک پڑتے کہیں [117]
لگے مست ہو شتے مستی سنگات — یکسکے سو پاواں اُپر ایک بات
سو یو کچ وو یاراں ہوئے بے خبر — کہ پانی پیتے تھے شراب بے لگر
یکسکوں بڑا ایک اڑنا لوں سوں — گلے لُٹتے تھے مست ہتھیا ڈل سوں
بجا وو جو کین تو اخیں گاتے [118] کر — سے مطرباں خوش خوشی پائے کر
صراحی پیالے سوں بدمست ہو — کراں لرتے تھے وو دونو مست ہو
یتا مست ساقی ہوا سد گنوائے — کہ پیالا منگے تو صراحی کوں لائے
وہ مدہی کے متوال اب سخت ہوا — دیکھے شاہ مجلس ہوئی اس ونت [119]
اٹھا کے چلانے کسیرا وقت ہوا — کسی کوں اچھو گھر کسے دی رضا [120]
کئے شاد کوشاد اس وقت پر — گئے زیاستی سب رہے مختصر
دسیں چار بالشت میں شاہ یوں — کہ چپ تھے برج میں اچھے ماہ [121] جیوں

---

115 ل : ع سوراں پہ راگاں جاتے اتھے
116 یہ شعر نسخۂ ل میں نہیں ہے۔
117 یہ شعر نسخۂ ل میں نہیں ہے۔
118 ل : جائے کر
119 یہ شعر نسخۂ د اور ل میں نہیں ہے
120 یہ شعر نسخۂ د اور ل میں نہیں ہے
121 ل : چاند

سو دیسے میں یک شاہ کوں نیند آئی — دو نیند آ تماشے عجب کچ دکھائی
دکھے خواب میں شاہ کہ ایک بن اچھے — دو بن میں زمیں کے اُپر گھن اچھے
پھریں چاند سیاں سندریاں اُس منے — ستارے نین کیاں پریاں اُس منے
بلادیں جو یک لٹ کی زنجیر کوں — دِوانا کریں تل منے شیر کوں
دِوانے ہو کر جھاڑ پھرتے اچھے — پٹا پٹ پھلاں مست ہو پڑتے اچھے
اتھا حوض ہور واں اتھیاں سندریاں — کہ پانی کنارے کھڑیاں تھیاں پریاں
کہ غنچے سو کھل پھول جھڑتے اچھے — پنکھی آئے[221] بے سد ہو کرتے اچھے[222]
چمن در چمن سرو دو دست جو — کلیاں سرخوش ہو پھول سو مست تھے
سو جھاڑاں کوں میوا یتا بار تھا — کہ ڈالیاں کوں پیڑاں کنے نثار تھا
اتھل محل واں ایک ایسا جنہ — یوں سار نا ہو سکے ست کمنہ
عجب پانی اس ٹھار کا صاف تھا — کہ امرت پر بھی اسے لاف تھا
لگا ٹیک اس محل پر ایک نار — کتک چھند سوں آئی اپیں سنگار
جو دکھلائی آ مکہ کعبہ سو دھن — سرو سر نوائے تھے سجدا کرن
دسے یوں دھن اس محل کے فرش پر — سورج سار ہوا ہے مگر عرش پر
دو کچ مفرح کے کانسے ہے جیوں — دو زلفاں دو دھر سرک بھاسے ہے جیوں
پڑے جی کوی اس سرک پھانسیاں منے — سنے بہت مفرح کے کانسیاں منے
چنچل کا جو لب لعل یاقوت ہے — سو عاشق کے دو جیو کا قوت ہے
رنگا رنگ چمناں منے پھول تھے — نول شہ تماشے میں مشغول تھے
پری اوجتی دشت اس نازپر — اضل گم مجوی سشہ ہوا بے خبر
سو اس بے سدی ایلی تھی دو جیہ ختن — کہ لگبدائی تھی بہوت زوراں سوں من

---

[221] ل ۔ آکر

[222] اس شعر سے پہلے نسخہ ل میں مثنوی کے پچھلے حصے کے چھوٹے ہوئے اشعار درج ہیں :

دو مدپی کے متوال اب سخت ہوا — دیکھے شاہ مجلس ہوئی اس وضا
اٹھا کر چلانے کیرا وقت ہوا — کسے کوں اچھو گھر کسے دی رضا

جو دیکھیا اتھا خواب میں ماہ کوں   ہوا خواب میں خواب اس شہ کوں
جو اس نیند میں تے ہوا ٹک ہشیار   نہ تھی اُس صبوری نہ تھا اُس قرار
نہ بھیس پردے وو نہ اسمان میں   رہیا شہ اُسی ناہ کے دھیان میں
لگیا تلملانے بھوت[124] دھات سوں   کھیا جلئے نابات وو بات سوں
نہ یو بات ہر ایک کوں فام ہوے   وہی جانے جس پر جو یو کام ہوے
کدھیں چُپکہ ہنسے ہور کدھیں چگہ رہے   کدھیں سُدہ پاوے کدھیں سدھ کھوے
اسی دھات دن رات رہتا اچھے   اپس میں اپے یوں وو کہتا اچھے
پری تل کھلی بن برہ بس ستی   گلا لگے جھڑنے نرگس ستی
بھلای چنچل دھن وو یوں شاہ کوں   کہ لبدائے جیوں کہربا کاہ کوں
اُٹھے ہور پھر سوے شاہ جائے کر   کہ وو نار بھی خواب میں آئے کر
جو ہر بار یوں خواب میں یار آئے   تو عاشق کوں بن خواب ہی کچھ نہ بھائے[125]

پریشان حیران بے تاب تھا
نہ کچھ اس کوں آرام نا خواب تھا

غزل[126]

پیو اپنے کوں ٹک[127] آج میں بس نیپنے دیکھی سو سکھی
جب پیو چلا سٹ سیج صبح تب سوتی اوٹھی[128] لاڑے کر

---

124 د، م = بہوت
125 د = نہاسے - ل = نھاسے
126 نسخۂ ل میں "غزل" لکھا نہیں ہے
127 ل = ٹکہ
128 د، م = اُٹھی

ہٹ برہا[٩] اپنا سارنے منج چلچل لاگیا مارنے
ناجانوں سائیں کارنے بھی اجنوں کیاکیا ہوے کر

ناپوچھوں بہمن جوتسی[١٠] کب ملنا پیو سو ہوے سی
غم برہا سب میں سوے سی ناجانے دُکھ[١١] یو کو یکر

کیوں ٹالوں برہا جھال سکی نیں سکتی ہوں سنبھال سکی
اب کیوں کرپانوں لال سکی جو بیٹھی ہت تے کھوے کر

یکتا تمیں سہیلی مرنا دل دوجے پر نا دھرنا
اُس پیو کوں اپنا کرنا اس پاپی جیوں کوں کھوے کر

لگیا شہ اساساں بھرن آہ مار
کہ نزدیک نیں ہے وو گنونت نار

کدھیں بے خبر ہوے کدھیں ہوے ہشیار
کدھیں پیو پیو کہے کدھیں یار یار

یو تن مطرباں سب خبردار ہوئے
جو مستاں تھے ووں سو ہشیار ہوئے

بھوت[١٢] دھات سوں بات سمجائے کر
کہے شہ کوں نزدیک یوں آئے کر

کر اے شہ تو جم شاد[١٣] خرم ہو آج
نہیں غم تجے کچ توں بے غم ہو اُپج

جکچ تجکوں ہونا سو حاضر ہے سب
اُساساں جو بھرتا سو توں کیا سبب

کھیا شہ یو دل مینج دھرنا بھلا
کسی پاس ظاہر نہ کرنا بھلا

کہ یو خیال بور خواب ہور وہم ہے
خدا کوں میرا حال سب فہم ہے

کسی کوں کہ منج عشق اس کا اچھے
وہی جانے منج عشق جس کا ابے

تجکوں راز یو باب کن کھولے گا
دیوانا ہوا کر منجے بولے گا

---

٩ م د ادا
١٠ ل ۔ جوسی
١١ ل ۔ دُکھ
١٢ د، م ۔ بہوت
١٣ د، م ۔ شاد خرم

نہیں بات کہنے کی یو کھول کر ۔۔۔ کہ سمجاؤں اب کس کوں میں بول کر
اچھوں سیج پر سورج جیو آب میں ۔۔۔ کہ جھٹکا لگا گئی سکی خواب میں
جتے مطرباں شہ کوں سمجا کیے ۔۔۔ تغافل کئے شاہ ہور چپ رہے
کہتے کئے مستی کے چالے ہیں یو ۔۔۔ کہتے کئے پرن کے اُلالے ہیں یو
چھپی بات کے پردے کوں کھولنے ۔۔۔ ایس میں اپے یوں لگے بولنے
جو ویسے میں مطرب خوش آواز نام ۔۔۔ اتھا شاہ کا ایک خاصا غلام
سورج سا جلا جل لسیکر بات میں ۔۔۔ گلیا زہرہ جیوں گلنے اس رات میں

دعا کر ثنا کر سنا کر اول
پڑ یا شہ کے آگے پچھیں یو غزل

چلونا جائیں اے سہلیاں ہمارا لال جاں اچھتا
ولے کوی جانتا نیں ہے کہ ڈھونڈو وہ کہاں اچھتا[۳۴]
نشانی نیں ہے نشاں ہے وو[۳۵] نشاں اس کا نہ کئے نیچ کوں
سکی اُڑ جائیں پنکھی ہو اگر اُس کیں نشاں اچھتا
دو تن کے بول رہے سب ساری بلے باونا چپ رہ
اگر تجہ فام ہے تو پھیرا وو پیو کاں اچھتا
کسے میں انت دیوں مرا گھٹے اب بخت کیوں میرا
نہ ہوتا حال یو میرا اگر وہ مہرباں اچھتا
ہوے لب خشک نیناں تر کہے جگ[۳۶] نیچ کوں عاشق کر
کہ مستی ہور نیہ ہور تھیر سکی یو نیں نہاں اچھتا

---

۳۴ ل ۔ کہا
۳۵ د ، م ۔ وہ
۳۶ ل ۔ نیچ عاشق کر

آگاہی یافتن ابراہیم از عشق محمد قلی قطب شاہ[137]

چھپی رات اجالا ہوا دیس کا — لگیا جگ کرن سیو پر بیس کا
شفق صبح کا نیں ہے اسمان میں — کہ لائے کھلے سنبلستان میں
جو آیا جھمکتا سورج داٹ کر — اندھارا جو تھا سو گیا نھاٹ کر
سورج یوں ہے رنگ آسمانی منے — کہ کھلیا کمل پھول پانی منے
ہر ایکسکوں ہر ایک کچ کام تھا — نول شہ کوں اس نار کا نام تھا
کھیا شاہ اب حال نیں منج منے — بھلا ہے جو گنج ہوا چھوٹ[138] گنج منے
ایسی میں اپنے فکر کچھ[139] گوند کر — رھیا نچھے کے نسنے تکہ[140] موند کر
کہ دھرتا ہوں دل میں جکچ بات میں — کروں جلکے[141] دو بات کس سات میں
نکوی یار دلسوز محرم ہے منج — نکوی ہم نفس ہور ہمدم ہے منج
ایس سوں آج محرم ہوں میں — ایس سوں آج ہمدم ہوں میں
جتے اس زمانے منے یار ہیں — دغا باز عیباں چھنن ہار ہیں
انسکو چتیا بات بولیا نہ جائے — انوں کے کنے دل کوں کھولیا نہ جائے
چتیا نا انوکوں کہو کیوں ککر — کہ دل میں برے خوب ہیں موں اپر
بیاری میں کس دھات کا قہر اچھے — جو مو میں شکر دل[142] منے زہر اچھے
جکوی یار یاراں منے نیک ہے — زباں ہور دل دونوں اس ایک ہے
چلنت دیک کرتوں ہر یک کوں سچ — کہ دھوتا ہو لکھن ہے جیسا سو لچ

---

[137] یہ سرخی نسخہ 'ل' میں نہیں ہے

[138] د، م = اچھو

[139] د، م = کچھ

[140] د، م = مکھ

[141] ل = جاکر وبات

[142] ل = میں

نہ میں بھائی میں ہوں نہ میں مائی میں | کہ طالب کوں ہے لاف تنہائی میں
جگوں گھر میں مشغول اچھے یار سوں | نہیں کام کچ اس کوں بازار سوں
جو مشتاق عاشق ہے دیدار کا | غنیمت ہے اس یاد بھی یار کا
کہ زسعد وو کاں جو دولت دسوں | کہ تک وقت یار کی یاد سوں
جسے یار کا دھیان نت یار ہے | وو عالم کی صحبت تے بیزار ہے
پرت کوں دائیا بہوت زور سوں | ہوا فارغ اس جگ کے شر و شور سوں
کیا لوگ نزدیک کے دور سب | ندیم ہور مطرب بڑے سب عجب
انجھو لال مد مِن پیالا ہوا | ندیم آہ مطرب سو نالا ہوا
جو دہلیز دے شہ تتا گھر منے | پڑے مطرباں شور ہور شر منے
درونے تے آواز سنی آہ کا | کہے حال تغیر ہوا شاہ کا
اپے ہے گمبھیر ہور من تھیر نیں | ہمیں کیا کریں اب کہ تدبیر نیں
براہیم شہ کن کہن مطرب گئے | کہ قصا یو شہ کا ہچ پایا نہ جائے
کہے شہ کوں شہزادے کا حال سب | کہ یوں[۱۳۳] حال اس کا ہے پامال سب
نکلتی ہر یک آہ یوں شاہ تے | کہ تو کھن کباب ہوویں اس آہ تے
چمن سیج پر آپ سیں پاڑ کر | سٹیا کپڑے جوں پھول سب پھاڑ کر
شہنشہ سنیا بات یو سربسر | چلیا فکرمند ہو حرم کی طرف
کھیا مای کوں باپ وو آئے کر | کہ فرزند کوں دیک ٹک جائے کر
کہ فرزند کا کچ خبر نیں تجے | خبر لے خبر یو اگر نیں تجے
نہ دن تک[۱۳۴] قرار اس نہ نس خواب ہے | کہ آرام نیں ہور بیتاب ہے
اپس میں اپے آہ بھرتا اہے | دِوانا ہو کر سنشاند کرتا اہے
سنی بات اس دھات جب ماجنی | جو ساری تھی سو فکر سوں ہوی کھنی
وو ماباب بے[۱۳۵] ہوش ہو پھر اسکس | چلے مل کر اپنے سو فرزند پاس

---

۱۳۳ ل: میں
۱۳۴ ل: یو
۱۳۵ ل: تنگ

جواس حال سوں دیکھے فرزند کوں ۔۔۔ بسر گئے اپس کے سُکھ آنند کوں
مہربان ماباپ دو دو سگے ۔۔۔ سو شہزادے کے پاؤں پڑنے لگے
کہے شہ نکر غم توں خوشحال اچ ۔۔۔ سدا سر خرد جیو[۱۳۶] توں گلال اچ
نکو دل کوں اپنے فکر وند کر ۔۔۔ فکر وند کی ہے توں انند کر
دو دوں مل کے لاک آرز دہور چاؤ ۔۔۔ کہے شہ ترا درد ہمنا کوں آؤ
ایس دل کی توں گانٹھ اب کھول شہ ۔۔۔ ترا حال یوں کی ہوا بول شہ
عجب یک درد منج ہے دار و نہیں ۔۔۔ سمد پور ہے ہور کوئی اتار و نہیں
دوا کرنے یاں آدمی کا کام نیں ۔۔۔ کہ یو درد ' ادمیں کوں کچ فام نیں
محبت کے بھوزے میں جلگیا ہوں میں ۔۔۔ دیوانا ہو یاری کوں بلگیا ہوں میں
جو دیکھیا اتھا خواب اس رات کوں ۔۔۔ سو اُس خواب کی راز کی بات کوں
کدھیں دل میں راکھے کدھیں موں میں لیایے ۔۔۔ کدھیں کو رچ بولے کدھیں کو رچ چھپائے
براہیم شہ جان پہچان کر ۔۔۔ کھیا شاہ کا حال سب جان کر
کہ یو جان نوخیز ہور فرد ہے ۔۔۔ بہوتیک اسے عشق کا درد ہے
محبت تو لئی گرم دھرتا اہے ۔۔۔ ولے کہنے کوں شرم دھرتا اہے

کہے شہ کی تدبیر یو سہل ہے
اگر نا کریں تو بہوت جہل ہے

مشورہ مادر و پدر شہزادہ[۱۳۷]

ابراہیم قطب شاہ مجلس سنگار ۔۔۔ کئے مستعد ہوپ عشرت اپار
جتیاں خوب خوش شکل تھیاں سندیاں ۔۔۔ سو کرناٹک ہور گور[۱۳۸] گجرات کیاں

---

۱۳۶ ل = جوں
۱۳۷ نسخہ ل میں یہ عنوان نہیں ہے
۱۳۸ م = کور

جو چین ہور ما چین کے تھے بتاں | سو خوش طبع خوش فہم خوش صورتاں
ہر یک خوب محبوب بیت فارسی | بدن جیوں جلتی اچھے آرسی
جو سکھیاں وو جھمکائیں[149] نور کوں | دیوانا کریں چاند ہور سور کوں
اگر دیکھتا جوت اُن نور کا | فرشتا نہ کرتا صفت حور کا
جو آویں چمن میں سکیاں ساج سوں | پھلاں غنچے ہو جائیں پھر لاج سوں
ملیاں آج ناریاں سو سینا رکیاں | انکھاں لال گھنگھیاں ہریک[150] رکیاں
مجالس عجب شاہ عالی کیے | کہ حوراں کوں لیا بہشت خالی کیے
پرایاں سندریاں ہور انچل پراں | چند اُکھ سے چند نا سوتن گو ہراں
اچھنبا کیے کام شہ جگ ادھار | پریاں ہور حوراں[151] ملیاں ایک ٹھار
کہے شاہ کوں لیو بھلا کر تمیں | اپس میں اپے مل رجھا کر تمیں
قطب شہ کوں جیکوئی ریجھا یگی | بڑا مرتبا سب میں وو پائینگی

بڑی نار وو ہے جو بھاوے اُسے
کہے بخت ہیں جو رجھاوے اسے

تدبیر تسکین شہزادہ[152]

بلا شاہ کوں شاہ بھیجا وہاں | پریاں ہور حوراں ملیاں تھیاں جہاں[153]
رضا ہوی تھی جیوں شاہ عالم ستی | اپس میں لپے تیوں سکیاں ہم ستی
رجھانے لگیاں شہ کوں من میں نہال | پریاں چھند بھریاں چھند سوں سب لگنہال

---

۱۴۹ د، م۔ مکھ
۱۵۰ ل۔ ھر ایک
۱۵۱ ل۔ حورا
۱۵۲ نسخۂ "ل" میں یہ عنوان نہیں ہے
۱۵۳ ل۔ وتھاں

کدھیں کوئی کھڑی رہتی آسا منے　　کدھیں شہ اُپر کرتی کوئی آمنے
کدھیں بند کِڑی تھی کوی ناز سوں　　کدھیں دور کوی جھارتی ساز سوں
کدھیں کوی کھلاتی اتھی پان آ　　کدھیں کوئی پکڑتی تھی پیکدان آ
کدھیں گرد بینے کوئی آتی اتھی　　کدھیں نیہ سوں کوی جھولاتی اتھی
کدھیں کوئی پیالا پلانے کوں آسے　　کدھیں کوی نقل لیا کے شہ کوں چکائے
کدھیں پھول سنتی تھی کوی برمنے　　کدھیں کوی بلاتی اتھی گھر منے
کدھیں کوی دکھاتی ہنسا کھول کر　　کدھیں کوی رجھاتی بچن بول کر
کدھیں کوی دیوانی ہو بھرتی اتھی　　کدھیں[۱۵۴] کوی بے سد ہو گرتی اتھی
کتیاں سد ستیاں ہور کتیاں جیو دیاں　　رجھانے کوں تقصیر نیں کچ کیاں
شہنشہ پہ جیو بھوت دھرتیاں اتیاں　　اشارت انکھیاں مار کرتیاں اتھاں
چھنداں ہور نازاں کے کاری منتر　　سکیاں جنچلیاں پڑھ پھونکیاں شاہ پر
سونیہ شاہ کوں ایک کا صد ہوا　　منتر تھا اُنو کا سو سب رد ہوا
کہ اُس شہ کے دل میں سو دھن مہر تھا　　نہ تھا مہر وو باطل السحر تھا
جو ایکس کوں جس دل منے ٹھار اچھے　　ضرور ہے جو دسرا وہاں بھار اچھے
سو دیسے منے شاہ وو آسے کر　　گلے سوں لگا شہ کو سمجاسے کر
کھیا پیار سوں شاہزادے کوں شہ　　ترا جیو آنیاں میں کس پر ہے کہہ
دیا شہ کوں یوں شاہزادہ جواب　　کہا اے[۱۵۵] شہ نکو کر توں منج پر عتاب
ہر ایک ناراس ٹھار او تار ہے　　سگھر ہور چھتور چوسار ہے
ولے کوی مرے دل کوں بھاتی نہیں　　کسی میں سو وو توک آتی نہیں
اگر نار اچھتی دو اس ٹھار پر　　تو بھلتیاں سکیاں سب یو اس نار پر
دیوانی ہر یک اس کی یوں نار ہوے　　کہ سر تے منجے رشک کا ٹھار ہوے
جو یو دیکھتیاں اس کوں چک میں پھر　　تو پانی بھتیاں اس اُپر دار کر

---

[۱۵۴] ل۔ کدھیں بے سُدھ ہو لرتی اتھی
[۱۵۵] ل۔ کہ شہ نکو کر

جو دھن منج کوں لبدائی سو یاں نہیں — جتیاں ہیں ودلے ایک دو یاں نہیں
جو پنکھی دیکھے چاند کارن جفا — ستارے جھکنے تے اسس کیا نفا
کہ عاشق اچھے شمع کا جو پتنگ — نہ بھاوے اسے پھول کا کیچ سنگ
کمل پھول طالب جو ہے سور کا — وو محتاج نیں چاند کے نور کا
نیچے اس سکیاں کا سو یو جھند نہ بھاے — سمندر کوں امریت کیا کام آے
سو دھن باج شہ کس پہ جیونیں دھرے — کہ ہنس موتی کھاتا ہے ناکنکرے
ضرور اب ہوا بھید اب بولنا — معما جو ہے سو اسے کھولنا
کتا بات ماباپ تے میں چھپاؤں — کسی ہور دھرے کوں رسیانی لیاؤں
اپس کو اپچ ہو کے رکھتا سنبھال — اپس کا اپے حال کہتا اتال
بنتا اچھے کام کچ لاج تے — منجے بات یو فام ہوئی آج تے
اسی بات پر کام لیا یا اتنے — بڑیاں تے جو یو پند پایا لتے
سو رازاں کے غنچیاں کو کر پھول تب — کھیا خواب دیکھیا سو سہ پاس سب
سنیا بات جب شہ نے اس دھات کی — اڑی سب خبر شاہ کی ذات کی
کھیا شاد، شہ[۱۵۶] کا عجب حال ہے — کہ قصا یو سب خواب ہور خیال ہے
مبادا یو آخر دیوانا ہوے — کدھر کا کدھر یاں تے جانا ہوے

خدایا دے توں صبر و آرام اسے
پلا دھن کیرے وصل کا جام اسے

مشورہ باعطارد[۱۵۷]

عجب ایک اس وقت پر مرد تھا — ہنر وند عاقل جہاں گرد تھا
دنیا کے اپیں بند تے آزاد ہو — پھرے شرق تے غرب لگ باد ہو

---

۱۵۶ ل۔ شاد
۱۵۷ نسخہ "ل" میں یہ سرخی نہیں ہے۔

کدھیں روم میں تھا کدھیں شام میں | کہ دستاد تھا وہ ہریک کام میں
عطارد سو نقاش کا نام تھا | بھلا ہور بُرا سب اُسے فام تھا
ہریک ملک اوپر گذر تھا اسے | ہریک شہر کا سب خبر تھا اسے
ہریک ٹھار اوپر اسے ٹھار تھا | کہ خوش طبع سکیں ادب دار تھا
ہریک شہر پھرنے ہوس[158] تھا اسے | ہریک کام کرنے کو حلبس تھا اسے
سو نقاش ہنس مکہ جیوں درد تھا | عجب شیخ[159] شیریں زباں مرد تھا
دھرے کام میں[160] لاف مانی اوپر | کرے باد جیوں نقش پانی اوپر
اگر خیال دوڑائے دو دور کا | انکھیاں موند صورت لکھے حور کا
جہاں خوب خوش شکل دیکھے سُندھر | لکھے نقش ان کا دو[161] نقاش کر
جتیاں خوب تھیاں سندریاں جگ منے | رکھیا تھا اُنن نقش یک اب کنے
کرے زندگانی دو[162] داس دھات سوں | سرا نا سکے کوی اسے بات سوں
یو نقاش کی سب خبر پائے کر | اُسے اپنی خلوت منے لیائے[163] کر
سنگات اپنے بلائے[164] اسے چاو سوں | لگے کرنے تعظیم بھو بھاؤ سوں
کہے تو جو دیکھیا جتیاں سندریاں | سُلکھن چھبیلیاں چنچل چھند بھریاں
تجے کون اتنیاں میں خوش آی ہے | تجے کون کہہ سندھری بھای ہے
سنیا شاہ تے بات یو کان دھر | اُٹھیا[165] شہ کوں نقاش تسلیم کر
کہ خوباں تو شاہا بھوت خوب ہے | یکس تے سو یک خوب محبوب ہے

۱۵۸ه ل ۔ ہوس اُسے
۱۵۹ه د، م ۔ کوچ
۱۶۰ه د، ل ۔ مے
۱۶۱ه د، م ۔ اُس کا
۱۶۲ه ل ۔ دو دھات
۱۶۳ه ل ۔ لیا کر
۱۶۴ه د، م ۔ بلا
۱۶۵ه د، م ۔ اُٹھیا

کسے باس ہے ہور کسے رنگ ہے — کتے[167] باس ہور رنگ بھی سنگ ہے
جو عاشق بلاتا ہے دیک آس تے — دو کچھ خارج ہے رنگ ہور بان[168] تے
پھلاں ہور خوباں یو یک ذات ہے — کہ یک رنگ یک روپ یک دھات ہے
کسی میں سو چھند بند ہور ناز بھوت — کسی میں صورت شکل کا ساز بھوت
کسے میں بڑا کوں کسے میں سرا دوں — کہ خوباں ہے شہ خوب آپنے ٹھاودں
نہیں باس سنبل کی نرگس منے — جو اس میں اچھے سو نہیں اس منے
نہ یک جنس لک جنس محبوب ہے — جو بھاوے اپس کوں وہی خوب ہے
جنم سب گھٹا شہ اسی کام میں — جو توں پوچھتا تو مرے فام میں
یتیے ملک دیکھیا ولے کوئی نار — نہ دیکھیا کہیں مشتری نار سا
پریاں سندریاں سب سو دھن جو ہے — کہ باقی سو چانداں دو جیوں سود ہے
نوسے چھند ہور ناز تلتل نہ پای — کہ فتنے اچھے باپ غمزا سو مای
سو سنگار کر آے دھن ساج سوں — سارے تے گم ہوے آب[169] لاج سوں
جھمک گھن اُمیں جھمکا کے مکہ[170] نور کا — شرم کھائے خوبی میں دھن حور کا
جو باتاں میں وو نار ٹک آئے گی — ہتھیلی میں لیا بہشت دکھلائے گی
عجب کچ سو خوبی ہے اُس دھن منے — کہ بھیر تے اُسنے[171] دیکہ ٹک بن منے
رہے اشک تے پھول لھو گھوٹ کر — مریں جل نے غنچے رسنا پھوٹ کر
گرفتار ہوے پھول دھن قہر میں — تو یوں ٹانگتے سیاست کر شہر میں
سو بجلیاں سو دھن سم ہماتی اہیں — شکم درد تے تلملاتی اہیں
انکھیاں لال اُس نار ناراں کیا — کہ موتی اُپر جیوں جڑے مانکیاں

---

[167] ل، ع کسے باس دنگ ھور بھی سنگ ہے۔

[168] یہ شعر نسخہ "م" میں نہیں ہے [168 الف] اوپر کا چھوٹا ہوا شعر اسی طرح اس شعر کے بعد نسخہ م میں درج ہے۔

جو عاشق بلاتا ہے دیک آس تے — دو کچھ خارج ہے رنگ ہور باس تے

[169] م - اجت لاج

[170] د، م - مکہ

[171] د، م - مکھ

اچھے مول بیچ نین دو جھم کنے — کہ مچلیاں ہیں سورج کے چشمے منے
تماشے دسے اس منے دھات دھات — غضب زہر ہور لطفِ آبِ حیات
دسے پتلی یوں نار کی آنگ میں — کہ بیٹھا بھنور آنب کی بھانک میں
جو عاشق ہو کر جیو اس دھات لاسے — غصے تے مرے پیار تے جیو پاسے
جسے حور کہتے سو دھن جھانوں ہے — دنیا میں چھوٹی حور کا ناؤں ہے
جو بنگالے کا سحر جیو گھات ہے — سو اُس مشتری نار کی بات ہے
بنگالے سحر کوں جو یاں لاتے[۱۱۵۰] ہیں — سو اس کے ادھر اسکو چھپاتے ہیں
بنگالے شکر کوں جو میٹھائی ہے — سو میٹھائی دھن لب تے وو پائی ہے
ایس منج دکھلاکے[۱۱۵۱] وو شوخ نار — سورج چاند تارے ملا ایک ٹھار
سنہر سحر منتر کے داداں تلیں — ابھالاں لڑیں اُس کے پاداں تلے
انچل اس مصلے ہے جبریلؑ کا — سیہ تل سو سجہ سرافیلؑ کا
رکھے نار وو ناز سوں یگ جہاں — سورج چاند سجدا کریں آ دہاں
لگیا نیں ابھوں ہات کس غیر کا — کہ نیں دوج کوں ٹھانوں واں سیر کا
بنگالے میں ہے ٹھار اس نار کا — نہ ہے چاند نا سورج اُس سار کا
دھرے نار وو مشتری شاہ نام — کہتے بادشاہاں ہے اس کے غلام
لیوے ناؤں کن مرد کا اُس اگے — نہیں کوئی ایسا جو اس کوں منگے
بنگالے کی اُس بادشاہی اچھے — اسی نار کی داں دراہی اچھے
اُسے ایک زُہرا سگی بھان ہے — سو داؤدتے وو خوش الحان ہے
بڑی حور ہے جیوں ننھی جیوں پری — سو زُہرا اچھے یک وو جی مشتری
اگر اُس سکی کا تجھے آس ہے — تو اُس کی صورت اب میرے پاس ہے
اگر تو منگیگا تو میں لاؤں گا — تجھے اس کی صورت سو دکھلاؤں گا
کہا[۱۱۵۲] شہ مُنجے بیگ دکھلا اتال — کہ مُنج میں رہیا نیں ہے اب پاچ کچل[۱۱۵۳]

۱۱۵۰ل = لیاے ہیں ۱۱۵۱ل = دکھلا دو
۱۱۵۲د،م = کہا ۱۱۵۳م = کوچ

اگر صورت اُس کی جو دکھلاے گا　　توتوں دل کے مقصود سب پاے گا
اتال اس کی صورت دکھانا بھلا　　دو صورت کہاں ہے سولیا نا بھلا
عطارد لگا اُس[۱۷۵] کوں سمجاے کر　　شہنشہ کوں باتاں میں ٹک لائے کر
جو دھن کا صورت شہ کوں دکھلائیا　　سو شہ لُبدے کوں سرتے لبدائیا
سو دھن کا صورت قطب شہ دیکھکر　　دِپکھا ناکہ وی ہے یومن ہر سندر
نشان اس کے اس میں جو پانے لگیا　　سو خم چاٹ چھاتی سوں لانے لگیا
اسے میرے دل کے بھیتر ٹھار ہے　　دِلوانہ کری مُنج سو یو نار ہے
دغا دے گئی تھی و لے آئی بھی　　لگیا تھا مرا جیو جور لائی بھی
عجب جور خصلت اہے یو پری　　کہ سپنے میں آمنج دوا نا کری
سو دھن خواب میں جانے منج بل نہیں　　یو ادکل برہ کی ہے اُس کل نہیں
جنم سب اُسی دھن کوں جیتا ہوں میں　　اُسی دھن کی خاطر سو تپتا ہوں میں
میرے خواب میں آی سو یو سچ ہے　　منجے یوں جو لُبدائی سو یو سچ ہے
یہی نار اس محل پر آئی تھی　　یہی ناروان اپسے جھمکائی تھی
اسی نار کوں دیک میں سُدستیا　　اسی نار کے عشق میں یوں گھسیا
میرا دل لیکر گئی ہے یو سندری　　پریشان کی ہے منجے یو پری
چتارا جو دھن روپ لیایا چتار　　تو ٹک آج میرا ہے خاطر قرار
نہیں تو مرا حال مشکل اتھا　　کہ بھو تیچ بیتاب یو دل اتھا
سو نقاش کا بھوت اُپکار جان　　کرڑ ہور لاکھاں دئے اس کوں دان
کر یاقوت الماس ہیرے رتن　　دے بے حساب اس کوں شہ مال دھن
نہیں انت کیں کچ اس دان کوں　　گلستاں کیے شہ بیابان کون
بڑیا شہ کے خوشحال ہو کر و دیگ　　سُنے میں ہوا غرق سر پا نو لگ
جو دھن کی صورت شہ دیکھے شوق سوں　　پڑے اُس وقت یو غزل ذوق سوں

---

۱۷۵ ل ۔ اس سمجاے کر

دسیں دھن نکہ[1406] بیچ نیناں کہ موتی تھال میں ڈھلتے
لٹاں چھٹ تن اپر یوں ہے بھونک جیوں نیر پر جھلتے
بدل رنگ سیام مکھن گُٹل مین الق نیٹ اچپل
کہ کالے ڈونگراں تے تل بچے ہرناں کے اوچھلتے
لٹنی[1407] لڑاپ اپس کتکی نیٹ سرزدا دک ہٹ کی
بچھراے ناگ تج لٹ کے سنپارے دیک کر چھلتے
دکھیت دھن نین جھل کھا کر مچھلیاں دعوی کیاں آکر
تو سب جگ یوں پکڑ لیا کر کڑائی بیچ لیا تلے[1408]
نین دو مست چنچل کے اچھیں بیچہ نکہ[1409] تر مل کے
کنول پر بند جیوں جل کے سورہ رہ باو تے ہلتے
دسن تے جگمگے جوتی امولگ ڈھال گج موتی
دریا دیک اشک تے روتے ستارے حسد تے جلتے
ڈول دھن مینی کاناں ہیں کہ سُرن پھول پاناں میں
سورج چاند آسماناں ہیں بچارے لاج تے گلتے
تلک پھندنا نہ ساجے کیوں کہ منگ موتیاں کی لڑ ہے یوں
کجل مخمل کنل[1410] پر جیوں سو موتی آج جھل جھلتے

عطارد کوں شہ حال سب بول کر
کہے خواب دیکھے تھے سو کھول کر
کہ اس دھن سوں منج عشق اس دھات ہے
کھیا ہوں تجے میں جگ بات ہے

[1406] د،م = نکھ
[1407] ل = لڑلڑاپ اپس کے کتنی
[1408] د،ل = باتتے
[1409] د،م = نکھ
[1410] د،م = کنل

کہ عاشق اہے توں اپسے درد مند   تجے فام اس کام کی سب ہے چھند
اتال اس کے ملنے کی تدبیر کر   توں بیگ ہونکو کام تاخیر کر
جو دکھلاے گا توں سو دھن کوں منجے   تجکچ توں منگے سو دیونگا تجے
سنگاتی تج ایسا کہاں پاؤنگا   جدھر توں لیجاگا ادھر آؤنگا
کہ میں یار تیرا، میرا یار توں   لے چل جاں ہے وو دھن منج اس ٹھار توں
عطارد یو سن بات حیران ہو   اپس میں اپسے ٹک[١٨١] پشیمان ہو
کھیا شہ کوں یو کام مشکل اہے   کرن کام اس دھات کس دل اہے
کہ یو کام اندیش کرنا بھلا   اگر سچ پوچھے تو بسرنا بھلا
توں دیکھیا نہیں درد اجھوں دوک کا   توں نیں جانتا کچ قدر سوک کا
توں عاقل ہے شہ ٹک اپس میں بچار   نکو ہو توں اس کام پر اختیار
کدھیں ٹک یکیلا رھیا نیں ہے توں   اجھوں دکھ درد غم سھیا نیں ہے توں
کہ یو کام ہنسی کھیل کا کام نیں   فن اس کام[١٨٢] کا ہر کسے فام نیں
توں جس ملک جانے کوں ہے اختیار   بری دیو جن پنت میں ٹھار ٹھار
کہیں باٹ میں خیر کیں شر اہے   کہیں آس امید کیں ڈر اہے
توں نو خیز ہور جان مغرور ہے   بڈھیاں کا اندیشا بہوت دور ہے
جوانی دیوانی اخل وند نہیں   جوانی یو بے بند اسے بند نہیں
توں اپنی جوانی میں شہ غرق ہے   کچے ہور پختے میں لی فرق ہے
سکندر پڑیا تھا جو ظلمات میں   رھیا تھا بلا کے سنہرد بات میں
بڈھیاں سو نچ انے تو بچا ریا بچار   بڈھیاں کچ حکمت تے نکلیا بہار

---

١٨١ ل = ٹکہ

١٨٢ ل = کام ہر کسے

بڈھیاں سونج جواو لیچ تے پوچتا   توہرگز اسے دکھ[184] نہ ہوتا یتا
جواناں کی سن ہے سو سر شور ہے   بڈھیاں کی سو تدبیر کچ ہور ہے
بچے بارچ رنگ خوب باتاں میں نیں   بڈھیاں پلچ ہے سو جواناں[185] میں نیں
دنیا دار صاحب جو سکتے اہیں   بڈھیاں کوں نزدیک اپنے رکھتے اہیں
گنبھیر ہیں بڈے نت گنبھیراں کنے   جواناں دعا منگتے پیراں کنے
بڈے خوب معقول ہر ایک باب   بڈھیاں کی دعا ہوتی ہے مستجاب
نہیں جھوٹ یو سچ ہے سچ جان توں   بڈھیاں کے یو پند خوب ہے مان توں
کہ ہے گھات بھو دھات ہر گھاٹ میں   کہ ٹھنڈ دھوپ ہور باد ہے باٹ میں
دکھن تے بنگالا بہوت دور ہے   بندا ایسے کاماں تے معذور ہے
سو یو بول[186] اس شہ کوں بھایا نہیں   ادا ہے روش کچ خوشش آیا نہیں
سو خاطر پہ ٹک ماندگی لیائے کر   کھیا شاہ[187] غصے منے آئے کر
توں سست بہر باتاں بی تیریاں سست ہے   درست نیں توکہتا ہے سونا درست
نیت میں کیا ہوں اُدھر جانے کا   نہیں حاجت اب تیرے سکلانے[188] کا
بڈھیاں کوں سو نھوآد[189] کی عقل ہے   کتاباں میں سیکھے سو یوں نقل ہے
بڈھیاں کوں کہاں عقل سنپور ہے   کہ ساٹے و بدنھاٹے مشہور ہے
بڈھیاں کوں نہ کچ عقل نا فام ہے   بڈھیاں کا پچھنے نانو بدنام ہے
جفا پیری ہور ناتوانی منے   ہر ایکس کوں لذت جوانی منے

---

۱۸۳ د، ل = کوں جو
۱۸۴ د، م = دکھ
۱۸۵ د، م = خاماں
۱۸۶ ل = بول شکھوں
۱۸۷ ل = شامنے
۱۸۸ ل = سنگ لائیکا
۱۸۹ د = نھوان، ل نھنوا

بڈھیاں کے سوکاماں میں اب رُچہ نہیں　　بڈھیاں میں بھرج باج بھی کچہ نہیں
بڈھیاں میں سوگج گیان کا بل نہیں　　درست ہے بڈھے جھاڑ کوں پھل نہیں
بڈھے ہیں کرکھانے کو خوب ہے　　بُڈھے پگڑی پھسلانے کوں خوب ہے
طرزِ عشق کا توں نہ پچھان نا[190]　　ہیں کی تو بھی اپے ناجان نا[191]
یو قصتا دو مسلا ہوا دکھنی　　بھر دسے کیرے بھیس کرا جنی
توں اتنیچ میں یوں[192] ہوا سہم سوں　　بیتے ملک دیکھے سوکس فہم سوں
کنے کی نہ تھی بات یو اُس سنگات　　دلے مصلحت کوں کہے شہ یو بات
توں عاقل ہے کہ تج بتیاتا ہوں میں　　تجے اپنے نزدیک لیایا[193] ہوں میں
لگے دل کوں[194] عاشق کے نا توڑنا　　ٹُٹیا گر اچھیے گا تو بھی جوڑتا
ہمت کر توں تقوے کوں کی چھوڑتا　　جڑیا دل مرا کیا سبب توڑتا

عطارد کھیا شہ توں شاد اچ مدام　　توں صاحب مرا میں ہوں تیرا غلام
تجے عشق میں آزماتا اتھا　　ستم بات اس دھات لاتا اتھا
سدا راج کر ہور جی جگ میں جم　　سچا پاک عاشق توں ثابت قدم
جکوی یار سوں اختیار ہوے گا　　تو اس یار سوں اختیار ہوے گا
اگر یار دلدار ہور اہل ہے　　تو یو کام کرنا بہوت سہل ہے
جو شہ تج سو دُکھن[195] کا یتا فام ہے　　تو یو کام کرنا مرا کام ہے
سو یو بات سن شاہ خوشحال ہوا　　جو پیلا ہوا تھا سو پھر لال ہوا
جو طالب کے من بیچ مطلوب ہے　　بُرا ہونے کی ٹھارا سے خوب ہے

---

[190] ل ناں = نا
[191] ل ناں = نا
[192] ل = یوں سہم سوں
[193] ل = لیا ہوں
[194] ل = م سب کا

کھیا شہ عطار د میرے پاس ہے   اتال اس کے ملنے کی منج آس ہے
بچا شہ سودھرن پت میں اختیار   کہ بندے تے کوشش خدا کرنہار
سو گنونت چتارا بھوت دھات دھات   کھیا شہ کوں سمجا کے بھو دھات بات
کہ چلنے کوں اب مستعد ہوپ کر   شہنشاہ کوں بیگ دے توں خبر
جو سنگات[196] ہر جنس کا لے قماش   کہ عالم میں نا ہوے یو بات فاش
اگر کام کرتا[197] تو یوں کر یو کام   کہ دشمن کوں نا ہوے یو کام فام
لے شہ آج سوداگری کا لباس   کہ تیرے دندی آس تے ہویں نراس
سو یو جائیں اب شہ کہ جانے نہ کوی   ہمیں کون ہیں یو[198] پچھانے نہ کوی
پھر اگر اپس کے سو اس جیس کوں   یو سٹ دیس چل جائیں پردیس کوں
جو منگتا ہے شہ یوں کہ مقصود پائیں   تو باٹ اب ہمیں سٹ کو اڑ باٹ جائیں
کنا تھا سو کہیا تجے میں بچار   اتال اے شہنشہ ترا اختیار
لگے بائیں ہے ہور پچیس کو ا   اندیث نکو کر ہوا سو ہوا
دو نو مل کے یک دل ہو کر را جوٹ   کیے کام ادھر جانے کا آج گھٹ

اگر نا پچنا نچ ہے تو گھنگھٹ ہے کیا
نکل جائیں چل بیگ یاں[199] ہٹ ہے کیا

اجازت خواستن محمد قلی قطب شاہ

از

پدرو مادر[200]

یو چھپا راز برگٹ ہوا شاہ کا   کہ عاشق اہے شاد اُس ماہ کا

---

[196] م = سنگھانیں
[197] ل = کرتا یو
[198] م = کر
[199] ل = یاں ہے ہٹ کیا [200] نسخہ "ل" میں یہ عنوان نہیں ہے

چھپی بات نیں یو جتا شہ چھپا کر — کر عشق ہور مستی چھپا یا نہ جائے
کیا بات ظاہر ود اس بات میں — کتا کوی رکھے آگ کوں بات میں
جو یک گھر منے عود کوں کوی جائے — تو سو گھر لگت[201] اس عود کا باس جائے
کر نجل کیوڑے کا جو باس ہے چھنال — نہ رکھ سکے ہرگز اسے کوی سنبھال
ہرت کوں چھپانے کہیں ٹھار نیں — ہرت بادلی ہے چھپن ہار نیں
جداں تے جو پیدا ہوا ہے یو جگ — ہرت کوی چھپا نیں سکیا آج لگ
پڑی خلق مکھ بات یو ہچانک کر — رکھیا جائے اسمان کیوں ڈھانک کر
جو اہر اجل سٹیں[202] جھر سر نوشت — جو جل گزرے جس سرتے ہور سرگزشت[203]
محبت ادیکھ توں کر نکو — کریگا تو رسوائی تے ڈر نکو
محبت کہتے ہے سو رسوائی ہے — یو رسوائی عاشق کوں ہو آئی ہے
دہی یار بھاتا اہے یار کوں — مشقت سوں ڈھوے یار کی بھار کوں
محبت لگیا ہے جسے جیو کا — نہیں کوچ پروا اُسے جیو کا
اوّل جیو تے ہات دھوتے ایں — پچھیں عاشقاں عاشق ہوتے ایں
سو ہاتی ہے رسوائی یاری منے — کر عاشق کوں عزت ہے خواری منے
یہاں بادشاہی غلامی اہے — یو بدنامی نیں نیک نامی اہے
محبت میں ہوتا جہاں جگ اسیر — برابر ہے واں بادشاہ ہور فقیر
ندیم اپنے کوں شہ بلا بھیج کر — یو قصہ کھیا اس کنے سربسر
کھیا میں کھیا جیوں تجھے یو نچ توں — کہہ یو بات بھو دھات اس شاہ کوں
رضا منگ بھجیا شہ شہنشاہ کن — کر جاتا ہوں اب میں بنگالے کدھن[204]
کھیا جب ندیم اُس کوں جا کر یو بات — اندیشا لگیا کرنے شہ مکھ دے بات

---

[201] م۔ منے لا
[202] سیت
[203] نسخۂ "ل" میں یہ شعر نہیں ہے
[204] د، م۔ کے دھن

کھیا کوی کہو میرے فرزند کوں   کہ سُن کان دھر باپ کے پند کوں
توں سور ہے نکو دور ہو اسمان ستے   توں ہیرا ہے نا بچھڑ کھان سے
توں پھل ہور ہے ٹھا نو تج پھول بن   توں سرو ہور جاگا ہے تیرا چمن
توں شاہی کیرے بزم کا شمع ہے   توں جسم جیو تج تھے میرا جمع ہے
نکو کر پریشاں دل جمع کوں   نکو توں بجا جھلکتی شمع کوں
جسے یار کہتے سو کیس یار نیں   اگر ہے تو بھی کوی وفادار نیں
وفادار سو یار کرتا رہے   توں اس سات ہو یار اگر یار ہے
اپے اس سوں ہور دو ایس سوں بلچھے   توں دو عین ہو رعین دوتوں اچھے
نکل ایسے کاماں ستے آنا بھلا   محبت خدا سوں لگا نا بھلا
توں جس سات جیولا سنے کوں جائے گا   تجے سٹ وو دُسریاں سوں جیولائے گا
کہ کامل شل کہہ گئے یوں اگلے   منگوں دیدیں دید سو دھنک کوں منگے
نہ یاری کے لائق ہر یک یار ہے   ہزاروں میں یک کوئی وفادار ہے
ہر ایکسکوں جیو یو کہ لایا نہ جائے   زمانا بُرا کس پتیایا نہ جائے
کہ جس کوں پتیا کر توں جیولائے گا   اسی سے توں آخر دغا کھائے گا
ایس گھر میں اچ نا نکلنا بھلا   بُرا وقت ہے دیک چلنا بھلا
نہیں خواب یو خیال توں یک سٹ   نکو کر توں اس کام کے تائیں ہٹ
میرا جیو ہور دل ہے تجہ پر فدا   نکو ہو توں بذین میں منج[۲۰۵] تے جدا
نکو نھاس جا توں میرے پاس تے   نکر منج نراس[۲۰۶] اس امید آس تے
کیا باب شہ تجہ سوں کہہ کیا برا   کہ توں آج ہوتا ہے اس تے جدا
ندیم اس دھنس[۲۰۷] کی خبر لیا ئے کر   کھیا شاہ کوں یو نج سمجائے کر
خبر اس تے اس دھات جو شہ پائے   ندیم کوں جھڑک سٹ کے غصے میں آئے

۲۰۵؎ ل = منجہ
۲۰۶؎ ل = نراس امید
۲۰۷؎ دم = جنس

کرینہ کا خبر نیں یو دھرتے ایں … چھوٹی بات چیکیچ کرتے ایں
توں یاری ہر ایکس سوں نا جوڑیوں … توں دل کوں نکو موکلا چھوڑیوں
یو دل تھیں بلا عیب کی کچ اہے … دلوانا عشق باز ہور ہیچ اہے
کیٔے عشق اوّل تے یوں عشق باز … کہ مندھر حقیقت ہے سیڑھی مجاز
سیڑی اُس اُپر پاؤں رکھ بعدازاں … توں مندھر میں جا جیو منگتا جہاں
کہ جس یار کوں یار سوں غرض ہے … یو دکھ سو سنا اُس اُپر فرض ہے
جفا نیں منجے عشق کے بندتے … نفا نیں ہے کچ جگ کیرے پندتے
سُنے نیں کہ مجنوں دکھیں تب سیا … سو لیلیٰ[209] کے خاطر دو کیا کیا کیا
سنے نیں کہ فرہاد سے یار نے … دیا جیو شیریں کے کارنے
محبت کے مارگ نہیں جانتے … جھوٹے چیکچے کی منج کوں رنجانتے
منجے اُس چنچل دمن کے تیں جیون دیو … جو ہوتا سو میرے اُپر ہون دیو
لگیا نیں ہے یو جیو اس دعات سوں … جو ٹوٹے یکا یک کس بات سوں
خدا عاشقاں کے لکھیا بھاگ میں … کہ جلنا اچھے عشق کی آگ میں
میں راضی ہوں اپنے اسی بھاگ تے … سمندر کو نیں خوف کچ آگ تے
منجے اس تے شادی اچھے غم نہیں … کہ دکھ[210] عشق کا سکتے کچ کم نہیں
خوشی ہے و لے عشق کا درد کاں … جسے درد یو ہے سو دو مرد کاں
یو ایسا درد نیں جو ہوے ہر کیے … بڑے بخت اس کے خدا دے جسے
منا کرنے پیرت پڑیا جگ گلے … جکوی سمجے نا اس ستی کیا چلے
نہ کچ مجکوں حاجت ہے پند سات یوں … سمجتے تو نا بولتے بات یوں
جو عاشق پرت پھند میں بندہے … اُسے داغ پر داغ یو پند ہے
کہ عاشق سچا ہور جانباز ہوں … پنداں تے یو لوگاں کی میں واز ہوں
یو ازما کے دیکھیا ہوں میں بار بار … کہ عاشق کوں نیں ہوتی پند سازگار

---

٢٠٨ ل: بی بے کی خاطر
٢٠٩
٢١٠ ل: دکھ

رُباعی

میں نار ہسوں اُس شہر تک جائے بن — چنچل سکی کا چک درس پائے بن
اس جیو دیوانے کوں[۲۱۱] کیوں ہوئے قرار — اس نار کوں اس ٹھار لے کر آئے بن

رضا باپ جانے کوں جو نیں دیا — منا کر منا کر منا جو کیا
سو شہ ماں کے نزدیک جا بیس کر — نپٹ عجز سوں پانو پر سیس دھر
جسے عشق چھالے دو کیوں چپ رہے — سو اُس ماولی پاس شہ یوں کہے
مُنجے سوں ہے اُس دُھن کے دیدار کا — منجے سوں ہے اس چھند بھری نار[۲۱۲] کا
مُنجے سوں ہے اس دھن کے دذین کی — مُنجے سوں ہے اس کے میٹھے بین کی
مُنجے سوں ہے اس رنگ بھرے گال کا — منجے سوں ہے دھن مشک رنگ بال کا

پر پر بڑے نہ بوجے جس پر پڑی سو بوجے
کیا پر کروں کہو ہوں کو پر منجے نہ سوجے

کہ میں شہر بنگالے کوں جاؤں گا — خدا لیائے تو بیگ پھر آؤں گا
جتی ماں اپن مہر سوں آئے کر — کہی شاہ توں یوں سواں کھائے کر
سنی نا جو یو بات شہ پیو تے — ڈری شاہ کے نازنیں جیو تے
مبادا، اپس پر کرے گھات کچ — کہ سنتا نہیں کس کی یو بات کچ
اُسے عشق اُس نار کا زور ہے — دیوانا ہوا فکر اسے ہو رہے
جو ماں کی بی نیں بات شہ تک سُنیا — ہزاراں نقش ناصحاں پر مُنیا
ہوا شہ کو معلوم خوبیچ احوال — کہ شہزادے کوں کوی نہ رکھوی سنبھال

---

۲۱۱ ل ۔ کوں سو کیوں
۲۱۲ ل ۔ ناز

رُباعی گفتن ابراہیم شاہ[213]

عاشق ہے فبوی پنداسے بھاسی نا ۔۔۔ سرہے ملک اس باٹ میں جانے جاسی نا
کیا کام ہمنا عشق تے کرتے ہیں اُسے[214] ۔۔۔ ہرگز کسی کے پند[215] میں وہ آسی نا

کہے شہ کوں توشادینا باٹ کوں ۔۔۔ کہ جاتا ہے شہ عشق کے ہاٹ کوں
کئے دور شہ دل میں تے کوپ سب ۔۔۔ لگے مستعد کرنے اب موپ سب
سو دلدار غم خوار یاراں سلے ۔۔۔ شہنشاہ کے دوست داراں سلے
جو توشا پکا کر دئے شہ اپے ۔۔۔ چرا کھانے کوں لوگ اسے لی چپے
جُھٹا ہے سو توشے کوں چوماے کر ۔۔۔ کہ اُس ٹھار شہ بیگ پھر آئے کر
تماشاں کے بندلے دئے بے شمار ۔۔۔ ہتیاں کے انباریاں اُپر[216] کر انبار
غلام ہور باندیاں ندیم ہور قوال ۔۔۔ دئے شہ کوں خدمت کی خاطر دنبال
لگے شہزادے کوں شہ لالئے ۔۔۔ بُجگم شہزادا منگیا سو دئے
کہ فرزند سفر کرنے جاتا اہے ۔۔۔ خدا جانے بھی پھر کو آتا اہے
خزینا دیا شہ کوں شہ شاد کر ۔۔۔ سو اونشاں اُپر شہ چلے لاد کر
اُٹھیانا دکھاتیاں کیرا سربسر ۔۔۔ سُتے[217] جو تھے سب اُٹھے جاک کر
رین کا سو تیسرا دو بارا اتھا ۔۔۔ کہ نکلیا[218] صبح کا ستارا اتھا
حشم کی سو چوندھیر[219] تے فوجاں اٹھیاں ۔۔۔ دکھن کے سو دریاتے موجاں اٹھیاں

---

[213] نسخہ "ل" میں یہ عنوان نہیں ہے
[214] ل = اسیر
[215] س، ل، م = کئے میں
[216] ل = اورکر
[217] د، ل، م = فرشتے
[218] د = نکلا   [219] د = جیوند، ل = چوندل

غلہ یوں بسیں شاد کیجے ساز سوں
کہ خوباں سنے دور اچا[۲۲۰] ناز سوں

رخصت شدن شہزادہ

کھڑے سعد شہ دیک مہر ستی — چلیا بھار سب باندکر گھر ستی
لگے کرنے مانباپ شہ کوں دعا — خدا دیوے شہ تج تیرا مدعا
بنہم چاند جیوں دو نوں گھٹنے لگے — ستارے انکھیاں میں تے تٹنے لگے
کہے شاہ مانباپ کوں پھر یو بات — کریں دل کے بت میں نہ دل میرے ہات
نکلنا کسے گھر سے بھاتا اہے — منجے دل یو ستی لجاتا اہے
کنا میں رکھوں دل کوں رہتا نہیں — یو کیا بھید ہے کوئی کہتا نہیں
بھوت منج کوں لگتا اہے یو عجب — کہ آدم پہ غالب ہے دل کیا سبب
منجے یاں رہنا بھوت مشکل اہے — کہ اتنا کیا سب سو یو دل اہے
ہوا رام میں دل میرا رام نیں — یو دل کیا کریگا منجے کام نیں
کسے بل ہے جو ترص کوں ڈال کر — رکھے اپنے اس دل کوں سنبھال کر
اسے آج سنبھال رکیں[۲۲۱] نہ کوی — یو سر زور ہے لڑنے سکیں[۲۲۲] نہ کوی
شہاں عاجز[۲۲۳] ہیں دل کیرے زور تے — تو کیا ہوے گا اب کسی ہور تے
پنکھی ہور پری ہور دیو ہور جن — یو سب دل کی خدمت کریں رات دن
سو مانباپ کوں شہ دلاسا دیکر — چلیا اپنے معشوق کے شہر ادھر
تو انپڑا وتے تئے منزل تلک — پھرے شہ کے ماں باپ پڑ شہ کے پگ

---

۲۲۰ د۔م = اچھا نازسوں
۲۲۱ م = رکھی
۲۲۲ م = رکھی
۲۲۳ م ذ ال م = عجز

چلے شاہ منزل کوں یوں داٹ داٹ[224]   کہ کئیں میں جائیں جینے کی باٹ
ہر یک دُگ[225] میں شہ دھن کوں جوتا اتھا   تمیں تل برت زیاست ہوتا اتھا
محبت کے کاماں میں سارا ہو کر   لگیا پھرنے صحرا میں بارا ہو کر
عبیر اس سوں اس دھن پتیہ کا دھول تھا   انی دار کانٹا اُسے پھول تھا
جسے عشق کی آگ جالی اہے   لحاف اس گگن خیمیں تھالی اہے

سٹیا راحت اپنا نیٹ دیہ کا
کہ جوں حق ہے پنت چلیا نیہ کا[226]

غزل گفتن محمد قلی قطب شاہ[227]

مد عشق میں پیا سو چڑیا ہے اثر مُنجے
سُد عقل فہم چھین کیا بے خبر مُنجے

دھن لکہ اگن[228] میں پڑنے سمندر ہوا ہوں آج
طوطی نہیں ہوں میں کہ جو بھاوے شکر مُنجے

پھُسلا کے خوبی سورج لجیا تا[229] بلائے کر
شا ندے یو عشق تج کدھر کا کدھر مُنجے

ہاتف خبر دے بیگ اگر دوست ہے مرا
کس رات آملے گی وہ چنچل سُندھر مُنجے

---

[224] ل = دانداٹ
[225] د، م: دک میں
[226] یہ شعر نسخہ "د" اور "ل" میں نہیں ہے
[227] یہ عنوان نسخہ "ل" میں نہیں ہے۔
[228] ل = اگ
[229] م: جبالے

بادل ہو بادنا دھیروں[۲۳۰] دشت میں آتاں
نہ بھادے سنگ جیدکسی کا نہ گھر منجے
اب بھاوتا ہوا ہوں سبھیں بھاڑتیاں کو چھوڑ
دھن بھادتے دو کھینچ لے اپنے ادھر منجے

کشتن محمد قلی اژدھا را[۲۳۱]

لگا آس اُمید سبحان سوں | جو شہ بات چلتے اتھے دھیان سوں
یکایک اسی بات میں دورتے | نورانی سونیناں کیرے نور تے
دیکھے گرد اندکار ہے بے شمار | کیے یو اجالاں رہنے کا ہے ٹھار
اسی سات شہ دل میں رنج لیائے کر | سو نزدیک اس پہاڑ[۲۳۲] کے آئے کر
کہے شہ عطارد کوں کہ کیا ہے یو | کہ اندکار دستا ہے اس دھات سو
عطارد دیا شہ کے تیں یوں[۲۳۳] جواب | کہ اے شہ جہانگیر عالی جناب
بلند گرد یو بے مثل گھن سار ہے | دیواں ہور سانپاں کا یو ٹھار ہے
بنی آدم اس ٹھار نیں ٹھارتا | پنکھی پنک اس ٹھار نیں مارتا
انبر تے بی اونچا ہے اونچائی میں | دھرت تے بی چوڑا ہے چوڑائی میں
جو یک سنگ سٹے اس پہر پر تے کوے | تو بھیں ہور اسماں مل ایک ہوے
بکٹ پہر[۲۳۴] اس پہاڑ کا نانو ہے | یو اسماں اس پہر[۲۳۵] کا چھانو ہے

---

۲۳۰ م = تجے
۲۳۱ یہ عنوان نسخہ "ل" میں نہیں ہے
۲۳۲ د = پہڑ - ل = پھڑ
۲۳۳ ل = یو
۲۳۴ د، م، م = پہاڑ
۲۳۵ م = پہاڑ

کرنک فہم اس پر جو چڑ ما اچھے ۔۔۔ تو ماندا ہوا اس ٹھار پڑتا اچھے
اندیشہ نہ چڑ لنگ ہو پکڑے کمر ۔۔۔ نکر ٹھیس کھا کھا پڑے اُس اُپر
نہ اس پیڑ پر سنگریزے اچھیں ۔۔۔ لھوے خنجراں ہور نیزے اچھیں
جو اس پیڑ پر جانے اچتا محال ۔۔۔ تو تکڑے ہو پڑتا تلک جیوں ابھال
جو ہلتی نہیں ہے زمیں ٹھارتے[۲۳۶] ۔۔۔ سو اس پیڑ سنگیں کے بھارتے
جو شہ دیکھتے تھے نیں لائے کر ۔۔۔ یکا ئیک یک بھیس سوں آئے کر
بلند ایک بنڈا بڑا واں نظر ۔۔۔ دو مشعل جھلکتے اتھے اُس اُپر
دو رنگ تھے اُسے رنگ سیہ ہور سفید ۔۔۔ کدھیں ہوئے پر گٹ کدھیں ہوئے نہ پید
جو بنڈا وہاں تھا سو یکایک وہاں ۔۔۔ لگیا دسنے چنگیاں سوں ملکر دھواں
کہے اس عطارد کوں شاہِ جہاں ۔۔۔ کنے آگ روشن کیا ہے یہاں
جواب اُس دیا یوں عطارد پھرا ۔۔۔ بڑا ایک رہتا ہے یاں اژدہا
بنڈا نیں یو اُس اژدہا کا ہے تن ۔۔۔ دو مشعل ہیں اُس اژدہا کے نین
کہ جبڑا سو جیوں غارِ محکم اچھے ۔۔۔ دھواں نیں یو اس سانپ کا دم اچھے
اتھی آگ شعلے شفق کھم ستی ۔۔۔ سو ناگ تے آتشیں دم ستی
نکلتا ہے شعلیاں سوں دم ناگ کا ۔۔۔ کہ بادل برستا ہے مھینوں آگ کا
چلیا ہے شہ پھر[۲۳۷] یں اب ہم اس گھاٹ تے ۔۔۔ سلامت گیا نیں کوئی اس باٹ تے
جو دیکھے نہیں بات انگے جانے کوں ۔۔۔ لگے کرنے تدبیر پھر آنے کوں
کہے شہ کہ مردانے مرداں کہیں ۔۔۔ انگے کا پچھیں پانوں رکھتے نہیں
مرد دو جو مرداں منے ناؤں کر ۔۔۔ چلے عشق کی باٹ سرپا نو کر
منجے کام نیں کس کی تدبیر سوں ۔۔۔ کہ راضی ہوں میں اس کی تقدیر سوں
توکل خدا پر جو کرتا اچھے ۔۔۔ دو ہرگز نہیں کس تے ڈرتا اچھے
مردنے پکڑنا بڑا کام دست ۔۔۔ کہ لوٹے تو بھنڈار بارے تو ہست

---

۲۳۶ جو ہلتی نہیں زمین اس ٹھارتے
۲۳۷ ل ۔ پھریں

کہے بات یو شہ عطارد کنے   یکا ٹیک آکر سو ویسے منے
جو اُٹ اژدہا کے سیک چلیا   کہ محشر کے بارے تے ڈونگر ہلیا
یتا کچ وو دھرتا اتھا ناگ بل   کہ آسمان کوں مارتا پھن اُچل
جو نزدیک آیا وو ٹک ڈاٹ کر   گئے لوگ سنگات کے نھاٹ کر
علی ولیؓ تھے مددگار وان   خدا بن نہ کوئی شہ کوں تھا یار وان
جو حملا کو آیا وہ شہ کے ادھر   کھڑے رہے وہاں شہ فرنگ کھینچ کر
سو شہ ہات کا ایک اسے گھاؤ لگ   دو ٹکڑے ہوا سیس تے پانو لگ
جو جلاب چک دوسٹیا قہر تے   زمیں سب ہری ہو رہی زہر تے
[238]نظر زہر تے اس کی نا ہوے کیوں   کہ نھوں شاہ کی زہر میرا ہو جیوں[239]
ہر ایک زہر مہرا سو ہر جیت کا   کہ کرتا اسے کام امریت کا
فرنگ لال سب لھو میں ہوی سربسر   کہ بجلی پڑی جا شفق کے بھیتر
کہ سب کے رستم ہے شہ راست توں   شجاعت میں اس تے بی ہے زیاستی توں
مدد جم تجے شاہ یاسین ہے   [240]کہ تو ایک لاکھاں پہ سنگین ہے
حشم سب پڑیا پانو اس بات کوں   لگیا گرز دینے شاہ کے ہات کوں
ہنسے شاہ اس وقت خوش حال ہو   چلے لوگ سب شہ کے دنبال ہو

نین بھکاری درس کے اور نت اٹھ مانگے بھیک
پھوٹے نین نگھری سو اجنوں نہ لاگے سیک

جو یک ٹھار اترے تھے اس ٹھار تے   پڑیا شاہ کے دست کو چار تے
سورج تاب سب شاہ سوں جگ لگیا   سو یک پنجری[241] کوٹ دسنے لگیا
کہ وو کوٹ شہ دیک[242] حیران ہوئے   بلا کر عطارد کوں نزدیک کہے

---

[238] ل: نذر
[239] ل: ہے جوک
[240] ل: ع لگیا گرز دینے سب شہ کے ہاتکوں
[241] ل: سنجر
[242] دیک شاہ

کہ یو کوٹ دستا سو کس کا اچھے ۔۔۔ تجے فام ہے کہ توں جس کا اچھے
کھیا شہ کوں راکس ہے اس ٹھار پر ۔۔۔ نہیں واں کہیں آدمی کا گزر
خندق سات ہیں سات سمدر سماں ۔۔۔ ہر یک برج اُس کا ہے جیوں آسماں
کنگورے بلند جو دسے دیس کوں ۔۔۔ کنگورے کرتے تھے سورکے کیس کوں
سونین اس کے دو چاہ غدار ہیں ۔۔۔ کہ سرتین ہور ہات سو چار ہیں
ود راکس بی ایسا ہے کالا بلا ہے ۔۔۔ جو شیطان دیکھے سو اس نھاس جاے
خندق بے بدل ود[۲۴۳] عجب غار[۲۴۴] ہے ۔۔۔ کہ بھیں کے بھون کا مگر ٹھار ہے
ود راکس کے بالاں ہیں سانپاں ہیں یو ۔۔۔ بچھوندرے بڑے اچھے تبلاں ہیں جیوں[۲۴۵]
صُبا اٹ نہاری کرے نو ہتی ۔۔۔ کہ ملعون ود ہے بڑا نکبتی
بُرا ہے ود دجّال تے سوچھے ۔۔۔ خدا موں نہ دکھلائے اس کا کے
نہ کوئی سکے اس سات دند سارنے ۔۔۔ اجل کا نہیں کام اُسے مارنے
بھوت مشکل ہے سب سے یو چہ ٹھار ۔۔۔ کہ ود[۲۴۶] جھر ہے چیوندھر کو چار چار
نہیں باٹ انگے شاہ جانے کدھر ۔۔۔ سو ہمنا کوں یو کوٹ اُنگے بعز
اچھوں یاں تے پھر جائیں تو خوب ہے ۔۔۔ کہ جیفی انگے کھائیں تو خوب ہے
کہ کوی دیو سوں دند بنسایا نہیں ۔۔۔ ہتیاں سوں کنے گانڈے کھایا نہیں
نہ کوی سکے اس سات دند سارنے ۔۔۔ کہ اسکوں اجل نیں سکی مارنے
کہے شہ ڈرا لو اچھے تو عجب ۔۔۔ ڈرا نا اچھے اتنیاں کوں سوتوریخ سب
تیرے ڈرنے تے سب یو ڈرتے اچھیں ۔۔۔ فکر نھاسنے کی یو کرتے اچھیں
سنگاتی کے لوگاں تیری بات تے ۔۔۔ نکل جائیں گے ایک دن ہات نے
نہ ڈر کر کسی تے نڈر ہوڑ تا ۔۔۔ اگر ڈر اچھے تو بی ڈر نیں کتا

---

۲۴۳ د، م = وہ
۲۴۴ ل = ٹھار
۲۴۵ ل = ہیں یوں
۲۴۶ ل = وو جھرے جے

جو لوگاں کو تقوا ہوی اس بات تے — جو نا جائیں ڈر کر وو سنگات تے
بڈا ہے توں یو بات نیں تجکو فام — کہ مرداں کی ہمت تے ہوتا ہے کام
زرہ ہچ ہے تن شہ بلند بھاگ کا — کہ شعلا لھوے میں پڑیا آگ کا
کہ ہے مکر دیو کا سلے منے — کہ یا باگ بیٹھا ہے جالنے منے
دسیں شاہ جھگڑے کے میدان میں — کہ شیر زا کھڑا ہے بیابان میں
عطارد سوں بات کر شہ جواں — منگا تیر ترکش ترنگ ہور کماں
کہ قوس[247] و قزح فتح بخش ہے کماں — شہاباں تیراں[248] ہور ترکش آسماں
سو نیزا لے کہکشں کہ خنجر ہلال — سپر بات ماوے[249] اچھے جیوں ابھال
سلے خوب ہے جس کوں اس دھات کا — اسے ڈر نہیں کچھ کسی بات کا
پٹھیارے کے لے سات بارہ نفر — چلے شاہ اس بنجری کوٹ ادھر
خدا ہور محمدؐ علیؑ کا لے ناؤں — رکھے کوٹ میں شاہ بیشک پاؤں
ہوے جیو سوں سب شہ سنگات اختیار — لگے پھرنے اس کوٹ میں ٹھار ٹھار
دیکھے ایک واں آدمی زاد تھا — پریشان حیران ناشاد تھا
جو دیکھیا وو شہ کو اٹھیا آہ مار[250] — کھیا کی تمیں آئے ہیں ایسی ٹھار
لعین ایک بدبخت راکس ہے یاں — پکڑتا ہے آدمی کوں دیکتا جہاں
تمیں پادشہ ہیں جھوٹے یاں نہ آو — کہ یو ٹھار کچ[251] نیں نیک جاؤ
اگر شہ سنے گا تو میری یو بات — غلام ہو کے میں آؤں گا تجہ سنگات
رکھیا ہے یو راکس منجے بند کر — نہیں جانے دیتا ہے یک تل کدھر
یکیلا ہوں میں یاں کدر[252] نھاٹ جانل — کہ کیس نھاٹنے نیں سپڑتی ہے ٹھانوں

---

۲۴۷ ل ۔ قوس و قزح
۲۴۸ ل ۔ ہور ترکش اس اسمان
۲۴۹ د ۔ جاوے
۲۵۰ ل = آہ کار
۲۵۱ دم = کچھ
۲۵۲ ل = کدھر

اگر توں نہ آتا تو منج کیوں ہوتا   خدا جس کوں[253] منگتا اسے یوں ہوتا
منج اس وقت تج سا ملیا شہ گنبھیر   کہ درماندے کوں ہے خدا دستگیر
کھیا شہ اس آدمی زاد کوں   فقیر ہور مسکین ناشاد کوں
توں آیا ہے کاں تے تیرا ٹھانوں کیا   کہ توں کون ہے ہور تیرا نانوں کیا
کھیا شہ کوں دو بھوت زاری ستے   عزیز ہور محبت سوں یاری ستے
یکایک انپڑیا ہوں میں تج لگن   کتا ہوں میرا حال میں شاہ سُن
حلب میں جو شہ شاہِ سرطان ہے   جو پردھان اُس کا اسد خان ہے
نہ منج بھان نا منجکوں بھائی ہے   اسد خاں باب ہور یک مائی ہے
بندا میں تیرا ہوں منجے توں پچھان   کہ ہے نانو میرا سو مریخ خاں
اننت عیش سکھ[254] گھر میں دھرتا اتھا   جلک جیو منگتا سو کرتا اتھا
یکا ئیک یک رات من ہر سندھر   دِوانا ہوا خواب میں دیک کر
سو پردیسی یک کوئی مرا یا رتھا   ہر یک علم تے وو خبردار تھا
کہا خواب میں یو اسے کھول کر   بشارت دیا ان منجے بول کر
سو تعبیر اُس کا انے یوں کھیا   کہ جیو میں جو دیکھیا اتھا تیوں کھیا
تفحص بھوت دھات اس دن کیا   سو تحقیق خوبی خبر یوں لیا
کہ دو شہزادیاں ہے بنگلے میں   کہ استادہے ناز ہور چالے میں
یکن زہرا[255] ہے دوسری مشتری   یکس تے اہے خوب یک سندری
منجے جو بھلائی سو زہرا اہے   کہ اس نار کوں حسن دھریا اہے
بہوت زہرا[256] پر شا میرا جیو ہے   وہی جیو میرا وہی پیو ہے

---

[253] ل = جس کو
[254] ل = سکہ
[255] د، م = زہرہ
[256] ل = زیرہ

نپٹ جیو منگتا ہے اس پیو کوں
کتا میں رکھوں لالچی جیو کوں

جگوی بوالہوس ہور طمع دار ہے
جہاں جائے گا وو وہاں خوار ہے

جسے کچ طمع نیں ہے وو خوار نیں
بھلا ہے وہی جو طمع دار رہے

طمع ستے جو حرمت کو نقصان ہے
طمع بھوت ادمیں کوں زیان ہے

دسلے جن قیاحت کوں نافام ہے
اسے ایسی باتاں سوں کیا کام ہے

منجے یاد بن اس کے کچ کام نہیں
منجے ایک تل اس بن آرام نہیں

لٹا جیو میرا بیبت اس ٹھار کا
نہ اچھتا اگر یاد اُس نار کا

جو جیوتا ہوں میں دُکھ[257] دھات دھات
کہ عشق اس سکی ہے آب حیات

جو شہ میں بنگالے کوں آنے کیا
مناکر منجے باپ لی پند[258] دیا

بھوت دھات سمجا کھیا خوب نہیں
عشق بازی کرتے نہیں یوں کہیں

جتا باپ کہہ کہہ منجے سر دھنیا
سو اس باپ کی بات میں نیں سنیا

چلیا وو بچ بنگالے کے شہر ادھر
سو ما باپ کی بات کوں ٹھیل کر

سو دھن عشق کے مدسوں ماتا اتھا
پکڑ باٹ میں اپنی جاتا اتھا

یو راکس تے آبند پکڑیا منجے
کہیں جانے نہ دیکے جکڑیا منجے

سنگاتی جو لوگاں اتھے آس کر
یکیلا منجے سٹ کے گئے تھا سر کر

سو ایسے خرابی میں یاں آج کوی
نہیں دوسرا بھی خدا باج کوی

توں یاں کیا سبب شاہ آیا اہے
تجے کوں اس ٹھار لیایا اہے

یو راکس کے آنے کیرا وقت ہے
توں جاتا نہیں جیو[259] کیا سخت ہے

سکے شہ کرائے گزونتی گن سنگھار
توں دستا ہے میرا بھوت دوستدار

ترا ہور میرا سو یک حال ہے
دو مچھلیاں بچاریاں کوں یک جال ہے

کہ میں خستہ دل ہور توں دل فگار
ہمیں دونوں[260] مل اب اچھیں ایک ٹھار

---

۲۵۷ دکھ

۲۵۸ د، م: بی

۲۵۹ ل: اجیوں

۲۶۰ ل: دونو

کہ میں خستہ دل ہور توں دل فگار   ہیں دونو مل اب اچھیں ایک ٹھار
ہیں دو[261]نو عاشق دردمند ہے   ہیں دونوں یک پھند میں بند ہے
ہیں دونو پنکھی ہیں یک باغ کے   ہیں دونو شعلے ہیں یک داغ کے
ہیں ددنو یک باٹ کے چلنہار   ہیں دونو یک کھاٹ[262] پر ہیں سوار
ہیں لاابالی اہیں باولے   ہیں جان خیالی ہیں اوتاولے
ہیں ددنو شوقی ہیں یک شوق کے   ہیں دونو ذوقی ہیں یک ذوق کے
ہیں دونو بدلائے ہیں بھیس کوں   ہیں ددنو جاتے ہیں پردیس کوں
ہیں دو پریشان یک جمع کے   ہیں دو پتنگاں ہیں یک شمع کے
ہر ایک ٹھار دو[263] میں محبت اہے   کہ عاشق کوں عاشق کی صحبت اہے
دنیاں میں نہیں کوئی عاشق بقر   جو دکھ[264] کوئی کس کا سنے کان دھر
کہ عاشق دکھی دکھ[265] بھاتا ہے اس   دکھی ہے دویچ دکھ سہاتا ہے اس
کھے کوی[266] تو اس دور میں آج کس   نہ کہہ دکھ[267] اپنا دکھیا باج کس
دکھیا تیرے دکھ کا سنگاتی اہے   تیرے دکھ کی بات اس کوں بھاتی اہے
سکیا کے کنے جاکے دکھ بولے جو   اپس پر ہنسا لینے منگتا ہے وو
جو طاقت تجے نیں ہے دکھ سو سنے   تو دک کہہ اپس جائے دکھیا کنے
دکھیا دکھ تے خوش ہور سکیا سکھ ستی   نہیں سک کوں نسبت ہے کچھ دکھ ستی
سکیا کس کے دکھ کوں انپڑتا نہیں   کہ سکھیاں کوں دکھیاں سوں پرتا نہیں
پرت جس کے من میانچ بیسی اہے   وو کیا جانے خوش حالی کیسی اہے

---

٢٦١ ل : ددنوں
٢٦٢ ل : ٹھار
٢٦٣ ل : دکھ محبت
٢٦٤ ل : دکھ
٢٦٥ ل : دکھ
٢٦٦ دام : دکھی کوی   ٢٦٧ دکھ

جلوی[۲۶۸] شادمانی سوں سنبور ہے　　سو اس غم کی لذت تے دو دور ہے

کھیتی[۲۶۹] ہوں دکھ میرا روکے میری ینی سکیاں کوں
باتاں دکھ پلیٹی آپونچتی انکھیاں کوں[۲۷۰]

اسی عشق کی بات کوں دھات دھات　　جو کرتے اچھے شاہ اس کے سنگات
سو راکس دیکھے دور تے آ دتا　　وو نا سعد جیوں رعد ارڑ آ دتا
جو بھو تیج آگے وحس کرآنے لگیا　　شکل بد شکل کر ڈرانے لگیا
سو شہ آیۃ الکرسی پڑھ پھونک کر　　کے دور اُسے موں اُپر تھونک کر
تو راکس وو نزدیک آئیں[۲۷۱] سکیا　　رھیا دور تک ہات لا نیں سکیا[۲۷۲]
ڈرے نیں جو شہ دیو مغرور تے　　لگیا سنگ بھرکانے وو دور تے
جو اُٹ شہ کیا جیو اپنا بڑا　　کماں اُتری تھی اس کوں چیلا چڑا
کشش کر جو شہ تیر مارے سو وو　　پڑیا بھیں پہ تل سیرا پر پانوں ہو
اُلٹ یوں دسے زخم سیر میں　　کہ جیو عکس اچھے جھاڑ کا نیر میں
دُھلارا اٹھیا یوں دہاں سر سبز　　زمیں اُڑ چلی جانوں اسمان پر
فرنگ میان تے کاڑے شہ جان یوں　　نکلتا ہے کنچلی میں تے سانپ جیوں
سکیے چوٹ یوں شاہ نزدیک آ　　کہ کو بیس اوپر پڑیا سیس جا
علامت قیامت کی پیدا ہوی　　زمیں چور، آٹا ہو میدا ان ہوی
اُڑے سنگ یوں اس دھلارے منے　　کہ تیراں ہو گتے تھے بارے منے
اُڑیا گرچہ ندھر کئے شہ جو جنگ　　چھپیا باگ پر گٹ ہوا ہے بھونگ
لھو لھو سوں سب لال شہ جان کا　　کہ یا ہت میں ہے شاخ مرجان کا

---

[۲۶۸] د، م: جوکوی
[۲۶۹] د، م: کھنتی
[۲۷۰] ھ: باتاں دکھ پلیٹی آپنچتے انکھیاں کوں
[۲۷۱] ل: آنی
[۲۷۲] ل: لانی

رگت سمدیوں بھر دہاں رہ گیا کہ دھرتی ڈبی ہور انبر بہہ گیا
طبق نو شفق رنگ رگت سو بھرے نزدیک ہے جو دھرتی اجل جل مرے
نول شہ عجب بل ہے تج کھرگ کوں کہ ادمو کیا مار کر مرگ کوں
عرق سوں غرق کر سپٹ فرش کوں کہ بھئیں ہو لگی موج جا عرش کوں
جو آیا مسلم وو دم داٹ کر فرشتے عرش پرتے گئے نھاٹ کر
حیات آکے[۲۷۳] دی شاہ کوں خوش خبر لھوپی دندیاں کا اجل پیاس بھر
عطارد قطب ہور مریخ خال ملے آکے[۲۷۴] تینو یو نو خیز جال
کیے شہ ہلاک اس بدافعال کوں کہ مہدی سٹے مار دجال کوں
علیؓ دست تھے شہ کوں ہر ٹھار فتح کہ نصرت رفیق ہور ہے یار فتح

کیے شکر تب شاہ کرتار کا
پکڑ پنت چلے بھی اسی نار کا

دو باٹاں ملیاں باٹ میں ایک ٹھار کہے شہ عطارد کوں واں ٹک بچار
ہمیں یاں تے کس باٹ جانا اتال کہ دل شاد ہو پائیں دھن کا وصال
کھیا یو برابر دو باٹاں اہیں ہر یک باٹ کوں چار گھاٹاں اہیں
پھر نہار نیں ہے قدر ہو قضا جدھر جائے گا شہ توں تیرا رضا
ادھر بی پریاں ہور ادھر بی پریاں کہ اچھتیاں اہیں یاں کدھر بی پریاں
جنگل کے جنادر تے پا خوش شگن عطارد ستی بات اس دھات سن
جلیا دل میں رکھ دھن کے ملکا[۲۷۵] سو دھیاں سیدھے بازو کی باٹ وو شہ جواں
روانا ہوا واں تے شہ باندصف کہ مرداں کوں ہے فتح سیدھی طرف

---

۲۷۳ ل : آکر
۲۷۴ ل : آکر
۲۷۵ ل : ملک

دسیا ایک جاگا فرح بخش واں — پنکھی کرتے تھے چونچہ سوں نقش[۲۷۶] واں

کہ بہتے تھے واں کالوے نیر کے — اتھے جھاڑا نار ہور انجیر کے

کہ سبزا ہریا ہور ہوا ترا تھا — گھڑی بھر وہی شاہ کوں گھیرا تھا

بتا خوب تھا وو ہوا دار ٹھار — کہ جنت لیوے واں تے رونق ادھار

یکایک دسیا ایک نزدیک باغ — ہوا اس کی باساں تے ترسب دماغ

کہ پاتاں کے پردیاں کوں سب پھاڑکر — پھلاں جھانکتے تھے سراں کاڑ کر

بنفشہ مشک پائی تھی بال میں — سرو رقص کرتے تھے آ حال میں

دو بازو دو دھر جھاڑ دو رست[۲۷۷] ہو — یوں مد سوں ڈھلتے تھے سب مست ہو

سرو داں سو مرغاں کے نالے تھے واں — کُریاں کلیاں پھول پیلے تھے واں

سو رنگ سا نولے خوب باتاں بھرے — ندیم ہو کے بلبل جو چالے کرے

سو طاؤس پنکھی طوطی کبک ہنس — پکڑ پیٹ لڑنے لگے ہنس ہنس

وو سب خوش ہو بلبل کے چالیاں اُپر — اچھلتے اتھے مست ہو ڈالیاں اُپر

رہے بیچ چمن پھول احمری — کہ ہنستی ہے خوش حال ہو دھرتری

بھنور چھونڈ ہو بن میں گھمے[۲۷۸] اتھے — سو پھولاں کرے مو کھ چُمتے[۲۷۹] اتھے

چمن ترہنہ تبسم کے ہے آب سوں — کہ موں دھوے ہیں پھول گلاب سوں

برگ بار آئے ہیں اس دھات سب — کہ چھپ گئے پھلاں تے نکلیں پات سب

یکستی چمن ایک معقول ہیں — کہ بھونرے پتنگ ہور دیوے پھول ہیں

سو شہ آنے کی یو خبر سون کر — بندیاں سرخکاں جو نسرڈیاں[۲۸۰] پچون کر

نکٹ ساز کر مور سب آئے ہیں — سراں پر جرئت کے طرے لائے ہیں

---

۲۷۶ ل: بخش

۲۷۷ م: دورست

۲۷۸ ل: گھمتے

۲۷۹ ل: کے چمتے

۲۸۰ ل: چونیرا

چمن کی چنگیریاں میں بھر پھول اپار   لگیا لیائے شہ تائیں حالی بہار
یتا پیک ہوا اتھا وہاں کشت کوں   کہ رشک آئے اس باغ کا بہشت کوں
خزاں کوں نہ تھا آنے اس ٹھار ٹھار   بھار ہور بھیتر اتھا سب بہار
کہے شہ عطارد کوں یو کیا اہے   عجب ٹھار ہور خوش تماشا اہے
عطارد کھیا شہ پریاں ہے یہاں   پریاں کم نہیں کچ بھریاں ہیں یہاں
بڑی یک پری ہے مہتاب ناؤں   کرے ہے وو اس باغ میں آج ٹھاؤں
یو پنکھیاں جو دستے سو پنکھیاں نہیں   پریاں اس پری کیاں ہیں شہ یو سبھیں
کہے شہ کہ خوش ٹھار پر آئے ہیں   تماشے[281] عجب دیکھنے پائے ہیں
سلکھن پری نانوں جو داس تھی   ستارا ہو مہتاب کے پاس تھی
ہر یک بات میں اس سوں محرم اچھے   سو جم جیو جیوں دھن وو ہمدم اچھے
اتھا انت مہتاب کا فام اسے   کہ فرمائے مہتاب ہر یک کام اسے
ایچ تھیاں سکیاں سب بڑی دو چہ تھی   سو اس دھن کے گھر کی بڑی دو چہ تھی
جکچہ بات بولے یو مہتاب سات   سو سنتی تھی مہتاب سب اس کی بات
محبت سو دو نو منے یوں اتھا   کہ باندی بی بی کا فرق کچھ نہ تھا
لگے اب خودی عشق تو، ہر کہیں   دیوانا اہے ذات دھنڈتا نہیں
نہ مسجد نہ بتخانے کا فام ہے   کہ پروانے کوں شمع سوں کام ہے
نہ بوجے بھلی ہور[282] برے ٹھار کوں   شمع[283] ہوی تو بس اس جلنہار کوں
اسے جیو پر جیو جاں یار ہوے   پتنگ جل مرے شمع جس ٹھار ہوے
اسے چاشنی نیہ کی انپڑی اسے   لذت خوب جلنے کی سنیرٹی اسے
محبت میں سب کوی سارا نہیں   یو کام عقل میں آن ہارا نہیں
شہنشاہ غازی کوں دیکھی دو جیوں   کہیں جا[284] کے مہتاب کے پاس یوں

---

[281] د، م: تماشا
[282] د، م: اور
[283] ل: شمی
[284] ل: جاک

سو یک آدمی زاد آیا ہے یاں — سوئی لوگ سنگات لیایا ہے یاں
صفت اس کی تج پاس کیتا کروں — نہ سرسی صفت اس کی جیتا کروں
اوّل تے ترے کان بھرتی ہوں میں — کہ متوالی ہوئے گی کہ ڈرتی ہوں میں
کر میں دیک کرتاب لیا نیں سکی — یو بات اپنے دل میں چھپا نیں سکی
جو ٹک دیکھ زیاست دیدار میں — نہ آسکی پھر داں تے اس ٹھار میں
شالیا وہاں شوق مہتاب کوں — کیا آتشیں اس دھات اپس آپ کوں
کہی چل وو شہ کاں ہے دکھلا منجے — کہ اوّل تے معلوم یو تھا منجے
جو سنگات مہتاب کوں لیائی وو — سلکھن سکی شہ کوں دکھلائی وو
سو مہتاب دیکہ شہ کوں بیتاب ہوئی — محبت سوں گل جیو[285] وو گلاب ہوی
پڑی مست ہو یوں وو یک ڈک منے — کہ اٹھنے کی طاقت نہ تھی اس منے
لگا جیو وو نار اس لال سوں — وہاں تے اٹھی بارے ہر حال سوں
کہی یو فرشتا اہے یا بشر — یکایک اسے یاں ہوا کیوں گذر
کہ اس باٹ[286] کوں آدم آتا نہیں — جو آتا سو بھی پھیر جاتا نہیں
خدایا سلامت رکہ اس شاہ کوں — پریاں تے امانت رکہ شاہ کوں
کہے شہ عجب خوب محبوب ہے — اپچے دل جو منج پر تو کیا خوب ہے
اندیشہ بھی دل میں اپنے یوں کری — کہ یو آدمی ہور میں ہوں پری

دیوانی ہو باتاں کروں سو[287] کھوے
پری ہور آدم سوں کیوں جوڑ ہوے
کو شاہ یو اس باغ منے آوے گا
کو شاہ منجے نیہ سوں گلے لاوے گا
کو شاہ ہمیں مل کے یہاں بیٹھیں گے
کو شاہ سوں مل جیو خوشی پاوے گا

---

۲۸۵ ل = جیو
۲۸۶ ل = باٹ آدم
۲۸۷ م = سودہ

سلکھن سکھی نا زیر ورد کوں لطافت کیرے باغ کے ورد کوں
کہی پانوں پر ہات رک ماہتاب کرشہ کوں بلالیا توں جاب شتاب
تہیں دوست منج ہور تہیں یار ہے ترا منج اُپر لئی یو اُپکا رہے
کرشہ ایسے کوں منج دکھلائی توں نہیں آتی تھی میں ستم لیای توں
مرا پانوں پڑنا توں کہہ ہور سلام یو شہ کاں تے آیا خبر لے تمام
کہ سکتی نہیں میں دہاں لک[288] انپڑ بدل میرے توں شاہ کے پانوں پر
چھپاتی[289] ہوں میں اس سبب آپ کوں مبادا خبر کوئی کرے باپ کوں
توں بیگ اب ریجھا کر مٹھی بات سوں بلالیا یہاں لگ ہریک[290] دھات سوں
سلکھن سکھی بات اس دھات سُن اُچھلتی خوشیاں سوں چلی شاہ کن
اسے[291] ایک کر شاہ حیراں رہے مگر حور ہے یو پری نہیں کہے
سو نزدیک بسلا اُسے پیار سوں لگے بات شہ کرنے اس نار سوں
دو اپروپ دلدار حوری خطاب ادب سوں دی شاہ کوں یو جواب
کہ تج تائیں اے شاہ میں آئی ہوں خبر[292] ایک مہتاب کی لیائی ہوں
سلکھن جو آتی تھی بھو ساز سوں سو غمزے و چھند بند ہور ناز سوں
کہی کس شہر تے یوں آیا ہے شہ بھی کس شہر کوں جانے منگتا سو کہہ
مبارک ترا شہ یو آنا اچھو بندا ہو ترے گھر زیانا[293] اچھو
جو مہتاب کی تھی سو کئی شاہ کوں سو کچھ دل تے بی جوڑ کی شاہ کوں
بلاتی ہے دو نار اسے شہ تجھے اسی کام کوں بھیجی ہے یاں منجے

---

[288] ل = تلک
[289] د، م = چھپائی
[290] ل = تلک
[291] ل = اس کے
[292] د، م = بخیر
[293] ل = لی

کہی اے سگھڑ شہ توں اب بیگ چل　　معطل وہاں کام سب تج بدل
توں بیگا نگی یوں نکو دیکھ شہ　　کرم کر وہاں لگ سو آبیگ شہ
کر سکتا ہے شہ آتوں کیا ڈر اچھے　　ہمارا دو نیں گھر تیرا گھر اچھے

اس باغ منے آج جو آی اچھے[۲۹۴] پری
یکدل ستی جیو تجسوں لگائی اچھے[۲۹۵] پری
بھو دھات اس سات مجالس کوں سنگار
اے شاہ تجے بیگ بلائی اچھے[۲۹۶] پری

عطارد کوں کئے کیا ہے تدبیر اب　　کہ ہے کام یاں کا تجے نام سب
کہیا شاہ یو تو عجب ٹھار ہے　　ولے آج جانا سو نا چار ہے
پری ہو کے منگتی ہے ہمناں کوں یوں　　تو واں لگ[۲۹۷] ہمیں شاہ نا جائے کیوں
چل اے شہ دکھیں جاکے اس نار کوں　　نکو کھینچ توٹے تلک تار کوں
ضرور ہے رکھنا[۲۹۸] اس کے فرمان میں　　ہمارے کون اس بیابان میں
یہاں آج لگ کوی آیا نہیں　　کہنے دل کسی کا بھتیا یا نہیں
پھتر تل جو بات آئے ادکل ستی　　تو واں تے اسے کاڑنا کل ستی
ہمیں آدمی ہور پری دو ہے راست　　پری تے مروت ہے آدمی میں زیاست

بلاتی وو اس چاؤ سوں پڑ دنبال
تو واجب ہے ہمنا کو جانا اتال

سکے جیو خوش ہور ہوئے ایکدل　　چلے اس سلکھن سکی سات مل

---

۲۹۴ د = اچھے
۲۹۵ د = اچھے
۲۹۶ د = اچھے، ل = آچھے
۲۹۷ ل = تلک
۲۹۸ آم = رہنا

اتھی دور تے دیک شہ کو سو دھن　　پری حور تے خوب چندر بدن
پراں کا پریاں چھانوں چھایاں اتھیاں　　لٹاں سب بکھر مکھ پر آیا اتھیاں
اچھیں نین اس کیس کالے منے　　کہ مچھلیاں دو سنپڑیاں ہیں جالے منے
اچھلتیاں ہیں مچھلیاں اپھالاں تلیں　　کہ نیناں جھکتے ہیں بالاں سنے
دسے لالک اس نین بچہ[299] یوں سنور　　کہ سرخی سنے کی سفید آب پر
سٹے لال ڈوریاں سوں ستلی کجل　　کہ مریخ کے گھر میں آیا زحل
سو دھن کے تن اوپر دسے یوں گہر　　کہ بیٹھے ہیں جگنو مگر سرو پر
انگے ہو کے آپانوں پرا چپلی　　سو مہ باغ میں شہ کوں لے کر چلی
شہنشہ کوں دھن باند گلہار کر　　لیکر گئی ایس پہاڑ پر پیار کر
یوں عیش تے پھول جیوں کھیل کر　　پلنگ پر دو[300] بیٹھے دو نوں میل کر
دو پھل تھے اتو ہور چمن تھا پلنگ　　کہ رہتا ہے دائم چمن پھول سنگ
پلنگ شاہ کے تیں جو واں لیائی تھی　　سورج چاند جیسے اسے پائی تھی
سو اس[301] سات مل یوں دو شہ جان تھے　　کہ بلقیس سوں جیوں[302] سلیمان تھے
سکی شاہ سوں ایک ہو یوں اچھے　　کہ مٹھائی سوں جیوں مل شکر جیوں اچھے
پری تو بھرائی[303] تھی ملنے کوں خیال　　دلے شہ رکھے واں ایس کوں سنبھال
لگیا جیو یک ٹھار جس زور سوں　　اسے کچھ غرض نیں ہے بھی ہور سوں
محبت کہیں یوں ہوئی[304] نیں اچھے　　محبت ہے جاں واں دوئی نیں اچھے
دسے یوں تل اس مکہ میدان میں　　کہ حبشی بچے ہے[305] گلستان میں

---

۲۹۹ ل = مسچہ
۳۰۰ د، م = دہ
۳۰۱ ل = سو سات
۳۰۲ ل = جیو
۳۰۳ ل = بھراتی
۳۰۴ ل = ہولی
۳۰۵ ل = ہیں

جو کرتی اتھی بات دھن راج سوں — سو چھڑتے تھے بندگی کے لاج سوں
کہ ناریاں میں دو نار سرتاج ہے — کہ جس میں شرم ہور کچ لاج ہے
شرم ہور لاج ہوے جس نار کوں — بھلا لیوے یک تل میں سینار کوں
جو محبوب اچھے خوب خوش ساز کا — شرم اس کوں سنگار ہوے ناز کا
شرم سوں اچھے نار تو دل بھلائے — شرم نیں سو دو نار کیا کام آئے
مری بات سن پند یو راست ہے — بھلے کوں شرم جیو تے زیاست[306] ہے
بھلا ہاں نیں یار تا بھرم کون — بھلا جیو دیتا ہے شرم کوں
جے مومن مسلمان دل نرم ہے — نشاں اس کے ایمان کا شرم ہے
جو پیلے ہر یک ٹھار چپ ہائے — شرم لاج ہور ناز سب ہے لے
سو دھن مکھ دے شرم کے آب میں — سٹے ہیں مگر پھول گلاب میں
لٹاں آرھیاں یوں سو دھن گال پر — کہ سنبل کی جیوں[307] چھاؤں گلال پر
شفق رنگ کسوت سو اس مہ کوں تھا — بڑا حظ اُسے دیکھنا شہ کوں تھا
سورج جا کے بھانا لیا خواب کا — کہ دن تاب دیتا ہے مہتاب کا
ادب سوں سکی بیٹ کر شہ کنے — سو باتاں لگی باٹ کیاں پوچھنے
کہے بات یک یک شہ اسکے پاس — پری ہور شہ تھے مگر ایک راس
محبت لگی دونوں میں آے کر — رہے دو نو یک ٹھار جیو لاے کر
پری مہتاب ہور قطب شہ سبحان — اپس میں اپی کہہ لئے بھای بھان
یو کاں کا سگا ہور دو کاں کی سگی — کدھر تے کدھر دوستی آ لگی
دو شہ سات ہور شاہ اس سات یار — ملے آگ[308] پانی دونوں ایک ٹھار
خبر جو سنی شہ تے اس دیو کی — سو سیوک ہو دھن شاہ کا سیو کی

---

[306] ل۔ راست
[307] ل۔ کی چھاؤں
[308] ل۔ آکہ

کری شکر دو کام یو ہوسے گا ۔۔۔ کہی ذرا تھا منج بی اسس موسے کا
نہ تھی نیند شہ رات کوں دھاک تے ۔۔۔ چھٹی آج اس بھشٹ نا پاک تے
موا گا ودی کچ نہیں جانتا ۔۔۔ پریاں کوں بی آکے رنجانتا
عجب بد اصل شکل دھرتا اتھا ۔۔۔ پریاں کا دل اس دیکھ[309] ڈرتا اتھا
چلیا نیں کچ اس دیوا ودو[310] ھوت سوں ۔۔۔ کی آکر لڑیں گیاں پریاں بھوت سوں
پریاں نازک ہور دو دیو سخت تھا ۔۔۔ پریاں نیک بختاں دو بدبخت تھا
توں جم جیو ہور کر توں جم راج شہ ۔۔۔ توں جیو دان ہمنا دیا آج شہ
ترکماں شہ توں بھوت سے دلیر ۔۔۔ کہ تجھ ہات تل دیو ہوتے ہیں زیر
توں شہ ہوسے گا ماہی و ماہ کا ۔۔۔ کہ یو فتح پیلا ہے تج شاہ کا
سدا جیو ہور دل تیرا شاد اچھو ۔۔۔ پریاں کی یو یک بات تج یاد اچھو
شرط کر اُنے بات دی بات میں ۔۔۔ کہ شک نیں ہے ییں کی سو اس بات میں
شہنشاہ اس وقت بخشش میں آ ۔۔۔ پری کوں دیئے کوٹ اسس دیو کا
ہوا دیو جیو دے دہاں تے جدا ۔۔۔ کہ ظالم نے راضی نہیں ہے خدا
پھری دندی کے بند تے آزاد ہو ۔۔۔ دعا کی شہنشاہ کوں شاد ہو
کہی اس سلکھن کوں دھن ماہتاب ۔۔۔ صراحی پیالا لیکر آشتاب
کہ ماندے ہو شہ باٹ تے آئے ہے ۔۔۔ سو ٹھنڈ دھوپ ہور باوٗ کھائے ہے
جسے عشق کا زور اچھے سربسر ۔۔۔ اسے ٹھنڈ ہور دھوپ بارا کدھر
صراحی ہور پیالا لیکر نار وو ۔۔۔ پلانے لگی شہ کوں اسس ٹھار وو
پیالا نہ وال آپ[311] بھاتے پیئے ۔۔۔ ضرورت کوں شہ اسمنا تے پیئے
یتا شاہ دل دھن پہ دھرتے اتھے ۔۔۔ کہ ہر پیالے کوں یاد کرتے اتھے
کہ صد حیف جو پیوا اسس ٹھار نیں ۔۔۔ سوا اس ٹھار وو جیو کا یار نیں

---

309 د، م = دیکھ
310 ل = ادوھوت
311 ل = اب

عجب کچ فرح بخش یو کیف ہے   ولے یار دونی سو صد حیف ہے
سو دھن ہٹ تے پیالا جو تر لیتے تھے   سو کچ پی نہ پی وو نجہ سٹ دیتے تھے
کہ معشوق جاں نیں دہاں بھاے کیوں   پیالا پیا بن پیا جاے کیوں
پیالا پنے کوں مزا واں اچھے   کہ معشوق من بھاوتا جاں اچھے
جہاں جیو کا پیو بھاتا اچھے   تجکیچ واں کئے سو خوش آتا اچھے
عجب ان[212] کی مجلس میں کچ بھید تھا   تجکیچ جس کوں ہوتا سو مستفید تھا
اتھا سب ولے واں نہ تھی تاردو   کہ خوش دل کرے شہ کوں اس ٹھار دو
اتھا سرتے غل بزم میں نوش کا   ہوا مست اخل شد ازیا[213] ہوش کا
پھلاں باغ میں ہنستے تھے شوق سوں   جنا در جُہفتے تھے سب ذوق میں
ڈبیاں پھول رنگ رنگ دکان چمن   کہ خوشبوی فردشی اپی واں پون
جو شہ یاد کرتے تھے دھن گال کوں   تو گڑدیتے تھے جا کے گلال[214] کوں
سو نرگس کوں شہ دیک شرمات تھے   کہ عین اس سرو قد کے اس دھات تھے
جو شہ کو جوبن یاد آتے اتھے   تو نارنج پر ہات پاتے اتھے
سو دھن قد کوں شہ خیال میں لائے[215] کر   گلے لگتے تھے سرو کوں جاے کر
گملتے تھے شہ یوں وقت بن منے   سو دھن کا پرت رک اپس من منے

خوشحال ہو جیو آج خوشی پاتا نہیں
پیتا ہوں شراب ہور اثر آتا نہیں
کانٹیاں کے ضرب دستے اہیں پھول سب
تج باج سکی باغ منجے بھاتا نہیں

عطارد کھیا شاہ توں جیو جم   سدا شاد اچ کہ نیں تج غم

---

[212] د،م = اسکی
[213] ل = رڑیا
[214] ل = جاکر
[215] ل = لیاکر

توں وو جام پی جگ میں جیو جم ہوا | خوشی زیاست غم تھا سو سب کم ہوا
مری بات سن اے چنچل قطب شہ[316] | منجے دے رضا ہور توں یاں نچ رہ
کہ میں جا کے واں کام کر آوں گا | سوچ تائیں اس نار کوں لیاؤں[317] گا
کھیا شہ کہ منجکوں بی لے سات چل | منجے یاں تلک کے توں لیا یا اول
عطارد کھیا شہ اتا دل نہ کر | توں عاقل اچھے اپسے[318] با دل نہ کر
نہ واں جا کے رہنے کوں کیں ٹھار ہے | نہ واں آشنا[319] کوئی نا یار رہے
تجے کیوں لیکر جاوں واں ہیں سنگات | کہ دور ہور دراز ہے اجل شہ یو بات
توں عاشق اچھے ہور سچے فام نیں | تجے ایسے کاماں سوں کچ کام نہیں
ستم چھوڑ دے کر انند ہو سکہ[320] | بجھتے کیا سبب دیکھتا درد و دکہ[321]
غضب میں نکو آ توں مکہ[322] موڑ کر | کہ دکہ[323] نیں منگیا کوئی سکہ[324] چھوڑ کر
توں نیں بات سنتا کہوں میں کسے | خوشی دیتی رخصت کیے سو اسے
تجے خوب ہے شہ رہنے کوں یو ٹھار | کر دو شہ پری ہوی ہے تج سیتی یار
بنگالا نگر یاں سے تے نزدیک ہے | نکو کر توں اے شاہ اب جھنجھلے
اندیشا اندیشہ ہور ٹک فام دیک | کہ کیا کام کرتا ہوں توں کام دیک
عطارد کی سن بات شہ چپ رہیا | کتک وقت کوں پھر اسے یوں کھیا

---

۳۱۶ ل = شاہ
۳۱۷ ل = لیاتوگا
۳۱۸ ل = اپیے
۳۱۹ ل = آشنا
۳۲۰ د، م = سکھ
۳۲۱ د، م = دکھ
۳۲۲ د، م = مکھ
۳۲۳ د، م = دکھ
۳۲۴ د، م = سکھ

پنے جیو جانی مرا جان اچھے — جو عاشق ہوا اس کوں سکھ کاں اچھے
توں سکھ جانتا یو منجے دکھ اچھے — میرا دکھ سو تیرے انگے سکھ اچھے
لگی آگ جگ کوں یو گلزار نیں — بہشت دوزخ ہے واں اگر یار نیں
یتا میں جو سوسیا سو اس دھن بدل — نہ اس شہ پری تیں نہ اس دھن بدل
توں داناکوں جانیا ہے نادان کر — کہ انجان ہو بولتا جان کر
پری یو پری تے وو تاری بھلی — اس آسودگی تے وو خواری بھلی
میرا حال جو ہے سو کہتا[325] ہوں میں — توں اتنا کتا ہے تو رہتا ہوں میں
بھکاری درس کا ہوں کیں بھیک نیں — کہ عاشق ہوں اس تے منجے دیک نیں
رضا میں دیا ہوں تجے جا اتال — ولے باٹ میں توں ایس کوں سنبھال
کھیا شہ خدا ہے سنبھالنہار — بھلے ہور برے تے سو ہر ایک ٹھار
جو صاحب سوں راضی سو یکدل اچھے — اس آسان ہووے جو مشکل اچھے
وقت[326] کے بزرگاں دے ہے یو سیک — کہ سو دیس جو رہے ہے پردیس نیک
منجے کام کر شاہ توں کام سوں — کہ باندیا سوں سر میں ترے کام سوں
پرت نپت لی کچ کرے گا یہاں — سہوں گا جو منج پر پڑے گا یہاں
شہنشہ کی توفیق اس سات کر — جگچ دل میں تھی بات وو بات کر
رکھیا شاہ کے پانوں پر سر اُنے — سراپا پتنگ[327] ہو کے پھر پھر اُنے
بھوت نیہ سوں شہ اس گلے لائیے — جگچ مستعدی منگیا سو دیئے

محبت صبر کھنگتا ہے جو توں او تاولا ہوے گا
ارے اے دل سمجھ یک تل کتا توں باولا ہوے گا

۳۲۵۔ ل۔ کھیا
۳۲۶۔ ل۔ وقت بزرگاں
۳۲۷۔ ل۔ بھتنگ ہوکر

رُباعی

میں آج بنگالے کی طرف جاتا ہوں
مقصود جو ہے دل میں سو سب پاتا ہوں
یا دھن کے کن اس شہ کوں بلا بھیجوں گا
یا شہ کے کن اس دھن کوں لیکر آتا ہوں

رفتن عطارد سوے بنگالہ[۳۲۸]

رضالے عطارد روانا ہوا
بنگالے میں بیگ جانا ہوا

سو دو دیس ساکن ہو واں ٹھیر کر
تماشا دیکھیا شہر کا پھیر کر

گھرے گھر انند سکھ سنپور تھا
خلق شاد سب ملک معمور تھا

دسیا محل انچا سو اس دھات ڈاں
انپڑتا نہ تھا عرش کا ہات واں

سو دو محل تھا اس سُگھڑ نار کا
تماشا دسے واں تے سنسار[۳۲۹] کا

چترگن پھریا دو عطارد چنچل
رھیا مشتری شاہ کے محل تل

دکاں مانڈیا دھاں بھوت[۳۳۰] ساز سوں
لگیا کرنے تصویر بھو ناز سوں

پتارے وہاں کے خبر پاے کر
ہوئے اس کے شاگرد سب آے کر

دکھانے لگیا صورتاں دھات دھات
جوڑی[۳۳۱] اس عطارد کی چو پھر جمات

اڑی یو خبر شہر میں پھوٹ کر
تماشے کوں جگ سب پڑیا ٹوٹ کر

سو اس دیس دو مشتری شاہ نار
لگی پھرنے آ محل میں ٹھار ٹھار

۳۲۸؎ نسخۂ "ل" میں یہ سرخی نہیں ہے
۳۲۹؎ د، م : سینسار
۳۳۰؎ ل : دھاں ساڑ سوں
۳۳۱؎ ل : جوڑا اس

جو دھن پاک دامن وو بے عیب تھی   یکایک سو اس وقت پر غیب تھی
دو کھڑکیاں کھلیاں پاد تے پھانک کر   پچھے پرتے دیکھی سو[٣٣٢] جھانک کر
چنارا کہی کاں تے آیا اسے   اسے کون اس ٹھار لیایا اسے
مہروان نزدیک جو دائی تھی   خبر اس عطارد کی وو پائی تھی
کہی وو کمانے مشتری شہ سجان   غلام ہوا جیو تج گھے آسمان
دکھن تے یو آیا ہے اس ٹھار پر   اُمید وار ہو کر تیرے پیار پر
جکوی بادشاہاں کے نزدیک ہے   بھلا ہے جو ہر ایک خوبی کہے
جکوی جو اصیل ہور ذاتی اہے   برائی[٣٣٣] نہیں اس تے آتی اہے
بڑا یو ہنروند[٣٣٤] واں کا اہے   خبر لی ہوں میں یو جہاں کا اہے
کہی مشتری شاہ اس دائی کوں   مہروان اپنی سگی مائی کوں
مگر آشنائی توں دھرتی اہے   کہ ایتی صفت اس کی کرتی اہے
جواب اس سکی کوں سو یو دائی دی   توں یوں بولتی ہے منجے چپ کے کی
نہ اس سات دھرتی ہوں کچھ غرض میں   جو اس کا کروں تجہ کنے عرض میں
سنی چار لوگاں تے جیوں بات میں   کتی ہوں ترے پاس اس دھات میں
چتارے جو ہیں اس بنگالے منے   سو وو شاگرد ہو سب رہے اُس کنے
چیتارا جو تیرا نہیں منج اُپر   تو آدمی کوں وال بھیج ہور لے خبر
توں[٣٣٥] میرے انگے کی نہ تھی ہو کے یوں   جُھٹاتی میری بات لوگوں میں یوں
تجے جھوٹ ہور سچ برا بر ہے سب   نہ تج میں ملاذا نہ تج میں ادب
اصیل ہے توں[٣٣٦] یک باپ یک مائی کی   نکو توڑ توں یوں ادب دائی کی

---

٣٣٢ ل : سوجھانک

٣٣٣ تینوں نسخوں میں بڑائی لکھا ہے حالاں کہ برائی ہونا چاہیے مولوی عبدالحق نے بھی فٹ نوٹ میں یہی لکھا ہے۔

٣٣٤ د،م : ہنرمند

٣٣٥ د،م : تو   ٣٣٦ ل : یوں

یو باتاں تجے کوں سکھلائے ہیں　　　دو قصا جو سکے کوں دانت آئے ہیں
کہی دائی میں تج سوں ہنستی اتھی　　　توں نیں جانتی کی خبر تج نہ تھی
تری بات ناسی سنوں کس کی بات　　　اری دائی میں نیں ہوں ایسی کجات
گنہ گر اچھیے گا تو منج بخش توں　　　نہ کر جن چھٹی یوں میرے بخش توں[۳۳۷]
کہ دائی سو جیوں جائی کی ٹھار ہے　　　تجے کچ کُن بھوت بزگار[۳۳۸] رہے
لطیفا جو کرتا تو اس بند سوں　　　کہ جیوں بند میں رواں اچھے چھند سوں
یتا اتے کوں جانتا خوب نیں　　　ہنسی میں بُرا ماننا خوب نیں
توں جا اب بلا اس چیتارے کوں یاں　　　صورت غیب[۳۳۹] تے لکھن ہارے کوں یاں
کہ دھنتی کتی نی دن ستی جاں تہاں　　　کہ پیدا ہوئے نقاش کوئی خوب یاں
خدا اس کوں لیایک[۳۴۰] ہے اس ٹھلاب　　　محل کا اُسے کام فرمائیں سب
دیکھیں بارے نقاش کیسا[۳۴۱] ہے یو　　　دیسے گا اتال آپی جیسا ہے دو
دیکھیں کام اس ہور رچ بات آج　　　کہ مثلا ہے ایک پنت ہور دو کاج
سو یو بات سُن دائی انجان ہوی　　　دو نادان دھن ٹک پشیماں ہوی
کہی دائی اپنی کوں یوں کی کہی　　　ولے لاگے دائی کوں یوں[۳۴۲] کہی
نکو ستی کر بیگی سوں جا اتال　　　محل کوں چیترتے اسے لیا اتال
کہ اس محل کا آج بھترا ہے　　　عجب بھاگ[۳۴۳] دند خوب یو گھرا ہے

---

۳۳۸ د، ہ = نرکار
۳۳۹ ل = غیب لکھن ہارے
۳۴۰ د، م = لیالیا
۳۴۱ ل = صبح
۳۴۲ د، م = بھی کہی
۳۴۳ د، م = بھاگونت
۳۴۴ د، م = یوں

سو سندر بختور چنچل مشتری — جو بجز تج مغک لیکے[344] منت کری
بزاں اس کوں دائی بلانے چلی — اسے بیگ اسٹھار لیانے چلی
عطارد کے نزدیک وو نار گئی — بُلاتی تجے مشتری شاہ کئی
پیسے بخت جاگے ترے سرتے آج — کہ تج آد کئی مشتری نار آج
خوشی[345] خرمی ہے تجے سخت آج — کہ یاری دئیے ہیں تیرے بخت آج
عطارد یو سن بھوت خوشحال ہو — چلیا شہ کن اس دھن کے دنبال ہو
دیکھیا دو رہتے مشتری شاہ کوں — سراپا بھوت دھات اس ماہ کوں
ملا لینے کوں لئی اد لالے کیا — تماشے تماشے کے چالے کیا
جو وو دای اس شہ کوں خوشحال پائی — سو شہ کے حضور اس چتارے کوں لیائی
عطارد کیا مشتری کوں سلام — کہ شہ میں ہوں تیرا کمینا غلام
ہنسی یو بچن سن خوشی سوں سو دھن — کہ ہنستا ہے جیوں باد تے پھول بن
دیکھائی اسے محل دو ٹھار ٹھار — کہ اس محل کوں اس و منا قوں سنوار
کہ میں کی مجوں تیوں توں کرنگا جو راس — بکھیروں گی ستا ترے آس پاس
نوازوں کی تج کو بھوت دھات میں — جڑت کا تجے یونگی[346] ہات میں
عطارد کھیا شہ کوں سر بھوئیں دھر — کہ میں کیا سکوں گا ترا کام کر
کریگا نمک شاہ تیرا یو کام — کہ میں کیا ہوں یو کام کرنے تمام
ترا قصد گر شاہ سارا اھے — تو یو[347] کام سب ہوں ہا را اھے

آراستن محل مشتری[348]

بجد[349] ہو کے جد و جو دھرنے لگیا — سو اس محل کوں نقش کرنے لگیا

---

[344] ل: لیکہ
[345] ل: ع خوشی خرمی آج ہے سخت تج
[346] ل: دوں کی
[347] ل: یو یو
[348] لندن کے نسخے میں یہ سرخی نہیں ہے
[349] ل: کہ

جوزرنخ جیوں چاند ستا سو سور — سفیداب تارے ہیں سرخی سو نور
عطارد چتارے کوں نیں کچھ غم — کہ دھرتا اہے ہات جوزا قلم
جو خوش ہوا اس لیائے ٹک دل منے — تو لک محل چترے وہ یک تل منے
بیٹ دھیان یک دل سوں دھرنے لگیا — بچتر چتر وہ چترنے لگیا
کہیں بن بیاباں کہیں سمد بھار — کہیں مرغ ماہی کہیں پھول جھاڑ
کہیں شیر مشرزا کہیں گج ترنگ — کہیں باز بحری[۳۵۰] کہیں یک کلنگ
کہیں بت بتخانے ہور بت پرست — کہیں نار ہور پرش یک ٹھار ست
کہیں شاعراں شعر کہتے اہیں — کہیں چشمے امرت کے بہتے اہیں
کہیں ہیں ملانے کہیں ہیں خمار — کہیں ہیں دیوانے کہیں ہیں ہشیار
کہیں تخت پر کوی مستی مست ہو — کہیں بیٹھے دو یار ہمدست ہو
کہیں پیر شہید ہور پیغمبراں — کہیں دیو جن ہور پریاں اچھریاں
کہیں خسرو[۳۵۱] ہور شیریں یک ٹھار ہے — کہیں لیلی ہور مجنوں دو یار ہے
کہیں گاتی گاون خوش آواز سوں — کہیں پاتراں ناچتیاں ساز سوں
کہیں دھترے مرغ سیمرغ سر — کہیں چاند سوریج تارے انبر
چتاریا چتر وو اپس ہات سوں — سنواریا محل کوں بھوت دھات سوں
کیا چوک بیچ چوک اس چوک پر — نزاکت سوں سنگارنا زدک کر
سہے چوک اس نقش میدان میں — کھلا چاند کا جیوں[۳۵۲] ہے آسمان میں
لکھیا شہ کی صورت وہاں آن جو آ — ہلی کاند ترجیو سب جیو پا
اگر اس کوں باتاں میں کوی کھولتا — تو ہر سنگ اس کا بچن بولتا
اہیں سنگ جواں کاند[۳۵۳] رنگ رنگ میں — کہ تاثیر مسیحا ہے ہر سنگ میں

---

۳۵۰ ل = بھیری
۳۵۱ ل = خسرو شیریں
۳۵۲ ل = جیو
۳۵۳ ل، م = جواس کانہ

یوتاثیر ہے فنہ کی تاثیر تھے   کہ جیو جھاڑ بڈتا اہے نیر تھے
لکھیا نقش سنسار کی نار کا   کیا شہ کوں مدنا یک اس ٹھار کا
چھتر جھلکے یوں شہ کے مکھ بھان تے   کر روشن زمیں جیوں ہے اسمان تے
دیکھایا محل کوں جو مستید کر   کہ ہر ایک انگلی کوں تھا سو ہنر
سراسر محل جیوں کیا بوستاں   کہ خوشحال ہویں دیک سب دوستاں

موں خھید علی یو جیوں ہنگ جوا   دمیں شمت ں کا سو جیمیں ہنرک جوا

اسی دائی کوں واں بلا بیج کر   کھیا مشتری شاہ کوں[354] کر خبر
تمیں کام جو کے تھے سو سب ہوا   اُسے دیکھنے نا سو وقت اب ہوا
دیکھو یک نظر اس محل کوں اتال   کہ میں لی مشقت کیا اس دنبال
دھرو منج اپر ٹک شفقت[355] تمیں   کہ دو چیز میری مشقت تمہیں
ہر ایک کام ہوتا جو اولاس تے   سو شاہاں کی امید ہور آس تے
اگر شہ کی اچھتی نہ امید آس   نہ ہوتا نہیے یوں اُس[356] ہور الاس
بڑا شاہ وو ہے جو یک دان دے   نوازے ہنر مند کوں مان دے
ہنر زیاست ہوتا اہے دان تے   نہ اُس کی فہم عقل[357] ہور گیان تے
نکو کر توں تقصیر کچھ دان کوں   کہ ہوتا ہے بل دان تے گیان کوں
سندیوں ہنر پروری کا ہے شہ   نہ یاں جھوٹ کچھ شاعری کا ہے شہ
ہنر ہے ہنر مند کوں کیا غم اہے   جو بخشیں ہنر وند کوں سو کم اہے
طلب ہے جو غالب طلب گار پر   کرے ناز ہنر وند خریدار پر
ہر ایک خوب جان ہور خریدار نیں   بچارے ہنر وند کوں واں بھار نیں
یو موقوف ہے سب خریدار پر   سرافراز کرنا سہج کار پر

---

۳۵۴ ل: کر
۳۵۵ ل: مشقت
۳۵۶ م: اس
۳۵۷ ل: فہم ہور

ہنر خوب ہر بار ہوتا نہیں ۔ رتن پاک ہر ٹھار[۳۵۸] ہوتا نہیں
اگر مانی اچتا تو اس وقت پر ۔ تو معلوم ہوتی میری کچ[۳۵۹] قدر
جکچ نازکی ہے مرے کام میں ۔ سو مشہور ہے روم ہور شام میں
نہ کچ آسنا کس پہ دھرتا ہوں میں ۔ غرض بات دنیا کی کرتا ہوں میں
توں درمیانے آئی تو یو فام کر ۔ میرے کام کا کچ سرانجام کر
درست شدے کام توں کر تمام ۔ کہ تیری بزرگی ہے میرا سو کام
جو سمجھے سو وو بول کس نا دھرے ۔ بخت خوب نیں تو ہنر کیا کرے
ہنر ہور بخت جب ملے ایک ٹھار ۔ تو دولت غلام ہور خدا ہوے یار
ملے دو نویک ٹھار آتا کدھاں ۔ ہنروند مقصود پاتا کدھاں
کہ پنکھی کے تیں زور پر کا اچھے ۔ ہنروند کوں تقوا ہنر کا اچھے
بخت ہیں ہنروند کوں تو غم نہیں ۔ ہنر خوب کچ بخت تے کم نہیں
ہنر خوب اس پر جو بخت ہے بلند ۔ یو دو نوبی ہوویں ستا ہور سنگند
توں خوشحال اچ ہور نکر کچھ[۳۶۰] غم ۔ بخت خوب لی ہے ہنر خوب کم
وہی شاہ عالم میں عارف کواے ۔ ہنروند کا لاڑ ہے کوئی چلائے
کہ نازک ہے[۳۶۱] یوں دل ہنروند کا ۔ جو نیں تاب معشوق کی چھند کا
ہنر خوب ہنروند جو دھرتے اچھیں ۔ سو شاہاں آپر ناز کرتے اچھیں
ہنر خوب جیوں خوب محبوب ہے ۔ ہنروند محبوب تے خوب ہے
سراؤں اسے شاہ ور سازسوں ۔ جو سوے ہنروند کے نازسوں
ہر ایکس کوں دل فہم سوں جنت میں ۔ کہ عارف کھوایا یو کچھ صفت میں
عطارد وہاں بیٹ بھوماں سوں ۔ کھیا بات اس دائی مہروان سوں

---

۳۵۸ ل: سب ٹھار
۳۵۹ د،م: کچھ
۳۶۰ د،م: کچھ
۳۶۱ ل: ہے دل

هنر جا اس دھن کوں کچہ فام ہوئے ۔ تو جس خاطر آیا سو وو کام ہوے
عطارد یو بات اس تے یو لیا لکھی ۔ کہ دیکھے دل اس نار کا ٹک بجھا

دیدن آرائش محل و انعام دادن مشتری به عطارد[۳۶۲]

کہی دائی جا مشتری شاہ کوں ۔ سورج جس تے روشن ہے اس ماہ کوں
کر شہ مستعد سب ہوا ہے محل ۔ اس محل کوں دیکھنے آج چل
ترے حکم کوں شاہ جس لئی اچھے ۔ تجے اس محل کا ہو نیں لئی اچھے
توں دھرتی تھی لئی دیس سوں یوچ آس ۔ کہ کو ہوئے گا یو مرا محل پاس
خدا آس تیری تجے اب دیا ۔ کہ جیوں محل منگتی تھی توں تیوں کیا
محل دیکہ ہور مان شہ ساچ کر ۔ مری بات توں ہور اس کا ہنر
کہ شاہاں کنے جھوٹ کھیا نہ جائے ۔ جکوی جھوٹ کے سو بیتا را گنوائے
بلند مرتبہ جھوٹ تے ہوئے پست ۔ دنیا میں نہیں سچ تے کچ خوب بست
اگر جھوٹ سچ کوں بجھنار ہوے ۔ ہنر عیب جو ہے سو اظہار ہوے
جہاں جھوٹ سچ دیکھنا عیب کوں[۳۶۳] ۔ ہنر ہے سمجھنا ہنر عیب کوں
بچن دائی کے سن سو دھن کر منج ۔ درست ہے لگر اپنے دل میں سچ
چلی نار اس ٹھار اس کے سنگات ۔ تماشا محل میں دیکھی دھات دھات
محل دیکھی دای کوں گل لائے کر ۔ انند شوق ہور ذوق حظ پائے کر
جو بولی اتھی بات وو دھن سجان ۔ عطارد کوں اس نے بی دی زیاست دان
شہاں کا دل اس دھات اچھنا بھلا ۔ دست اس دھنا بات اچھنا بھلا
خدا جب جسے کچھ دلاتا اچھے ۔ تو شاہاں کے بی دل میں لیا تا اچھے

۳۶۲؎ ل : اس نسخہ میں یہ عنوان نہیں ہے
۳۶۳؎ د، م : ع عیاں شکل ہے دیکھنا عیب کوں

خدا جب لادے تو کوی کچہ پایئے   شہاں کاں تے دیں جو خدا نا دلاے
خدا پاس تے تو اُمید آس منگ   اگر توں منگے تو خدا پاس منگ
جو شاہان اُپر بول دھرتے ابیں   غلط ہے انوں یاں بسرتے اچھیں
عطارد کا حاصل[٣٦٤] مقصود کر   منادان دی دل کوں خوشنود کر
جو یک ٹھار ٹک ٹھیری چنچل کھڑی   نظر شہ کی صورت اد پر پڑی
صورت شہ کی دیکھت بھلی ناردو   پڑی بے سُند ہو کر اسی ٹھار دو
کتک وقت لگ جھن دو بے ہوش تھی   سو شہ کی محبت کرے جوش تھی
کہ آپاں پر آپاں جو ماری اُنے   سٹی مست ہو ہوشیاری اُنے
سو دو دائی پکڑی دکھوں جیو نے   لگی بات اپس میں اپے چورنے[٣٦٥]
کہ وا اس تنھی کوں یہاں کیا ہوا   مری چندنی کوں یہاں کیا ہوا
کہاں جاؤں کس کو کہوں کیا کروں   اتاں اس کوں اس ٹھار میں کیوں دھروں
مبادا پری کا اچھے اس نظر   کہ یو ہوئی یکا ٹیک یوں بے خبر
منجے آج دستا نہیں کچ کہیں   منتر کاری بھی کوئی حاضر نہیں
نوا محل ہے کیا ہوا یاں اسے   لیکر جاؤں یاں تے اتا کاں اسے
اٹھاتی تو اٹھتی نہیں ناریو   نجانے کیا دیکھی اس ٹھار یو
سو ویسے میں دو نا رہشیار ہوی   جو تھی بے خبر سو خبردار ہوی
صورت شہ کی تل تل نجھانے لگی   کھڑے قد پہ بلہار جانے لگی
دیک اس نقش کوں نار حیران تھی   سو سُد بُد گنوا سب پریشان تھی
نہ آن بھاوتا تھا نہ پانی اسے   ہوی تلخ سب زندگانی اسے
پکڑ رہی تھی واں نار اس ٹھار کوں   کہ بھاتی وہی ٹھار اس نار کوں
وہی نقش تن تھا وہی نقش من   وہی نقش پانی وہی نقش ان
قطب جیوں قطب ٹھار پر ٹھیرہے   وہاں مشتری پھرتی جو پھیرہے

---

٣٦٤ د، م = ٹک
٣٦٥ د، م = جوڑنے

محبت جو پکڑ یا ہے یوں واٹ کر   بچاری کہاں جائے وو نھاٹ کر
اگر کس کوں بل بل جو رستم اچھے   محبت کی تل تل سو بل کم اچھے

پیارے میں ہول رانی یکسلی کیوں جیوں بای
موتی ایک ہاری ہوتی سو برہے کی جھار کھای[۳۶۶]

غش کردن مشتری از دیدن تصویر قطب

و

پند دادن دائی[۳۶۷]

لگی پوچھنے دای اس نار کوں   کہ اے مائی کیا دیکھی اس ٹھار توں
تیا دل نہیں کی انند سکھ پر   کہ قربان گئی دائی تج مکھ پر
محل دیکھنے آی تھی شوق سوں   سو اب بیٹھی کی یوں توں بے ذوق سوں
چھپاتی توں اس بات کوں اے نار   تجے کوں ہے منج تے بھی دوس - دار
تو بیگانی منج جانی اس دھات کی   نہیں بولتی کھول یو بات کی
کہ ما باپ ہور یک بڑے بھای سوں   چھپاتے نہیں بات کوئی دائی سوں
جو توں نا کہی منج کن اپنا یو حال   تجے دور ہرگز نکر سوں حلال
اگر ٹک[۳۶۸] جو توں ناز سوں چھند کرے   تو پنکھیاں کوں بارے یہ پابند کرے
ترے مکھ جل تل جگت یوں ہے   توں جس تائیں یوں ہوی سو ووکوں ہے
کہ یو بات قل منج ترے پر کسوں   اسے بھی زیاستی سوں مرے بر کسوں
فرشتا اگر ہوئے اسمان میں   تو میں لیا دیودوں تیرے فرمان میں
کہی دائی کیا پوچھتی حال توں   نکو نپڑ جھٹے میرے دنبال توں

---

[۳۶۶] ل : پیارے میں ہوں رانی یکسکی جیوں مای ع موتی ایک باری سو برہے کی جھار کھائی .

[۳۶۷] ل : یہ عنوان اس نسخہ میں نہیں ہے

[۳۶۸] د،م = ٹک

بجھے ہے توں اس بات کوں کھولنے ‌ ‌ ‌ ‌ ولے منج طاقت نہیں بولنے
زباں من نمنے لٹ پٹاتی اچھے ‌ ‌ ‌ ‌ نہیں بات یکائیک آتی اچھے
فہم داری کی فام سوں فام توں ‌ ‌ ‌ ‌ وکدپر وکیدینے کیا کام توں
ترے ہات تے کام آسی نہ یو ‌ ‌ ‌ ‌ جو کونگی تجے میں تو بھاسی نہ یو
کہی سچ ہے کیا ہوئیگا منج تے کام ‌ ‌ ‌ ‌ کرے گا حق اس کام کا اہتمام
جو بھو تیج پوچھی مہر دان دائی ‌ ‌ ‌ ‌ تو اس دائی کوں شہ کی صورت دکھائی
یدی اس صورت کی دیوانی ہوں میں ‌ ‌ ‌ ‌ چھپیا بھیدیاں کچھ جانی ہوں میں
یہی نقش بھو دو بھلا یا منجے ‌ ‌ ‌ ‌ یہی[۳۶۹] نقش نیہہ اب لا یا منجے
اسی نقش کا دھیان دھرتی ہوں میں ‌ ‌ ‌ ‌ اسی نقش[۳۷۰] کے تائیں مرتی ہوں میں
اسی نقش کوں دیکھ پریشان ہوں[۳۷۱] ‌ ‌ ‌ ‌ اسی نقش کوں دیک حیران ہوں[۳۷۲]
یدی نقش اے دائی منجم کیوں کیا ‌ ‌ ‌ ‌ میں عاقل اتھی دیک بے غم[۳۷۳] کیوں کیا
منجے میری صورت پہ ئی تھا گمان ‌ ‌ ‌ ‌ ولے یو تو منج تے بی ہے خوب جان
کہ جس جان کلہے نقش[۳۷۴] اس دھات ہے ‌ ‌ ‌ ‌ سوختہ جان آپے وو کس دھات ہے
سو شہ کی صورت ٹک نجھا دیکھی دائی ‌ ‌ ‌ ‌ سو وو دائی بھی سُد اپنی گنوائی
کہی نیں ہے تیرا اگتہ یچ دھن ‌ ‌ ‌ ‌ کہ ایسیچ صورت ہے یو من ہرن
تس اوپر توں بی نار ہے باولی ‌ ‌ ‌ ‌ اُچھالیا مدن ہوی ہے اوتاولی
توں چنچل چتر نار اتنی سی ہے ‌ ‌ ‌ ‌ بڑی چھند بھری بھوت فتنی سی ہے
یو کیسا اچھے عشق جو توں کری ‌ ‌ ‌ ‌ بھلی ہے توں شاباش جو نیں ڈری

---

۳۶۹ ل = بھی
۳۷۰ م = نقش
۳۷۱ ل = ھو
۳۷۲ ل = ھو
۳۷۳ م = بیغم
۳۷۴ د، م = ٹک

برت پنت میں قول نوی آی ہے ۔۔۔ اچھول نہ کے چڑکے نہیں پائی ہے
عشق بازی دھن کچھ ننھا کام نیں ۔۔۔ ننھی ہے توں اجنوں تجے فام نیں
کچی توں تجے بدکچی آئی ہے ۔۔۔ کہ کاندان کے نقشاں سوں جیولائی ہے
خوشی آہے دشمنیں[٣٧٥] توں پچھان ۔۔۔ دکھا کر[٣٧٦] جو بولے اسے دوست جان
غرض دندکوں یوباکاں فام ہے ۔۔۔ دکھا بولت دوست کا کام ہے
توں اس نقش کوں عشق سازی اہے ۔۔۔ یونیہ نیں ہے طفلاں کی بازی اہے
عشق کیا ہے کرکے پچھانی ہے توں ۔۔۔ گڑیاں کا مگر کھیل جانی ہے توں
ہوس ہے نکو جا ہوس کے دنبال ۔۔۔ بھلی دو جو اپے رکھی یاں سنبھال
طرز عشق کا تھا سو تھی[٣٧٧] پالی دو ۔۔۔ دلے پند کوں کہتی تھی دائی دو
تیں تک ہنگی[٣٧٨] تھی اس مای کوں ۔۔۔ کہ واجب اہے پند دینا دای کوں
تو ماباپ فرزند کوں بیچ گود دھر ۔۔۔ بھروسا بھوت کرتی ہے دائی پر
دو دھن جانے بوراس کے من کا عجیب ۔۔۔ کن تھا سو کئی دو بچھیں یانصیب
تھوڑا بھوت جانی ہے بھی جان گے ۔۔۔ مری بات توں ساج کر ماں[٣٧٩] گے
انگے عشق کیا ہے سو جانے گی توں ۔۔۔ بڑی ہوسے گی تو پچھانے گی توں
توں کس باب گنوا کر ہوی ہے نکس ۔۔۔ کہ آدھا اہے عشق سارا ہوس
توں صورت ستی جیو کیا لائی ہے ۔۔۔ تو صورت منے معنی کیا پائی ہے
اگر معنی سوں جیو قول لایئے گی ۔۔۔ تو صورت تھے پھل[٣٨٠] بھی توں کچ پایئے گی
عشق صورتی کام ناآسے کچ ۔۔۔ لگا معنی سوں جیو جو توں پاسے کچ

---

[٣٧٥] د، م = دشمنی
[٣٧٦] د، م = دکھا
[٣٧٧] ل = سوپائی
[٣٧٨] ل = ہنگی اس
[٣٧٩] یہ شعر صرف نسخۂ کراچی میں ہے
[٣٨٠] ل = پھیل توں

عشق صورتی جاسے گا جان توں　　عشق صورتی خوب نیں مان توں
سودھن دائی کوں کئی کہ نیں تج فام　　ازل تیج تھا ہونہا[381] رایو کام
منجے معنی دستے ہے صورت بھتر　　تولیدی ہوں اس پاک صورت اُپر
نزک کس کے کہنے کوں نیں آئی[382] چھے　　اگر ما اگر باپ اگر بھا ی ہے
جو معنی عیاں منج ہے صورت منے　　بیاں ناکیا جائے دو کس کینے[383]
اول تے ہوا ہے مرا حال یوں　　پڑی کی توں بھی میرے دنبال ول
جو میں منگتی دارو سو دیسی نہ کوی　　کسی کا درد بانٹ لیسی نہ کوی
دنیا میں جتا دیکھتی ہوں سبے　　اپس کا اپس کوں پڑیا ہر کسے
یو دلسوزی تیری خوش آتی نہیں　　دیوانی ہوں[384] میں پند بھاتی نہیں
دیوانی دیوانے کوں پند دے نکو　　رونگا کر بہے بول توں کے نکو
چھپیں جو لگے اسس نہ جھ بولتا　　یو دکھ پہے دنبل تیرا بولتا
کہ غصے سوں منج پرا اینٹتی[385] ہے توں　　کہ جلتے اُپر تیل سٹتی ہے توں
اگر میں تجے پکہ کہی اسے سندھر　　دیوانی ہوں اس کا نکو عیب کر
نکو عیب کر دل میں کچ زیب تے　　دیوانا ہے کالی ہر ایک عیب تے
کیا عقل میں اچ[386] کے لھو گھونٹ　　بھلا ہے دیوانے ہو کر جھونٹنا
دیوانا جکوی ہوے زمانے بھان　　وو عاقل ہے اس کوں دیوانا نہ جان
غرض ایسی باتاں سوں کیا ہے تجے　　نصیباں منے تھا سو انپڑیا منجے
نہ کوی عشق کوں لیا نہا را اہے　　کرو عشق اپے آنہا را اہے

---

[381] ل ۔ ہونہار
[382] ل ۔ اچھے
[383] ل ۔ توں
[384] ل ۔ ہوی
[385] ل ۔ اینٹتی
[386] ا ۔ اچکہ

جہاں عشق ہے واں ہے حیران سب　　اصل ہور فہم شد بد گیان سب
نہ جاسی پرت منج تے اب چھوڑ کر　　کہ دل لے گیا ہے میرا لوٹ کر

یو فریاد میں کس[۳۸۷] کنے جا کروں
نہ ہونا اتھا ہور ہوا کیا کروں

پرسیدن مشتری و خبر صورت محمد قلی از عطارد[۳۸۸]

عطارد کوں بھیجی بلا نار دو　　دونو بیٹھے مل کر سو یک ٹھار دو
کہی توں سنوارا یا محل سازسوں　　لکھیا صورتاں اس میں بھو نازسوں
صفت دورتے تیری سنتی تھی جیوں　　سو نزدیک تھے آج میں دیکھی تیوں
ہنر وند توں سب پچھانی تجے　　کہ مانی تھے تج زیاست مانی تجے
کہوں کیا تیری خوبی کی بات میں　　سراؤں تج ایسے کوں کس دھات میں
سو دھی بات بھو دھات اس سات کر　　کہ اس سات[۳۸۹] بھو دھات نیو بات کر
کہ تج سات یک روز دھرتی ہوں ایں　　سو اس روز کی بات کرتی ہوں ایں
سکی شہ کی صورت اُپر کی نظر　　کہی اے عطارد توں سن کان دھر
کسی شاہ اپنی یوں اس نار کوں　　چمک کھینچ لیا ہے جیوں سار کوں
نہ جانو کہ یو نقش کیا سحر ہے[۳۹۰]　　کہ ہر دل میں اس نقش کا مہر ہے
دنیا میں تو کیں صورت اس دھات میں[۳۹۱]　　توں جیوتے لکھیا یا کہ دیکھیا ہے کیں
میرا من بھلایا یو من ہر صورت　　لیا دل دیا جیو یو دلبر صورت
عجب راز ہے یو کچ پایا نہ جائے　　جو پائے تو مقصود کہیا نہ جائے

---

۳۸۷ ل: کس نے
۳۸۸ نسخۂ ل میں یہ عنوان نہیں ہے۔
۳۸۹ ل: سنا
۳۹۰ نسخۂ کراچی ع چھوٹے کا نبی سب کو اس ہاک تے
۳۹۱ د: میں

کتا میں رکھوں دل میں نا بول کر   کتی ہوں تیرے پاس اب کھول کر
کہ یو بھید کر توں سجے فام ہے   کہ تج سوں انگے ئی منجے کام ہے
عطارد کھیا دل میں اس دھات لیائے   کہ سنپڑی ہے دھن[۳۹۲] یو تو جانے نہ پائے
بہت سیج ستی آج یو کام ہوا   اتال انت اس کا منجے فام ہوا
جو مقصود کوں پال[۳۹۳] لگ آیا ہوں میں   سو الحمد للہ کہ پایا ہوں میں
سنے گا اگر شاہ اس بات کوں   تو خوش ہوئے گا منج پہ بھو دھات سوں

جتارا چتر گنونتا خوش لکھن
کھیا کھول سب مشتری نار کن

تعریف کردن عطارد پیش مشتری از محمد قلی قطب[۳۹۴]

براہیم قطب شاہ ہے شہ سجان   دکھن تخت گر شہر اس کا مکان
شہاں نعل بندی دیتے ڈرتے سب   جنگل پکڑے تھے[۳۹۵] وو نکل گھر تے سب
ظلم زیا ستی تھے ملک پاک اس   کہ مشرق تے مغرب تلک دھاک اس
سٹے گا بنی گاب اس دھاک تے   چھپیا بھیس بھتر رستم اس دھاک تے
جو اس ڈر نہ اچتا سمد دل منے   تو جگ کوں ڈباتا وو یک تل منے
اگر ہیبت اس کا نہ دھرتا پون   اڑا اسٹ دیتا بھیں کو تنکے نمن
اسی عدل تے گال کر سب سر پر   اگن کا نپتی ہور لرزتا ہے نیر
محمد قلی فرزند اس راج کا   کہ لائق[۳۹۶] ہے وو تخت ہور تاج کا

۳۹۲؎ د، م ۔ یو تو، ل ۔ اب کو ۔ متن میں نسخہ کراچی کی عبارت شامل کی گئی ہے۔
۳۹۳؎ ل ۔ پاتلک
۳۹۴؎ نسخہ ل میں یہ عبارت نہیں ہے
۳۹۵؎ نسخہ کراچی : ہیں"
۳۹۶؎ ل ۔ لایق وو

تلایس پیشانی سوں یگ سندریاں دیانیاں ہیں اُس کیاں سو حور و پریاں
چکھو نور شہ مکھ چندر میں اسے نہ جن نا پری تا[۳۹۸] بشر میں اچھے
پریاں شاہ کے عشق کا پا اُمنگ پڑیں شہ اُپر شمع پر جیوں پتنگ
جو انگلی چکل چکھ[۳۹۹] دھرتا اسے تو سوراخ شہ سنگ کوں کرتا اسے
لگا عشق لاک استریاں لاک دھات دلوانیاں ہو[۴۰۰] بھرتیاں ہیں اچھے سنگات
ہر ایک گوپنی[۴۰۱] شہ کی جیوں ماہ ہے کہ اس دور میں کشن[۴۰۲] اوشاہ ہے
اگر سور جیسی اچھے کوی سندر بلا دور ہوے شہ کے پا وال اپر
ہوا پرگٹ اس کا حسن یاں تلگ کہ یوسف کی خوبی کوں بسریا ہے جگ
جہاں پانو دھر شاہ چلتا اچھے وہاں آب زمزم اُبلتا اسے
رہے جاں مہاجان شہ بجھ بل[۴۰۳] اچھے چھانو جیوں دولت اس پانو تل
وو ایسا ہے شہ جان سن اے سندر سگی ما بھلے گی اسے دیکھ کر
صورت اس کی اس دھات اچھے خوب جب جو توں دیک اسے بھولی تو کیا عجب
جو شہ باغ میں ٹک تماشے کو جائیں تو بن رزوت[۴۰۴] جھاڑاں پھلا بارلیایں
شہنشہ کے دیدار کے نور تھے لگے جھاڑ ہرے ہوئیں بھی سیر تھے
کھیا سب دلے ان کھیانیں یو بات کہ عاشق ہے تیرا سگھڑ شہ سجات

---

۳۹۷ نسخۂ کراچی ع ایکس تھیں یک خوب ہیں سندریاں
۳۹۸ ل = یا
۳۹۹ نسخۂ ک = جس پہ
۴۰۰ د، م = ھوں
۴۰۱ د، ل، م = گونی ہیں
۴۰۲ "کشن اوشاہ" ع = نسخہ کرم خوردہ
۴۰۳ لہ = مہاں جاتی اس شہ کھوج
۴۰۴ د، برزوت چھاڑاں پھلا بارلیاں

کہ مت سرجیرے بات یو سون کر
ہوا کام بھی سرتے ہورے تل اوپر

جو عاجز ہو دکھلائے عاشق نیاز
تو معشوق کرتا ہے تیسڑیچ ناز

کہ خوباں ہیں عادت سواک دھات ہے
چھپی نیں ہے مشہور یو بات ہے

سلکھن چتر دھن چنچل گنو نتی
سو غنہ عشق کے مدسوں ہوی تھی متی

کہی کیا ہے تدبیر اس کی اتال
کہ منج میں تو اب ریا[405] نہیں کوچ[406] حال

دکھایا صورت جیوں تیوں تصویر کر
تو تو بیچ کچ اُس کی تدبیر کر

مرا حال کیا ہے سو جانے تُہیں
چھپا راز دل کا پچھانے تُہیں

تُہیں میرے غم کا سو غم خوار ہو
کہ میں بیٹی توں باپ کے ٹھار ہو

کسے بات یو بولوں میں جائے کر
کہ تدبیر میری کرے آئے کر

جو منت لگی کرنے بھو دھات سوں
عطارد قبولیا وو اُس بات کوں

دیا اُس اس نار کرں پیو کا
کہ مرتے کوں تقوا دیتے جیو کا[407]

ترا کام ہے سو کیا فام میں
نکو ڈر کروں گا ترا کام میں[408]

غزل گفتن مشتری از فراق محمد قلی قطب شاہ[409]

طاقت نہیں دوری کی اب توں بیگ آمل رے پیا
تج بن منجے جیونا بھوت ہوتا ہے مشکل رے پیا

کھانا برہ کھیتی ہوں میں پانی انجھو پیتی ہوں میں
تج تے بچھڑ جیتی ہوں میں کیا سخت ہے دل رے پیا

---

[405] ل: ابریا نھیں کچ حال
[406] د: کچ
[407] نسخہ ک میں یہ شعر نہیں ہے
[408] نسخہ د، م، ل میں یہ شعر نہیں ہے
[409] نسخہ ل میں یہ سرخی ندارد

ہر دم تو یاد آتا منجے اب عیش نیں بھاتا منجے
برہا[410] پو سنتا تا منجے تج باج تل تل رے پیا
منج تن تپش جانے تہیں منج ٹھار جیوانے تہیں
منج دل مندھر میانے تہیں کیتا ہے منزل رے پیا
توں[411] جیو میرا ہیں سو دل تج سات رہنا کیوں نہ ل
دن رات ہیں میں ایک تل نیں تج تے غافل رے پیا

جس یار کوں میں منگتی ہوں وہ یار کہاں ہے
سر سوں سکی چل جاتی وِلے ٹھار کہاں ہے
دل ہات میں تھے چھین لیکر نھاٹ گیا ہے
وو یار دغاباز جھوٹے مار کہاں ہے
مشتاق کے بازار میں بیچتی ہوں جیو
دلّال کدھر ہور خریدار کہاں ہے
عاشق تو مج ایسے سکی لاکھاں ہیں ولیکن
معشوق سوں اس دور میں اس سار کہاں ہے
دیدے مرے نا دیدے جو دیدار دیکھے تھے
منج صبر دیونہار وہ دیدار کہاں ہے[412]

یادکردن مشتری محمد قلی قطب شاہ

گیا ہے میرا فنہ سوں بھوت یچ دل — رہیا جائے نا[413] منج تے اب ایک تل
ملا دو منجے کوی مرے شاہ سوں — سورج سرو قد سر نگ ماہ کوں

---

[410] ل : میں
[411] ل : جیوا
[412] یہ غزل صرف نسخۂ ک میں ہے
[413] مجے اب

نا منج باغ خوش آئے نا بوستاں
نا منج خویش بھاتے ہیں نا دوستاں

حالت مشتری در فراق محمد قلی قطب شاہ[۲۱۴]

نہ سکھ سوں منجے نیند آتی اچھے
نہ پھُل سیج کی منج کوں بھاتی اچھے

بسای ہوں کیسا یہ دکھ سیس تے[۲۱۵]
تپاتی اچھے رات منج دیس تے

کہاں ہے وو شہ نرملا نوجوان
کہاں ہے وو شہ گنونتا[۲۱۶] گن ندھان

کہاں ہے وو لالن مٹھی چال کا
کہاں ہے وو ساجن لٹنے بال کا

کہاں وو چتر چنچل من ہرن
کہاں وو سُگھڑ اچپلا ہے سجن

نہ منج دیس ہے سکھ نہ منج رات
نجانوں کہ گمتا ہے شہ کس سنگات[۲۱۷]

جکوی ناراس کن ہے اس نار تھے
مُنجے رشک آتی ہے اس ٹھار تھے

ہوے جل کجل تین دیدار باج
یکیلی کدھاں لگ رہوں یار باج

رتن تھے سو تن پر انگارے ہوے
کہ مکھ چاند انجھو سو تارے ہوے

ہر یک روں میرے تن پہ جیو نگ ہے
ستاتا تھا دل سو اتال اگ ہے

دو بادام تھے اس چنچل نار کے
لگے دانے جھرنے سو انار کے

کہی شاہ کے تیں سو دھن یاد کر
دکھیا جیو میرے کوں ٹک شاد کر

منجے تیرے ملنے کی لئی آس ہے
کہ تن منج کنے جیو تیرے پاس ہے

میرا حال کیا ہے سوا شاہ نیک
توں اس جیو میرے کوں ٹک پوچھ دیک

---

۲۱۴ نسخہ ل میں یہ عنوان نہیں ہے۔
۲۱۵ ط، م ع بسائے ہوے کیس یوسیس تے ل ع بسائی ہوں کیس یو سیس تے
۲۱۶ ل۔ گنونت
۲۱۷ د،م: تے

چھڑا منج برہے کے توں جنجال[۴۱۸] تھے — توں غافل نکو اچ میرے حال تھے
کیا ہے برہ زیاستی داد دے — پریشان ہے جیو دل شاد دے
کہ کوی داد دیسی نہ تج باج منج — عجب کام آکر پڑیا آج منج
رہی ہوں بھوت درتے تج آس کر — منجے گن توں اسے شہ ایس داس کر
منج ایسیاں تج لاک باندیاں اہیں — کہ خدمت میں تجھ نیت آتیاں اہیں[۴۱۹]
پریاں ہور حوراں اچھیں[۴۲۰] تج سنگات — تیرے نا ندنک شہ اہے دھات دھات
ہوا کیا جو سیلیاں میں دو چھب ستی — محبت میں میں زیاست ہوں سب ستی
محبت میں جو زیاست سو زیاست ہے — کہی بات میں راست ہور راست ہے
بڑا سا برہ منج ستاتا اہے — سو تیتی کوں پھر پھر تپاتا اہے
خدا اس برہ کا کرے گھر خراب — کہ ناحق منجے آج دیتا عذاب
جو ننپڑے برہ میرے اواں تلیں — رگڑ کر سٹوں دیدے پا واں تلیں
اگر وصل ٹک آ کے سنبالتا — تو برہا منجے کیا سبب جالتا
بڑا بے کڑا اس میں خو بای نیں — منجے مارنے عار اسے آی نیں
گرب کی نہیں گل پڑیا مای کا — نفا کیا ہے جگ میں برہ آی کا
کہ ما اس کی ناجنتی باسٹ کی — دکھوں چھاتی یو میری سب بھاٹ کی
میرے پاس میرا قطب شاہ نیں — میرے حال تے کوی آگاہ نیں
کدھر دیکھوں شہ میں کدھر دیکھوں تج — نہیں منج توں دستا جدھر دیکھوں تج
نہ وعدے کی منج آس نہ درس ہے — ہر ایک دیس تج باج سو برس ہے

---

۴۱۸ ل = برہے کہ جنجال
۴۱۹ ع د،ل،م = ع کہ تج سات مل کر دو نا ندیاں اہیں
متن میں نسخہ ک کا مصرع شامل کیا گیا ہے
۴۲۰ د،ل،م = رہے

رباعی خواندن مشتری

تج یاد بنا ہور منجے کام نہیں
بس جاگتے جاتی ھے[٤٢١] دن آرام نہیں
میں تو تجے منگتی ادکھ جیو دے
تو کیوں منجے منگتا ھے[٤٢٢] سو کچ فام نہیں

نامہ نوشتن عطارد بہ قطب شاہ[٤٢٣]

عطارد دبیر ہو کے تقدیر سوں — لکھیا نامہ مضمون گنبھیر سوں
سو بھیجا انے کاغذ اس شاہ پاس — کہ برآئی ھے تجہ اُمید و آس
اگر دھن اُپر ھے تیرا شاہ جی — تو واں کھان کھا ہور یاں پانی پی
کہ جیو ناج تج باج مشکل نسے — گزرتا ھے چکھ ہو کے پر تل اسے
نکو بار لا بیگ توں بیگ آ — کہ دو نار ہوی ھے تیری مبتلا
ترے تائیں ہوی ھے یو بدنام یاں — کہ کچ کرتے کچہ ہو گیا کام یاں
ذکر لائی ھے دل میں تج دھیان دھر — قطب شاہ قطب شاہ قطب شاہ کر
ترے وصل کا میں جو دیتا نہ آس — تو یک تل میں مرتی سو دھن بھر اساس
میرے پاس احوال سب کئی اھے — اسی آس سوں چوپ کر رھی اھے
یو دلسوز نامے کوں لکھتے براں — صفے پر نکل پڑتے تھے اچھراں
نہ یک سک قلم ڈک تے گھٹتا اتھا — رخے پر قلم کالی سٹتا اتھا

---

[٤٢١] ل : ھوں
[٤٢٢] ذ، م : منگتا سو ۔ منگتا ھے سو
[٤٢٣] نسخہ ل میں یہ سرخی نہیں ہے

بھیس عشق بھیدیا[۴۲۴] ہے اس تاہ میں — کہ سو سو خسرو اہے[۴۲۵] اک آہ میں
نپٹ تج سوں لیدی اہے نار وو — تیرا دیکھنے منگتی دیدار وو
نہیں ایک تل تج بن آرام اسے — نہیں کام تج یاد بن کام اسے
شہا توں سو دھن کوں تو منگتا ہے زیات — دلے وو تجے منگتی تج تے بی زیات
نہ ہوتے کام اس کام پر ہوے پن — کہ ما دود دیتی نہیں روئے بن
تمن اب... مقصود ہوسے بول تے — برگ پھل سنئے باد کے قول. تر
برگ بار ہے ہور جہاں بادنیں — ترت پھل لینے کا وہاں دادنیں
جو پھل لینے منگتا ہے ہنگام پر — تو بیسگی نکو کر ہر یک کام پر
ملے گی تجے وو چنچل سندری — نظر آکر اب شہ میری چاکری
دیوانی تیری مشتری نار ہے — سو شاباش کہنے کی منج ٹھار ہے
کیا کام یو میں. یہاں میں سنجر — میرے بخت اب شاہ تیری نظر
تجے بات یو شہ کھیا جائے نا — دلے باج کئے بھی رہیا جائے نا

کہے تو نہ ہوتا سو ہوسے کام سب
کہے تو چھپیا بھید[۴۲۶] ہوسے فام سب

بشارت یافتن شاہ و رخصت شدن از مہتاب[۴۲۷]

برتیا شاہ ناما ہو خوش جاد سوں — انکھیاں پر رکھیا لیکے بھو بھاد سوں
کھیا کام یکا ئیک یوں کیوں ہوا — جو اول اتھا وو سو اب یوں ہوا
ہر یک مشکل آسان کرتا ہے وو — کہ قادر ہے قدرت جو دھرتا ہے وو
کیا شکر سجدے کوں کرتار کا — کہ توں دل بھلایا ہے اس نار کا

[۴۲۴] د' ل : بھیدایا
[۴۲۵] ل : اہے آہ
[۴۲۶] ل : بھیدی [۴۲۷] یہ عنوان نسخہ ل میں نہیں ہے

جو لبدی ہے دو ناریوں منج اُپر — سو میں کیا سکوں گا تیرا شکر کر
جو ثابت قدم عاشق ہے نار کا — خوشی ہوے غم اس کوں[428] سنیا رکا
کہ جانباز عاشق جکوی پاک ہے — مُراد اس کے پاواں تلیں خاک ہے
بخت بختور آج غالب ہوا — کہ مطلوب جو تھا سو طالب ہوا
کھیا شاہ اس نار مہتاب کوں — کہ جانے کوں دے اب رضا منج کوں
رھیا تج سوں لی دیس یک ٹھار مل — سو جیو یار سیتی اچھے یار مل
جو اس یار کے تائیں آتا نہ میں — تجے چھوڑ کر یاں تے جاتا نہ میں
تیرا پیار منج پر اسے اسے پری — کہ منج سوں توں لئی آدمت کری
عجب تجتے دیکھیا ہوں خوبائی میں — نہ ہو سکسوں تیرا سوا تُرائی میں
عطارد بلایا منجے بیگ اتال — کہ پنت دیکھتی تج سو دھن ہست چال
بشارت نوی آج پایا ہوں میں — اسی کام کوں یاں لگ[429] آیا ہوں میں
رضا دے توں خوشنود[430] ہو کر منجے — کہ توں ہے پری ہے ترا ڈر منجے
دکھن تے جو اس ٹھار انیر ڈیا ہوں میں — تیرے ہات میں آ کے سنپڑیا ہوں میں
کہی سٹ نکو بول یو بات تو بلی — پچھانیا ہے آخر منج اس دھات توں
ستی بے ادب کئکو جان منج — کہ میں داس تیری ہوں توں جان منج
مری بات سچ جان شہ توں ہتیاے — کہ خوباں تے ہرگز برائی نہ آسے
نہیں خوبی اس جو برائی کرے — کو اکھو دے پر کاج اپنے[431] ڈب مرے
بھلے ہور برے میں فرق ہے شہا — بُرا خوب ہور خوب نا ہوے بُرا
جو کم ذات[432] اس تے وفا نیں ہوتا — اصیلاں تے ہرگز خطا نیں ہوتا
برائی کہ یا خوبی یو دو یچ ہے — اصیل ہور کم ذات میں یو یچ ہے

---

[428] ل، کو

[429] ل، یا تلک

[430] ل، خوشنود

[431] ل، اسے   [432] کم ذات ہے اس نے

منا کرنے نیں تج کوں سکتی ہوں میں　　جو رھیگا تو منت سوں رہتی ہوں میں
اپسے ہو تجے کیوں کہوں میں کہ جا　　اگر جائے گا شہ تو تیرا رضا
سکہے شہ کہ جانا منجے ہے ضرور　　جو ناجا سوں تو کام پڑتا ہے دور
منجے ایک تل اس بن آرام نیں　　رہنے کا یہاں اب میرا کام نیں
سلکھن سکھی چنچل[433] ماہتاب　　سو دی شاہ کوں یوں پھر اکر جواب
سنگات آتی اپڑاتی شہ تو تج[434] گھر　　جو اچتا نہ ماباپ کا مجکوں ڈر
تری باندی ہوں میں منجے ناںسار　　توں جاتا ہے دے کچ منجے یادگار
کھیا شہ کہ میں لی گیا تو تج[435] سنگ　　تو کیا منگتی ہے سو میرے پاس منگ
کہی خوش ہو ہنس کر دو ہنس مکھ پری　　ترے ہات کی شہ انگشتری
انگوٹھی نشان اس دیئے شاہ نے　　رکھی جیو کہہ اس کوں اُس[436] شاہ نے
جو شہ کئے کہ دے توں بی کچ منج نشان　　کہ تج یاد کرتا اچھوں اے سجان
چتا خوش اتھا آشنائی تے میں　　و تا ناخوش ہوں اس جدائی تے میں
کہاں تے کہ یو آشنائی ہوی　　کہ اس دھات آخر جدائی ہوی
رکھیا نیں ہے کس یک جنس آسماں　　کہ اول بہار ہور آخر خزاں
مثل جگ میں مشہور یو جم اچھے　　کہ ہر یک خوشی کے پچھیں غم اچھے
بچھوہا اچھے جاں اچھے مل دو یار　　کہ مستی جہاں ہے وہاں ہے خمار
یکسکا یکسکوں جو لاگیا پران　　تو اچھنا یکس کا یکس کن نشان
یکس کی نشانی کوں دیک کر　　کرے یاد یکسکوں یک اے سندر
نشانی کی تو کچ[437] حاجت نہیں　　دلے رسم ظاہر نہیں یوں کہیں

---

[433] ل: چیچل
[434] د، ل: تج
[435] د، ل: تج
[436] ل: اُن
[437] ل: کُچ

نہ بسرے کدھیں یار کے تیں دو یار   محبت اچھے جس کے نے یادگار

پرت کا روش تو اہے اس وضا

تو دیتی ہے یا نیں دیتی کیا رضا

جدائی از مہتاب

کہی شہ میرا جیو تیرا اہے   کہ جیو تے پیارا توں میرا اہے

سکی دی سکا آپنے ہات سکا   کہ تاثیر تھا اس میں لی کرامات کا

جو سکا رکھے دو ایس پاس جم   نہ دیکھے کدھیں دکھ درد ہور غم

سدا ملک ہور مال سوں شاد اچھے   دنیاں کے بلایاں[428] تے آزاد اچھے

جو دیکھی کہ شہ ہے بھر[429] تشکری   ترنگ بادپا پیش کش کی پری

سورج جیوں جھمکتا اتھا سم اُسے   کہ کرناں سے بالاں[430] کے تھی دم اُسے

ہر یک نعل اس کا سو جیوں پرس تھا   کہ آپی سلکھن ترنگ سرس تھا

سو اس اسپ رہوال خوش چال کوں   ستارے پروے تھے ہر بال کوں

شہنشاہ کا دل بھوت جمع تھا   کہ وے بات میں رات کوں شمع تھا

ترنگ خوب خوش شکل دو اصل ہے   کہ حیدر کے دُلدُل کیرا نسل ہے

قصا یوں ہوا جو رضا شاہ منگ   وِدا اس پری سوں کئے چھوڑ سنگ

دنیا کے سو لوگاں میں وفا دستا نیں

ڈھونڈ دیکھی جیتا بارج جفا دستا نیں

بے مہر بنی آدم ہے اس سوں سکھی

دل باندنے میں کچ نفا دستا نیں

---

۴۲۸ ل : بلاں تے

۴۲۹ د : تبھر

۴۳۰ ل : بالاں تھی

روانہ شدن شہ بہ سوئے مشتری

ہوے لوگ پھر مستعد ٹھار ٹھار
صو یک ٹھار ل آسے سب باند بھار

کہ شہ جاتے اس مہ کی یاری کے تیں
تُرنگ یا دیا لیای ساری کے تیں

ہوا اس ترنگ کے اوپر شہ سوار
کہ شہ پھول ہور جنگ باد بہار

دِسے خسروں باد پا کے اُپر
مگر ہنس چڑیا ہے ہما کے اُوپر

چلے شہ بنگالے کدھن چاؤ سوں
سو خوشحال ہنستے بھو بھاؤ سوں

لئے[۴۲۱] خاں مریخ کوں شہ سنگات
کہ عاشق اتھے وو دونوں[۴۲۲] ایک دھات

دونو عشق کی باٹ جاتے اتھے
یکس کا سو وقت یک[۴۲۳] گماتے اتھے

جو اس شہر کے شاہ نزدیک آئے
خبر اس عطارد[۴۲۴] کنے یوں بتائے

کہ آیا ہوں میں اپنے لوگاں سوں یاں
منجے توں کہیا تھا سو دو قول کال

گیا سب فراق اب کہ آیا وصال
بلا بیگ اس دھن کوں توں منجہ اتال

جو شاطیر[۴۲۵] شہ کا دیا یوں خبر
عطارد سراسر ستیا کان دھر

گیا دوڑ تا مشتری شاہ کن
کہ آیا ہے یاں اب قطب شاہ بجن

تیرا مقصد اے نار حاصل ہوا
پیارا پیا تج سوں واصل ہوا

کہ منت توں کرتی تھی جس کام کوں
ہوا ہے وو سب کام اب جان توں

نکو بول رک منج اُپر اے سندر
کہیا ہوں تجے میں سمجیں کھول کر

کہی نار اس کوں کہ شہ کاں اچھے
نشانی منجے دے توں ووجاں اچھے

کہ میں سر سوں چل واں تلک جاؤں گی
اپی میں یہاں شاہ کوں لیاؤں گی

---

۴۲۱ ل ۔ کیے
۴۲۲ د، م ۔ دونو
۴۲۳ م ۔ ایک
۴۲۴ ل ۔ کہیا تو سو
۴۲۵ م ۔ شاطیر

آوردن مشتری محمد قلی را بہ محل[446]

سلکھن سگھڑ چنچل او تار نار / سنواری محل آپنا ٹھار ٹھار
اتم ذات پدمن پریاں حورساں / چنچل اچپلیاں شوخ من ہرسکیاں
صراحی پیالے دسے ہاتاں میں مست / گھڑیاں کی کرن چاکری دھن دوور[447]
سراسر گھرا پن سکی سندری / بہوت دھات دے زیب جنت کری
سنواری سو دھن پلنتر بہو دھات سوں / سو زربفت اطلس و کمخاب سوں
پچرا وا سرگ پر کیا دو محل / کہ حوراں سو واں موہنیاں میں چنچل
سو کونچیاں منے شہر کے دھن دو دیر / بچھائی مشک زعفراں ہور عبیر
سنگاری نگریوں سندری گن بھری / کہ اسمان تے خوب ہوی دھرتری
پیچھے ہور محل انگن ہور سب نگر / ہر یک ٹھار وو نار سنگار کر
سنگات اپنے اپنیاں لی محرم[448] سکیاں / کہ دم تمنے تھیاں سو دو ہمدم سکیاں
سہلیاں سوں سہتی اتھی یو سو دھن / کہ جیوں سرو اچھے ایک نیچ پھول بن
سکھیاں سب سو دھن سات ہمدست تھیاں / یکن تے سو یک اس وقت مست تھیاں
منگائی ترنگ نانوں شبرنگ اس / کہ پھایا اتھا اس کے تئیں سنگ اس
ترنگ تیز شبرنگ کوں لئی چاو ہے / کہ نا آگ ہور باپ سو باؤ ہے
ہوی سار شبرنگ ترنگ پر وو نار / دھویں میں اچھیں جیوں جھمکتا انگار[449]
پھرم جگمگے جوت سوں ناگ پر / کہ طاؤس بیٹھا مگر کاگ پر
سو شبرنگ ترنگ پر اپچھے نار[450] جیوں / کہ مشعل دپے اندھاری میں جیوں

---

[446] یہ عنوان نسخہ "ل" میں نہیں ہے۔
[447] ل : دوورست
[448] د،م : لے
[449] د،م : انار
[450] ل : بار

قطب سوں لمن مشتری دھن چلی   عطارد جتا رسے کوں سنگات لی
یتا شہ سوں ملنے کوں خوش حال تھی   کہ خوشیاں سوں[۴۵۱] آپس میں ماتی نہ تھی
جو شہ کوں خبر ہوی کہ آتی ہے دھن   سلکھن سکھی چھند بھری من ہرن
ایدر تے شہنشہ اودھر تے دونار   دونو سعد وقت آملے ایک ٹھار
گلے لاسے شہ یوں سو دھن کوں چنچل   کہ نہا ٹیا برہ جل ہو جگ پنت نکل
محمد قطب شاہ ہور وو سندر   ہوے خوش ایکسکوں یک دیکھ کر
سبھن کے اپرایک من سوں دونار   لعل ہیرے مانیک موتی نثار
جو شہ پر تن دھن لگی وارنے   سو قدسیاں لگے بہشت سنگارنے
ملاہات میں بات دھن کن گمبھیر   چلی شاہ کوں لیکر اپنے مندھیر
نول شہ کوں اپنے گھر میں جو لیای
تماشا محل کا چنچل سب دکھای

غزل

پیارا اسیج پر آیا پیارا جیو تے پیارا ہو
برہ منج دل میں تے نکلیا سو جیو ادساس ہارا ہو
برہ کی آگ تے تن پر ہر یک یاقوت کا دانا
لگیا ہولے تے ٹھنڈا منج رہیا تھا جو انگارا ہو
سکی لکھ شہ سعد میلنے جو سنکے میں تری تھی[۴۵۲]
الگ گل بات میں لیکر پرتاٹل اس میں چارا ہو
انکھیاں دو ہور پلکاں تو چہ دشمناں اہیں سب
ادھر عیسیٰؑ اثر شہ کا وہاں اچتا ہمارا ہو

---

۴۵۱ ل : سو
۴۵۲ د : پرتاٹل

سورج خوش رنگ سیس بی مے کرن جیوں موقلم لکیر
صورت شہ کی لکھن آیا عطا رداب چتارا ہو

بھنواں دو جیون رحال ہور الک کی کنڈلاں چرہاں
تلک آیت مے تل مطلق دے جیدؔ[۴۵۳] پیارا ہو

ستارا بخت کا میرا سورج کے برج میں آیا
[۴۵۴] کر جھمکیا آج میرے قطب چاند سارا ہو

ملاقات عاشق و معشوق[۴۵۵]

چنچل قطب شہ ہور اچپل سُندھر
دو نو بیٹھے مل کر سو یک تخت پر

زُکن چار پائے ہیں تخت آسمان
کہ چند مشتری مے قطب شہ سو بھان

یکسکا گے پوچھنے ایک حال
یکسکوں دے یک جواب ہور سوال

سو با تاں اول کیاں سبھیں بول کر
کہے حال اپنا دو نو کھول کر

پرت کاج کی کارسازی کیے
اپس میں اپے ہات بازی کیے

صراحی نقل ہور پیا لا منگائے
اپے ساقی ہو شہ کوں دھن نے پلائے

شراب اُس بھوت تند ہور تیز تھا
عجب آب دو آتش آمیز تھا

فرشتا اگر آئے آکاس تے
پڑے بھیں اُپر مست ہو باس تے

جو یک بُند پیوے کوئی تو پینے کوں لگ
اٹھے آگ تلویاں تے تارخ تلگ

جو شہ تائیں دھن لائی مد لال کر
کہ پانی کری آگ کوں گال کر

جو قطرا سٹے آگ میں ایک کوے
تو سر پانوں لگ آگ جل ہاک ہوے

خصالت عجب گرم دھرتے ہیں شہ
کہ ایسا شراب ہضم کرتے ہیں شہ

---

۴۵۳ ل : جید
۴۵۴ ل : ستارا
۴۵۵ یہ سرخی لندن کے نسخے میں نہیں ہے۔

مہ میخوار بخت سے شہ غلام نیں — مہ ایسا پینے دُسرے کا کام نیں
صفت یو جو شہ بے خبر نیں ہوتا — جتا پیتے بی کچھ اثر نیں ہوتا
دُرست اچ ہر یک بات گفتار میں — خطا کھائے نا کار ہور بار میں
پیاری وو ہو ایک یوں پیو سوں — کہ جیوں دود ملکر اچھے گھیو سوں
یک آر دس ہور ایک ہو شوا ہے — کہ دھن شیریں ہور شاد خسروا ہے
قطب شہ سو دھن یوں دو زیبا اچھے — کہ یوسف سوں مل جیوں زلیخا اچھے
دیس یوں ادھر بیچ دسن جھلکنے — کہ گوہر سے سُستے کے جتے منے
سو دھن کے دسن سم جو ہونے کوں آئے — خجل ہور تن پانی موں کا گنوائے
انچل سیام تل یوں جھلکتے گہر — کہ شبرات سے آج دھن کے اُپر
دسیں تن رتن دھن کے مکھ نور لگے — کہ روشن کیے ہیں دیوے سور لگے
سو دھن کے دو نگ پر گہر چھائے ہیں — کہ ہیراں پہ تارے اپڑ آئے ہیں
سو دھن ناک مل یوں ہے مکڑے کے سنگ — کہ مکڑیلے سوں ہیں بچو کوں بھونگ
سو مکڑے پہ یاقوت جگ دیکھ کے — کہ عقرب کیرے بُرج مریخ ہے
دسیں مانگ موتیاں کے بیچ سیر میں — کہ بہتے ہیں تارے مگر نیر میں
چنچل نین یو دھن کے نیں ٹھارتے — کہ شاطیر شہ کے تلنگ مارتے
ستارے مہیندی کے ہاتاں منے — کہ گل لال اسے جھڑکے پاتاں منے
یتا کچھ دھن شک دھرتی سندر — کہ باتاں نکلیاں ہیں ٹکڑے ہوکر
بکھر رہے ہیں کُنتل پشانی اُپر — کہ بادل پڑے ٹوٹ پانی اُپر
دسیں لال لالک موں دھن کی انکھیاں — کہ سینپیاں ہیں جانو شنگرف کیاں
الگ مل دھن گال مقبول سوں — کہ یا ناف نُبد یا اسے پھول سوں
دھڑی سوں دسیں یوں دسن بات میں — کہ بجلیاں پڑیاں جاکے ظلمات میں
سمتے سبھیں روپ رنگ جل ہے جیوں — کنول مکھ کی گردن سو ڈنڈل ہے جیوں
انکھیاں پر بھواں چھند سوں چھائے ہیں — کہ ترکاں سراں پر طرے لائے ہیں
اِدھر پار پھل پھانک کی بہار دو — کہ نازک کھُلی تھی اسے نار دو
انگوٹھی میں مادے کمر نار کی — نہیں کیں دسے جگ میں اس سار کی

کہ جس کا جورو ما دلی نانوں ہے سو دھن سر کی چوٹی کی ہو دو پھانوں سے
راسی چوٹی یوں پیٹ پر چھب سوں آ پٹی پر اپچھے جیوں الف ثلث کا
جو ابھر جو پینے تھی دھن تن سے جو عکس اُس ستارے ہوئے گگن منے
محبت سوں شہ مست ہو دیدار کے اُدھر جھمکے[۲۴۶] تل تل اس نار کا
سنپیڑ کر سکی شاہ کی بات میں انبر[۲۴۷] دیکھ عکس جو نباں ہات میں
ٹھواں لاتے تھے شہ اسے ٹھار ٹھار اچھل پڑتی تھی ہنس وو منسکھ نار
کدھیں گڑ لیوے شاہ وو ماہ کوں کدھیں ماہ وو گڑ لیوے شاہ کوں
مٹھائی سوں لب چاریوں رل اتھے کہ ہرگز یکا ٹیک چھٹتے نہ تھے
سو شہ دھن تے خوشحال اس وقت تھے کہ جو بن وو الماس تے سخت تھے
اپس میں اپسے بوسہ کاری کیے دونوں سوں سیت گھال یاری کیے
کہ دو میں تے تیسرے کو ناٹھار ہوئے جو تیسرا دہاں جائے تو خوار ہوئے
عجب کچھ خوشی ہور انند حظ ہے داں سو عاشق و معشوق ملتے ہیں جاں
ہوے شاہ جب مست اپسے ہور دھن کئے من اسے کوچ کا کچھ[۲۴۸] کرن
دونوں سر خوش ہو کر ہوئے بے خبر اُنوں کی خبر اس وضا سوں کر
عطارد مت آ گیا شاہ کوں بھوت دھات سوں پند دیا شاہ کوں
کہ شہ عشق بازی توں کر اس وصول کہ تج تے خدا خوش اچھے ہور رسول
تیرا مال ہے توں اتا دل نہ کر چھُٹا تنے کوں اپسے باول نہ کر
لیجا اُس کوں پھسلا کے توں اپنے گھر بُلا قاضی کوں ہور وہاں عقد کر
جو ٹک خوش لگے گا تیرا گھر اُسے پچھیں کیا توں منگتا ہے سو کر اسے
کہے شہ عطارد کوں شاباش تج کہ اس مستی میں توں دیا پند[۲۴۹] مج

---

[۲۴۶] ک: چھتے
[۲۴۷] ک: انبڑ
[۲۴۸] م: کچھ کا کچھ ل: کچہ کا کچہ
[۲۴۹] ک: یاد

جو سجا کے شہ کوں کھیا دھات دھات سُنیا شاہ آخر عطارد کی بات

تج مکھ کے درس کا یو سورج[450] سو درسنی ہے
تج نور جھلکنے تے سب جگ میں روشنی ہے

زر تار تار کے رچ پر گال پر سُہاتے
یا چاند کے کنارے خوش رنگ چندنی ہے

دل عاشقاں کے تل تل کی بعر زتی بنیں
کیا شوخ چلبلی توں غمزیاں بھری نخی ہے

کاجل کجل سو بھر کے پلکاں سو سحر منتر
غمزا سو نین تیرا سو کا سو تس انی ہے

برہے کے دکھ کلنک میں یوں بینٹ کر رھیا میں
تو اپنے عاشقاں میں سو دھن منجے گنی ہے

گفتنِ مریخ خاں حال خود را پیش محمد قلی

شہنشہ کوں بولیا وو مریخ خاں کہ توں جیو جب لگ ہے چند چرخ بھان
تیرا یار برسن ہوا شاہ تجھ[451] کہ توں سور ہے ہور ملیا ماہ تجھ[452]
سدا ال اچھ[453] اس دھن سوں دن رات توں سدا عیش کر شاہ اس دھات توں
تجے سُکھ آنند دایم اچھو تیرا راج دنیا میں قایم اچھو
دلے کچھ میرے حال پر رحم کر کہ تیرا دل میں توں نکو رنج بسر
غلام ہو کے آچتا[454] ہوں میں تیرے پاس کیا ہوں بھوت تیری اُمید آس

---

[450] ل : درس کا سورج
[451] [452] ل : تجہ
[453] اچہ
[454] ل چھو اچتا

جو لیایا ہے سات اپنے اس ٹھار منج[455]   کرم کر بلا توں میرا یار منج[456]
دو بچھڑے جو یاراں ملے ایک ٹھار   ملانہار کوں شد ثواب ہے اپار

پردیسی ہوں پردیس میں ہے ٹھار منجے
پردیسی ہو رہنا ہے تا چیار منجے
طاقت ارے صبر[457] توں بھی کچھ آبریا نیں
اب کو ملے گا کو ڈ میرا یار منجے

پڑیا یوں رباعی بھوت سوز سوں   کھیا رو سو شمع دل افروز سوں
کہ شاہاں میں سب توں شہنشاہ ہے   میرے حال تے شہ توں آگاہ ہے
بھلا لے نپٹ عشق کی بات سوں   لگیا منتاں کرنے بھو دھات سوں
کہے شہ کہ نزدیک ہے کام اتال   کہ تج سوں ملے دھن چندر جگ اجال
منجے ہے تیرا حال معلوم سب   جو منت کرے توں تو نیں کچھ عجب[458]
کہ جگ میں چلی ہے یو بات ہر کہیں   غرض وند کوں عقل اچھتی نہیں
اُتا دل توں کرتا اہے کیا سبب   صبوری ستی کام ہوتا ہے سب
ہر یک رنج پچھیں راحت ہے سچ توں جان   ہر یک دکھ[459] پچھیں سکھ[460] ہے مریخ خاں
چمن میانے آکر[461] چنیا پھول کن   سو کانٹے کیرا زخم تک[462] کھائے بن
بہار آخر ہے ہور اول سو دے   جو غم دیکھے شادی اس البتہ ہے
صبوری تے خوبی ہے آخر نہ ڈر   کہ لوگاں کہتے ہیں صبوری ظفر

گفتن مریخ خاں حال قطب شاہ پیش مشتری

قطب مشتری کوں کھیا سربسر   سو مریخ کا حال سب کھول کر

---

455 ل: منجھ
456 منجھ
457 ل: صبر بھی
458 ل: کچھ   459 ل: دکھ   460 ل: سکھ
461 ل: آسکے
462 ل: تک

میں عاشق ہوں جیوں تجھ[۲۶۳] نادان کا　　اچھے تیوں یو عاشق تری بھان کا
توں زہرا سوں کر را جوٹ میل کر　　مراد اس بچارے کی حاصل کر
کہ عشاق کا قدر جانے ہے توں　　درد عشق کا سب پچھانے ہے توں
سلکھن سپوت ہے اسد خان کا　　یو مریخ گنونت بھوما ن کا
جو زہرا کوں عاشق ہو آتا اتھا　　سولی کوچ دنبال لیا تا اتھا
قضا آنگا کر اسے نچ کیا　　یو کچھ[۲۶۴] تھا اسے کوچ کا کچ کیا
پڑیا تھا پرت پنت کے گھات میں　　رھیا تھا نپیڑ دیو کے ہات میں
اسے باٹ میں آتے پایا ہوں میں　　وہاں تے چھڑایاں کوں لایا ہوں میں
میرے سات یک دل سوں آیا ہے یو　　بھوت آس امید لایا ہے یو
کہی شاہ کوں ماہ سے وو سُندر　　کہ یو کام ہے سہل کچھ غم نہ کر
جو اوّل تے معلوم اچھتا یو کام　　تو اب لگ یو سب کام ہوتا تمام
یتی میری منت کی کرتا ہے توں　　یدی دیتی ہوں بھیاد کر دو نو کوں
جکچھ توں کہے گا سو کہہ منج کنے　　کہ حاجت نہیں کچھ اسے پوچھنے
اچھے حکم اس کا میرے ہات میں　　کہ چلتی ہے زہرا میری بات میں
یو کام اس سبب شاہ کرتی جو ہوں　　کہ منگتا ہے مریخ کوں بھوت توں
شہنشہ کہے اے سلکھن سندھر　　چل آ جائیں مل کر دکھن کے ادھر[۲۶۵]
دکھن سا نہیں ٹھار سنسار میں　　پنچ فاصلاں کا ہے اس ٹھار میں
دکھن ہے نگینا انگوٹھی ہے جگ　　انگوٹھی کوں حرمت نگینا ہے لگ
دکھن ملک کوں دھن عجب ساج ہے　　کہ سب ملک سر ہور دکھن تاج ہے
دکھن کوں جو دیکھے گی اے نار توں　　نہ کرسی کدھیں یاد بنگالے کوں
دکھن ملک بھوتچ خاصا اچھے　　تلنگانہ اس کا خلاصا اچھے
کتا ہوں ہور ایک بات بھی میں تجے　　کہ واجب اچھے بولنا دو منجے

---

۲۶۳ ل: تجہ　۲۵۶ اس شعر سے پہلے نسخہ م میں یہ سرخی ہے "مشورت کردن محمد قلی شاہ با مشتری"
۲۶۴ کچہ

نکو جان اسکوں ہنسا کھیل توں   میری بات سن دھن نکو ٹھیل توں
کہ مریخ کوں اب بڑائی دیویں   سو اس شہر کی پادشاہی دیویں
پچھیں بھیا وزیراسوں اس کا کریں   دونوں کوں ملایاں انند سوں دھریں
کہ مریخ ہمنا تے خوش حال اچھے   نہ یوں تیوں کہ دل جان بی خوشحال اچھے
اگر آنے منگتی ہے توں میرے سات   تو یو شہر سٹ ہور سُن میری بات
یو کیا ہے ملک جو تجے بھاوتا   یو کیا ہے جو خاطر تیری آوتا
تجے[۴۶۶] میں وہاں دیوں گا ہاں اے نار   سواس دھات[۴۶۷] کے شہر ہزاراں ہزار
دکھن ملک وو کچھ[۴۶۸] عجب ٹھانوں ہے   دکھن میں سو ایسا ہر یک گانوں ہے
کہی شاہ خوبی[۴۶۹] تمہاری خوشی   تمہاری خوشی سو ہماری خوشی
توں منج سات اس دھات سے چلے نکر   ملک واروں لک تیری یک بات پر
کیتا مال ہور ملک دکھلائے گا   ملک مال تے کیا منجے آئے گا
عرض ہے میرا تج تے اے شہ فہیم   نکو ایسی باتاں سوں توں دل دو نیم
تُہیں منج ملک ہور تُہیں مال ہے   تُہیں منج لالی تُہیں لال ہے
شہاں طبع نازوک دھرتے اہیں   کہ معشوق پر ناز کرتے اہیں
میں راضی ہوں اس کام سوں[۴۷۰] جیو سوں   جکچ کرنے منگتا سو کر شاہ توں
کہ فاصل تج ایسا کہیں کوئی نیں   تیری بات تے نیں ہوں خبر پڑیں

دادن محمد قلی قطب شاہ مریخ خاں را پادشاہی بنگالہ

خبر لے انبر پر کے اختر ستی   گھڑی سعد شہ دیک مہتر ستی
خدا کے کنے تے مدد منگ لیئے   وزیراں کوں سب واں کے حاضر کیئے

---

۴۶۶ ھ لہ ۔ جکچھ توں منگے واں سر دیونگا اے نار
۴۶۷ ھ لہ ۔ دھات شہراں
۴۶۸ ل ۔ کچھ
۴۶۹ ھ لہ ۔ خوب ہے
۴۷۰ ھ ل ۔ کوں جیو سوں

سو مریخ خاں کوں بلا بھیج کر — دیے شاہی بسلا اسے تخت پر
بھتر بھار حشم لوگ راضی ہوآئے — ذرا ہی بنگالے میں اس کی پھرائے
بڑیا بانو دوست شاہ کے آسے کر — ہنسے خوش ہو اس کوں گلے لائے کر
شہانی کیئے یو بڑا کام شاہ — دیئے اس کوں مریخ شہ نام شاہ
بنگالا سورہنے اسے گھر ہوا — ملک سب مقرر اسی پر ہوا
بزاں زہرا کے تائیں لک چاؤ کر — دیئے شاہ مریخ سوں بھیاؤ کر
ہوا زہرہ کوں دیک مریخ شاد — خدا نے دیا اس کو اس کا مراد
سو حکم اس ملک کا سو دینے لگیا — صُبح اٹھ[471] دعا شہ کوں کرنے لگیا

رسیدن محمد قلی قطب شاہ با مشتری پیش مادر و پدر

قطب شاہ ہور مشتری شاہ مل — دکھن کوں سو جانے ہوے ایک دل
ملگے اُن دونو ان دونو کن ودا — کیئے ان دونو اُن دونو کوں دعا
کہ مریخ زہرا جو اپڑانے آئے — مناشہ کیئے ہور انوں کوں سنائے
تمہیں دونوں یاں راج کرتے اچھو — ہمیں جاتے ایں ٹھہر دھرتے[472] اچھو
کہ مشتاق ہو کر اچھیں گے ہمیں — خبر بھیجتے جاؤ اپنی تمہیں
جکچ کام مقصود اچھے ہور بات — سو لکھ[473] بھیج دیو آتے جاتے کے ہات
کہیے سچ کے اب[474] جو آدہار ہمیں — ضرورت کوں رہتے ہیں اس ٹھار ہمیں
رضا دے کہ تجھ سات ہمیں آ ئیگے — بڑا مرتبا اس تے بھی پائینگے
صبا ادٹ شہ دیکھیا تجھ[475] نکھ — نہیں کو سچ ہما بھی اس تے بی سکھ
کھڑے رہے دو سب مل کے یک ٹھار پر — اپس میں اپے بات گفتار کر

---

[471] ل: صبا
[472] ل: ہیں دھرتے
[473] ل: لکر
[474] لک: اب آدہار
[475] ل: ملکہ

دلاسا انو دونو کوں لی دیئے　　سو رخ شاہ فرخ دکھن دھر کیے[477]

دیئے خیمے[476] صحرا میں شہ کوچ کر　　کہ پھاڑاں اچھیں بھیتر جیوں دہر پہ

زمیں کے اوپر ڈیرے شہ پھر دیئے　　کہ دریا میں جہازاں کوں لنگر دیئے

وہاں تے سو جیوں ہور دل شاد کر　　چلے بست ہور بھاد شب[478] لاد کر

تھنڈی ٹھار شہ دیک اُترتے اتھے　　انند عیش اس دھن سوں کرتے اتھے

یکس کوں لگا ایک چھاتی سوں داٹ　　دونو عیش کرتے اتھے باٹ باٹ

رلیاں سوں دونو مل کے رلتے تھے وو　　اسی دھات سب باٹ چلتے تھے وو

برہ کا گرہ سب گنوا وصل پائے　　دکھن کی سو سرحد میں شہ بیگ آئے

جو دیسے میں ما باپ پائے خبر　　کہ آتا ہے فرزند دلبند ادھر

بھوت دن پچھیں خوش ہو کر آج کوں　　انگے ہو کے لیانے چلے راج کوں

کہ شہ بھی سلامت تے پھر آئے ہیں　　سنگات اپنے اس نار کوں لائے ہیں

جو شہ دور تے دیکھے ما باپ کوں　　نزدیک آئے لی مشتری نار سوں

پڑے پانوں ما باپ کے شہ نول[479]　　کہ ہے بہشت ما باپ کے پانوں تل

وو ما باپ کوں شہ گلے لائیے　　جو تر جیو ہوئے تھے سو پھر جیو دیئے

کھلے پھول امید ہور آس کے　　پڑی پانو بھو سرے ہور ساس کے

ملے آج یک ٹھار بچھڑے سگے　　اپس میں اپے پانو پڑنے لگے

گھروارے چوندھیر تے شہ اُپر　　کہ موتیاں کیرا مھوں پڑیا دھرت پر

تماشا دیکھن آئے جو پھیر سب　　غنی ہور ہیاآج کوں شہر سب

کہ سرحد پکڑ شاہ کے گھر تلک　　سنا گو دبھر بھر لیا دان جگ

بکھیرے کئی[480] آج چوندھیر گہر　　کہ نکلے رتن بھئیں میں کے پھوٹ کر

۴۷۶؎ لک ۔ ڈیرے

۴۷۷؎ ل ۔ دھر

۴۷۸؎ لک ۔ سوال

۴۷۹؎ ل ۔ اول

۴۸۰؎ ل ۔ سویں

دیئے دان یوں جگ کوں شہ سیم زر — کہ رکھنے کوں کیں ٹھار نیں دھرت پر
سیتے پچھ گہر شاہ بخشش کرے — کہ بادل[۴۸۱] اچالے سمد ست بھرے
تیرا دان مشہور ہوا شہ بیتا — کہ آ و[۴۸۲]بے قلم میں نہ کہنے کتا
نہ دیکھا کنے دان اس دھات کا — کہ جھڑ لای سُتنے کی برسانت کا
وو ماباپ دونوں پکڑ بر منے — لیکر آئے اس شاہ کوں گھر نے
نگر میں جو آیا قطب شہ نول — لگے بجنے چوندھیر خوشیاں کے طبل
شہر میں سو عید آج لوگاں کیئے — گھرے گھر انند کاج لوگاں کیئے
لگے حال احوال سب پوچھنے — جو شہ دیکھے تھے سو کہے اُن کنے

سو ماباپ شہ دھن ہو کر ایک دل
یو چارو رہے سکھ سوں یک ٹھار مل

دادنِ ابراہیم قطب شاہ بادشاہی خود
بہ محمد قلی قطب شاہ

براہیم قطب شاہ پر دکھ بھنجن[۴۸۳] — کر لیا یا جنے ضبط میں سب دکھن
کیا شاہ وو پادشاہی عجب — مسلماں ہوا یو تلنگانہ سب
سخاوت میں دھن دان حاتم سُجان — عدل میں سو ہے جیونکہ نوشیروان
سُر پایان مادے رمال ہور چھتر — تخت تاج سب ساج مستعد کر
تخت جیو[۴۸۴] لگن گن سوں سنپورہے — کہ جھلمال[۴۸۵] سو کرتا چھتر سورہے

---

۴۸۱ ل : نہ کچھ ٹھار خشکی سمد جا بھرے
۴۸۲ ل، م : کہ جھڑ پروا ستیا سمد سا سانت کا
۴۸۳ ل : دشمن
۴۸۴ ل : جیو لگن
۴۸۵ ا : جھلم با جواہر چھتر سورہے

دیکھیا فام مصحف کی آیات میں ‏ ‏ ‏ ‏ بنایا سیکا[٤٨٦] شاہ کے ہات میں
سنواریا بھوت چھب سوں شہ سب شہر ‏ ‏ ‏ ‏ نجومیاں کوں ساعت سعد پوچھ کر
دیا شاہی اپنی قطب شاہ کوں ‏ ‏ ‏ ‏ کہ ڈوشا[٤٨٧] ہوا میں کراب راج توں
قطب شہ کوں شاہی مقرر ہوئی ‏ ‏ ‏ ‏ کہ باپ ہور بیٹے میں نین کچھ دوئی
سکنے پادشاہی کیا نیں ہے یوں ‏ ‏ ‏ ‏ کہ کرتا اچھے اب قطب شاہ جیوں
بسیا شہ کے انصاف تے یوں دکھن ‏ ‏ ‏ ‏ کہ بستا ہے پانی سے جیوں پھول بن
سویوں عدل اب شاہ کرتا اچھے ‏ ‏ ‏ ‏ کہ کوے کوں دیکھ باگ ڈرتا اچھے
جو شاہاں ایس کوں کھواتے اہیں ‏ ‏ ‏ ‏ کھڑے کھان سب ڈرتے کھاتے ایں
شہی جیوں کیسے شاہِ عالی جناب ‏ ‏ ‏ ‏ نہ دارا کیا ووں نہ افراسیاب
جوا چتے تواچتے تیرے دار جم ‏ ‏ ‏ ‏ سکندر فریدوں ضحاک جم
شہنشاہ غازی قطب شاہ توں ‏ ‏ ‏ ‏ شہاں سب[٤٨٨] سارے کہ ہے ماہ توں
عجب تابش ہے توج[٤٨٩] مکھ نور کوں ‏ ‏ ‏ ‏ کہ طاقت نہیں دیکھنے سور کوں
کھرک بیچ تجھ میان ماوے سحاب ‏ ‏ ‏ ‏ ترنگ آسمان ہور نیزا شہاب
بجھے آگ جلتی[٤٩٠] ترے ہاک تے ‏ ‏ ‏ ‏ جنگل پکڑے باگاں تری دھاک تے
ترا عدل ایسا ہے اے جگ ادھار ‏ ‏ ‏ ‏ کہ آگ ہور پانی اچھے ایک ٹھار
ترا عدل انصاف ہے جگ اُپر ‏ ‏ ‏ ‏ اگن نیر نت مل رہے مد بھتر
محمدؐ قطب شاہ تج نانوں ہے ‏ ‏ ‏ ‏ ہما سو ترے پانوں کا چھانو ہے
توں دانی توں گیانی توں ذاتار ہے ‏ ‏ ‏ ‏ تو فاضل توں کامل توں اوتار ہے
توں ایسا[٤٩١] سخی ہے کہ تجھ دھرم تے ‏ ‏ ‏ ‏ دریا لائے کف موں اپر شرم تے

---

٤٨٦ ل = سنکا
٤٨٧ ل = بودھا
٤٨٨ ل = شہاں سارے
٤٨٩ ل = تجو مکہ
٤٩٠ ل = ترے ھاے ہاک تے
٤٩١ لک = تج ایسا سخی کون ہے دھرم تے

توں ورکش ہے ہر ایک سرکش اُپر
کہ غالب ہے جیوں آگ آتش اُپر
توں جیوں نوح پاتال جل کھار ہے
دھرت جھاز[۴۹۲] انبر سوا وزار ہے
پون ڈول[۴۹۳] امولک ہے لک ساز کا
بھون[۴۹۴] لنگر اس بے بدل جہاز کا
جو جھمکائے شہ توں گہر تاج تے
عجب کیا جو سمدر سٹکے لاج تے
کہے ہدہداں جا سلیمان کوں
کہ شہ دار آوے مگن دان کوں
کہ شہ دار تے گر کچھ داں پائے
جنم بیٹ اپنے حشم سات کھائے
درم سور کھوٹا چلے نا کہیں
کہ سکا قطب شاہ کا اس نہیں
پچھتر شا گنونت گیانی ہے توں
کہ حکمت میں لقمان ثانی ہے توں
انگوٹھی سلیمان کی تجھ ہات میں
کہ تاثیر عیسیٰؑ کی تجھ بات میں

ہر یک علم میں شہ توں ماہر ہے سب
چھپا راز تج آنگے ظاہر ہے سب

بُردن محمّد قلی قطب شاہ
بکارتِ مشتری

رتن لا سنوارے تکلّل محل
سو مریخ یاقوت نیلم زحل
آنگن آسماں ہور بادل سو فرش
کہ منڈوا سو کرسی چھجا جیوں ہے عرش
مُرصع جڑیا تخت وال لیائے کر
سو اُس تخت پر شہ کوں بسلائے کر
ملے دوستاں آج چوندھیر تے
انند عیش کرتے ہیں بھی سیر تے
سو جُلوا لگے دینے سب شاہ کوں
سلکھن[۴۹۵] سکی مشتری ماہ سوں

---

۴۹۲ ل = ادار
۴۹۳ ل = ایں
۴۹۴ ل = اپنیں
۴۹۵ ل = سولکھن

زریناکیے سور کا قرص توڑ　　پنلائے رتن گھنگے[496] جھبلے کوں جوڑ

مشاطہ[497] ہو حور آئے جنت تے چل　　کہ پرداسے اسمان تارے سنو پھل[498]

سو اسمان کنگر[499] درسوں یوں جھلکنے لگے　　کہ پھولاں کے منڈویاں کوں تارے لگے

ملے قطب ہور مشتری ایک ٹھار　　ہور آج جگ میں انند[500] بے شمار

سو جبریلؑ قاضی ہو واں آے کر　　فرشتیاں کوں مہماں سب لیائے کر

بندیا مہر اُس نار نادان سکا　　سو فاصل زمیں ہور اسمان کا

زمیں تھی سو ہوی آج جیوں آسماں　　کہ ہے قطب ہو مشتری کا قراں

ایس دل کوں سب دوست شادی دیئے　　سو شہ کوں مبارک بادی دیئے

سو شر شور غل فال ہور سب تمام　　کہ جلوے کیرا کام ہوا اب تمام

گیے شاہ عاروس[501] خلوت منے　　لگے دو نو عیش ہور عشرت منے

سو دھن کوں گلے مشاہلانے لگے　　یکس سوں سو یک لٹ پٹانے لگے

گھنگھٹ کھول بوسے لیے ذوق سوق　　سو چولی کے بند توڑ سب شوق سوں

کدھیں ہات مول پر دھرے لاج تے　　کدھیں کی نکر سون عشق آج تے

کدھیں کی نکو آج چھوڑ و صب　　کدھیں کی کریو کیا تمارا وضا

لذت ایسے کاماں کی دو پائی نئیں　　کدھیں ایسے داواں میں وو آئی نیں

وو اُس[502] کام کوں بھوت کھواتی تھی　　سہیلیاں منے خاٹ کر جاتی تھی

جو رہتی لذت کچھ جسکی پائے گی　　تو شہ کوں انے کھینچ کر لیا سے گی

---

[496] ل م: گھن کے

[497] ل: مشاطا

[498] د: پھول

[499] ل: گر

[500] ل: انند بے شمار

[501] اروس

[502] ل: اس کام

پھر لتا تھے بات شہ ٹھار ٹھار   کہ تھی شوخ چنچل اُتم ذات نار
یتا تن اتھا پاک صاف ہور نہوار   کہ ہاتاں پھسلتے تھے بے اختیار
کہ قر میری ریشم ستے انگ نرم تھا   وخت بے شرم خیال سو گرم تھا
کدھیں گڈ دیوے گود میں بیس کر   کدھیں لیٹ جاوے ستم بیس کر
کدھیں پردے کے آسرے جا چھپے   کدھیں شہ کو سمیتی پکڑ لیں اپے
کدھیں شور کرتی کدھیں غلبلا   کدھیں کئی اکھنڈ ہور کدھیں سوکلا
کدھیں کئی کہ سردی ستے تن سردھے   کدھیں لیوے بھانا کہ سر درد ھے
کدھیں دل کے ماناں کہے کھول کر   کدھیں کیں نکے قصے اُٹھے بول کر
کدھیں شہ کوں ٹک لاوے باتاں منے   کدھیں ہات دے شہ کے ہاتاں منے
کدھیں دیتی گالیاں کدھیں دکستی   ہوی بے ادب شاہ کے پھوستی
غصا نار کا یوں ہے اس نار میں   کہ جیوں آگ اچھتی ہے انگار میں
لگی شہ کوں تل تل تپانے سکی   کہ نیں دیتی ٹک ہات لانے سکی
کہ اس کام کوں بھوت کچواے ہے   سہیلیاں منے ٹھاٹ کر آے ہے
سکی کوں بھوت چھند سوں سنپڑاے کر   دوراناں کی بندش منے اس جڑ
جو شہ کیلی دیئے قفل لے ٹلار   کھلے دھن کے ٹیلے سو لعل آئے بہار
سنگھر شہ سوں سنگرام دھن کی اھے   کہ یاقوت داولی میں بھر لی اھے
شہنشہ سو دھن سیج پر آئیں بھی   پسرانا جو تھا سو ہوا پائنتی
سہلاتے تھے شہ دھن سو اس وقت یوں   کہ ہرنی کوں لے بیٹا باگ جیوں
چلیا تنگ کوچے میں شہ کا ترنگ   ہوا ست آخر کہ تھا ٹھار تنگ
لگی ٹھیس اس ہور ہوا لنگ پلے   کیا تنگ کوچے منے آئے جائے
کھلیا پھول تن کا مدن بادتے   کہ خوش ہے دو سنبھوک کی جادتے
چنچل چلبلا جو اُٹھی شور کر   سرانا چلیا پائنتی کے ادھر
پرت[503] کا چھٹنت شہ چھپے اس سوں جب   بھانا ہوا گھانگرا گھول سب
کیے رات بھو دھات دھن سات[504] یکنگ   بجر کے دو پالے بجر کا پلنگ

[503] د، ک، م: پرکا
[504] د، ک، م: سوں

سو دھن کوں بلا کر بھرم مد پلاے　　بھوت دھات سمجا سے بات لائے
رہی دوشتن یوں دو اس دوست کل　　کہ جیوں مغز مل کر اچھے پوست سول

سہاتی ہے دھن شاہ خوش فام سوں
کہ گمتی ہے سیتا گر رام سوں

دعا خواستن محمد قلی قطب شاہ

الٰہی منجے دے ترا دھیان توں　　سو دولت حیات ہور ایمان توں
الٰہی گنہ تے جھنک بار دے　　ترا دھار ہوں منج آدھار دے
الٰہی توں جس دے ہریک کام میں　　میرا ناؤں کر خاص ہور عام میں
الٰہی توں خوشحال رکھ منج جم　　دفے کر بلا دُکھ درد ہور غم
الٰہی توں دشمن کوں تلپٹ کر　　بُریاں کو دنیا میں تے سب چٹکر
الٰہی توں دایم منجے شاد رکھ　　بلایاں کے بنداں تے آزاد رکھ
الٰہی میرا مرتبہ کر بلند　　سدا دے منجے عیش عشرت انند
الٰہی مددگار توں ہے منجے　　مددگار ہر ٹھار توں ہے منجے

الٰہی قطب شہ تیرا داس ہے
قطب شاہ بندے کوں تج آس ہے

خاتمہ

قطب مشتری میں جو بولیا کتاب　　سو ہوئی جگ میں روشن کہ جیوں آفتاب
اول ہور آخر کے کا ماں پچھان　　دنیا میں رکھیا ہوں میں اپنا نشان
نشانی رکھے باج چارا نہیں　　کہ دایم کوی رہنہارا نہیں
سنار ہو کے سنتے کے لفظاں گھڑیا　　تن معنی چن چن اُنن پر جڑیا

ف ل • دوستی
ف د، ک، م دیار

کتا ہوں کہ یو کھول مقصود سب | پتا یں مشقت کیا اس سبب
کہ پڑ کر اسے منج کریں یاد سب | سدا کال منج تے اچھیں شاد سب
جنے شعر بولیا اسے کیا ہے ختم | کہ جیتا اہے ناؤں اس جگ میں جم

تمام اس کیا دیس بارا منے
سنہ یک ہزار ہور اٹھارا منے

۱۰۱۸ھ

(الف)

آپیچ	آپ ہی
آدھار	سہارا
آروسس (آرس کی جمع)	عروسس
آلا	اعلیٰ
آنب	آم
آنگے	آگے
آنہار	آنے والا
ابلوج	مصری
اِبھال	بادل
اَٹ	اٹھ
اپار	بے شمار
اپاڑنا	نکالن
اپٹنا	غضب ناک ہونا
اپیچ	آپ ہی
اپرال	اوپر کی طرف
اُپسانا	نکل آنا
اپروپ	بےشل
اتارو	پار لگانے والا
اتال	اب
اتاول	بے چین
اترای	احسان کا بدلہ
اتم	اعلیٰ
اتھا	تھا
اُمٹنا	اٹھنا

اجنوں	اب تک
اجھوں	ابھی
اچ	بھ
اُچانا	اٹھانا
اچتا	رہتا، ہوتا
اچھر	اکشر، حرف
اچھریاں	اپسریاں، پریاں
اچھنا	ہونا
اخل	عقل
ادِک، ادِکھ	بہت زیادہ
اُساس	آہ
اکھنڈ	مکروفریب، گھات، چھل
اگن	آگ
الاسلے	جوشش
الک	زلف
اُمس	جوشش، حوصلہ، شوق
امولک	قیمتی ۔ انمول
انام	انعام
انت	خاتمہ
انپڑنا	پہنچنا
انجھو	آنسو
انچل	آنچل
اندکار	اندھیرا
انگے	آگے
انمنانا	بیزارگی، بے دلی سے کام کرنا

اگھت	بے حد
اُن	وہ
اُنے	اُس نے
اوتاولا	بے چین ۔ جلد باز
اودھوت	بہادر
اولاس	شوق
اوکل	بے کل
اہے	ہے

(ب)

باٹ	راستہ
باٹ پاڑو	ڈاکو
باٹ سار	مسافر
باو ، باؤ	ہوا
بارا	ہوا
باگ	شیر
باند	باندھ
بانگ	اذاں ۔ مرغ کی آواز
باول	دیوانہ
بائیں	باؤلی
بتھر	بہتر ، برتر
بجر	پتھّر
بجید	بہ ضد
بچن	بول
بچو	بچھو
بدل	بادل
بڈا	بڑا
بڑپن	بڑاپن
برسانت	برسات
بُریاں	بُرے لوگ
بڑیا	بڑھا
بزاں	بعدازاں
بزکار	عیب
بِس	زہر
بسارنا ۔ بسرنا	بھلانا
بسلانا	بٹھانا
بقر	بغیر، سوا
بکٹ	مشکل
بل	قوت
بند	بوند
بنڈا	پہاڑ، چٹان، پتھّر
بھار	باہر
بھاگونت	بھاگوان، قسمت والا
بھان	سورج
بھاں	بہن
بھانا	بہانا ۔ ڈالنا
بھاؤ	عزّت
بھتر ، بھیتر	اندر
بھترال ، بھترادل	اندر کی طرف
بھج بل	شہ زور

بھُلن	بھُولنا
بھنور	بھنورا
بھو، بھوت	بہت
بھوتیک	بھوت سا
بھودو، بھوندو	دل کش
بھودھات	کئی قسم
بھُلنا	فریفتہ ہونا
بھون	محل
بھونگ	سانپ
بھوئیں	زمین
بھیاؤ	بیاہ
بیٹ	بیٹھ
بھشٹ	ناپاک
بیغم	بے وقوف
بے کٹر	بے رحم
بیگ	جلد

(پ)

پاتر	رقاصہ
پاڑنا	ڈالنا
پتیارا	اعتبار
پتنگ	پتنگا
پٹی	تختی
پچھان	پہچان
پچھیں	بعدازاں

پدم	کنول
پرکاج	غیر کے لیے
پرت	پریت، محبت
پرنا	پورا پڑنا، میل کھانا
پردھان	سردار
پردکھ	غیر کا دکھ
پردکھ بھجن	دکھ دور کرنے والا
پرش	مرد
پرگٹ	ظاہر
پرس	پرمیشور
پکھوا	گود
پگ	قدم
پنت	راستہ
پنکھی	پرندہ، پنچھی
پولاد	فولاد
پوچنا	پوچھنا
پھکٹ	مفت
پیرنا	بونا
پھرپھر	بار بار
پہڑ، پھاڑ	پہاڑ
پھُل	پھول
پھل سیجڑی	پھولوں کی سیج
پھندا	پھندا
پیٹ	پیٹھ
پیک	فصل

پہلا	پہلا
پیو	پیارا، محبوب

(ت)

تائیں	تئیں، خاطر، لیے
تپانا	بے قرار کرنا، جلانا
ترت	فوراً
تیرگن	تین گن
ترلوک	تینوں عالم
تل	لمحہ
تل	تلے، نیچے
تلاسنا	تلاش کرنا
تلپت، تلپٹ	برباد
تلبل	لمحہ بہ لمحہ
تماری	تمھاری
تول	تو
تھانپنا	تھامنا
تھے، تے	سے
تھیر	قائم
تُہیں	تو ہی

(ٹ)

ٹٹا	ٹوٹا
ٹکہ ٹکہ	ذرا
ٹھار	مقام
ٹھاؤں	جگہ
ٹھیلنا	ڈھکیلنا، گڑلانا
ٹھینس	ٹھیس

(ج)

جاب	جواب
جاں	جہاں
جالنا	جلانا
جپنا	یاد کرنا، جپ کرنا، انتظار کرنا
جتا	جتنا
جڑت	جڑاؤ، مرصع
جس	قوت
جکوی	جو کوئی
جگ	زمانہ
جگ ادھار	دنیا کا سہارا
جگت	دنیا
جلاب	دست
جناور	جانور
جونا	ڈھونڈنا
جھالنا	جھیلنا
جھٹانا	جھٹلانا
جھری	سوت
جھڑ	جھڑی
جھل	حسد، کپٹ
جھلمان	جھلمل

جھونڈ	جھنڈ
جید	بڑا، عظیم
جے	جو

(چ)

چاک	چکھ
چالا	نازوادا
چتارا	مصوّر
چتر	ہوشیار
چٹکا	چرکا
چکلنا	بھینچنا، دبانا
چک	ذرا
چکہ	ذرا
چکمک	چقماق
چلنت	چال چلن
چلنہار	چلنے والا
چندرم	ماہِ کامل
چنکنا	چومنا
چنگیاں	چنگاریاں
چوپھر، چوپھیر / چوندھیر	چاروں طرف
چونٹا	چُنتا
چھل	فریب، مکر، کپٹ
چھند	فریب

(ح)

حشم	فوج
حیفی کھانا	افسوس کرنا

(خ)

خار	خوار
خاہی نخاہی	خواہ مخواہ
خصالت	خصلت
خوش لکھن	نیک چلن
خوبائی	خوبی

(د)

داتار	داتا
داٹ	مضبوط، تیزی سے
دار	گھر
دارو	دوا
داون	دامن، آنچل
دپانا	روشن کرنا
دُراہی	آقائی
درس	درشن، دیدار
درونا	اندرونی
دس	دن
دسن	ذات
دِستا	دکھائی دینا
دِشت	نظر

دِک	بہت
دند	دشمن
دنبال	پیچھے پڑنا
دندی	دشمن
دِوا	دیا، چراغ
دوانا	دیوانا
دوتن	سوکن، رقیب
دودھر	دوطرف
دوکن	دونوں جانب
دھات	قسم
دھانا	دوڑ، تیز
دِھر	جانب، طرف
دھرت، دھرتی	زمین، دنیا
دھن	دولت
دھن	عورت
دِھر	جانب، طرف
دِھیر	صبر
دسے	بہار کا مہینہ
دَیا	مہربانی
دیک	دیکھ کر
دیک	عار
دیہہ	جسم
دیوا	چراغ

(ڈ)

ڈُب	ڈوب مرنا
ڈرالو	ڈرنے والا، بزدل
ڈوسا	بوڑھا
ڈونگر	پہاڑ
ڈھال	چال، کیفیت
ڈیک	ڈگ، قدم

(ر)

راجوٹ	حکومت، ضد
راک	راکھ
راکس	راکشس
رتن	جواہر
رچ	چمک، زینت
رُچیہ	ذوق
رجھانا	فریفتہ کرنا۔
رحال	رحل
رُشے	رُقعے
رُس	روٹھنا
است	قطار
رک	رکھ
رگت	خون
رلیاں رلنا	شوق سے ملنا
رنا	رہنا
رنجانا	افسردہ کرنا

روت	رت	سداکال	ہمیشہ
سوماولی	وہ خط جو سینے سے ناف تک جاتا ہے	سرس	اعلیٰ، عمدہ
		سُرگ	بہشت
رونگانا	طعنہ دینا	سداکال	ہمیشہ
رہنہار	رہنے والا	سرس	اعلیٰ، عمدہ
رہوال	رہنے والا	سُرگ	بہشت
رین	رات	سُرنگ	خوش رنگ
		سریاپان	چھتری
	(ز)	سرکارسکا	انگوٹھی
زریتا	زیور۔ خزانہ	سکنا	سوکھنا
زیاست	زیادہ	سکی	سکھی، محبوب
		سُکیا	سکھی
	(س)	سکٹ	سب، کل
سات	ساتھ	سُگھڑ	سلیقہ مند
سات	ساعت	سُلکھن	نیک چلن، خوش نصیب
سان	سجنا	سلا	اسلحہ
سار	سوار	سم	مثل، مقابل
سارا	کل، پورا، کامل	سجنا	سمجھنا
سانت	بارش	سمد	سمندر
ساؤجیت	مطمئن	سُنتا	سونا
ستا	سوتا	سنبالنا	سنبھالنا
ستیں	ستم کرنے والا	سنپڑنا	پھنسنا، گرفتار ہونا
ستے	سے	سنپارے	سپیرے
ستنا	ڈالنا، پھینکنا	سنپور	بھرپور
سجات	نیک دل، نیک ذات	سنتانا	ستانا، پریشان کرنا
سُدھ	عقل و ہوش	سنتوس	خوش

سنچرنا	پہنچنا، داخل ہونا، طلوع ہونا۔
سنگ	ساتھ
سنگات	ساتھ
سنگاتی	ساتھی
سنگرام	لڑائی، جھگڑا، تصادم
سنمک، سنمکھ	سامنے، مقابل
سور	سورج
سوسنا	سہنا، برداشت کرنا، جھیلنا
سول	سے
سَوں	قسم
سہانا، سہنا	زیب دینا
سیام	سیاہ
سیدا	سیدھا
سیرستے	ازسرِنو
سیر	سَر
رسیس	سر
سینسار	دنیا، جہاں
سیوک	خدمت گزار

(ش)

شاطیر	شاطر
شرزا	شیر کا بچہ
شگن	شگون
شو	شوہر
شہانی	شاہانہ

(ص)

صبا	صبح
صبوری	صبر
صریاں	صراحیاں

(ص)

ضبا	ذبح
ضرب	ضرب المثل

(ع)

عاروس	عروس

(غ)

غصا	غصّہ
غلبلا	گڑبڑ
غل غال	گڑبڑ

(ف)

فام	فہم، سمجھ
فامنا	سمجھنا
فرنگ	تلوار
فکردند	فکرمند

(ق)

قرمیری	قرمزی
قراں	زِقراں

کلا	فن
کلنک	دھبہ
کلول	حظ ، مزہ
کن	نزدیک ، سے
کنا	کہنا
کنتل	لٹ
کنڈلیاں	لٹیں
کنگوی	کنگھی
کسے	کس نے
کو	کب
کوُا	کنواں
کوانا	کہلانا
کوٹ	قلعہ
کوچ	کچھ
کولا	گیدڑ
کول	کہول
کوں	کو
کونچہ	کوچہ
کوؤ	کہو
کھان	کھانا
کھانا	کھسیانہ
کھڑگ	تلوار
کہکشں	کہکشاں
کھم	ستون
کھن	آسمان
کھوانا	کہلانا

(ک)

کاچ	کانچ
کارن	وجہ
کاڑنا	نکالنا
کاگ	کوا
کال	زمانہ ، وقت
کالوا	نالا ، ندی
کاں	کہاں
کاند	دیوار
کِتا	کتنا
کَتا	کہتا
کجات	بدذات
کجل	بے نور
کچھ	پلستان
کچھوانا	پہلوتہی کرنا
کِدر	کدھر
کدھاں لگ	کب تک ، کہاں تک
کدھن	طرف
کدھیں	کبھی
کرتار	باری تعالیٰ
کیرے	کے
کرڈکا	کنارہ
کشٹ	تکلیف
کگر	کہہ کر
کل	ترکیب

کئی	کبھی
کی	کیوں
کیا	کہا
کیرا	کا
کیس	بال
کیلی	چابی، کنجی
کیں	کہیں
کے	کیوں
کیں	کہیں
کے	کیوں
کے	کہ

لالن	محبوب
لبھانا	فریفتہ کرنا
لت	لات
لڑنا	لڑھکنا
لٹنا	لوٹنا
لکنا	لکھنا
لگ	تک، تلک
لھو	لہو
لھوا	تلوار
لئی	بہت

(گ)

گانڈ	گتا
گادن	مغنیہ
گج	ہاتھی
گڑ	بوسہ
گنانا	ضائع کرنا، گزارنا
گنونت	صاحب ہنر
گوندنا	سوچنا
گھالنا	ڈالنا
گھانگرا گھول	تتر بتر، الٹ پھیر
گھن	آسمان
گھیو	گھی
لاک	لاکھ

(م)

ماتا	مست
مارگ	راستہ، نشان
مانا	سمانا
ماندا ہونا	بیمار ہونا، سست ہونا
مانڈا	جمانا
ماس	مہینہ
متوال	متوالا
مٹھی	میٹھی
مچلی	مچھلی
مد	شراب، مست
مدن	کام دیو (ویدک عقیدے کے مطابق)
مستید	مستعد

مسارے	مشورے
معززا	معجزا
منغم	مغموم
مُکڑا	مُکھڑا
ملاذا	ملاحظہ
ملما	جمع
من	مچھلی
منا	منع
مندھر	مندر، گھر، محل
منڈوا	پنڈال
من ہر	دل رُبا
منے	میں، درمیان
مو	مُنہ
میا	محبت
میاونت	محبّت والا

(ن)

نازوک	نازک
ناما	نامہ
نا ندنا	مشقت کرنا
پنچ	تخلیق
پنچانا	پیدا کرنا، تخلیق کرنا
نخش چنا	عیب جوئی کرنا
نرادھار	بے سہارا
نراسا	ناامید

نرجیو	بے جان
نرمول	انمول
نزیک	نزدیک
نِس دن	رات دن
نعل بندی	خراج
نفا	نفع
نقش چنا	عیب جینی کرنا
نوا	نیا
نوانا	جھکانا
نوکھن	نوطبق
نول	نیا
نوا	نیا
نیہہ	محبت
نھاٹنا	بھاگنا
نھاٹیا	بھاگا
نھنواد	ننھے بچے
نھول	ناخن
نیر	پانی
نیں	نہیں

(ہ)

ہات بازی کرنا	دست درازی کرنا
ہاک مارنا	چلّانا
ہت	ہاتھ
ہیچ ہونا	قاصر رہنا، اہمیت کم ہونا

ہلرنا	ہلنا
ہست	ہاتھی
ہمنا	ہم کو
ہنروند	صاحب ہنر
ہموار	ہموار
ہور	اور
ہولے	اولے
ہیرڑا	گوشت
ہنیال	کم تر

(ی)

یتا	اتنا
یدی	مگر، لیکن
یکدھات	ایک قسم
یکستی	ایک سے
یکسکا	ایک کا
یکن	ایک
یکنگ	ایک ساتھ، ہم صحبت
یو	یہ
لئی	بہت، بکثرت

○

PRICE RS 48